

اردو لازمی جماعت دہم — پنجاب بورڈ (PECTAA)

اردو لازمی جماعت دہم — مکمل نوٹس

مکمل نوٹس — تمام 20 اسباق + گرامر، مضمون نویسی و تفہیم عبارت ضمیمہ

freebooks.pk



فہرست مضامین (Table of Contents)

سبق 1	حمد - امیرینائی
سبق 2	نعت - ماہر القادری
سبق 3	اخلاقِ نبوی ﷺ - شبلی نعمانی
سبق 4	سر سید کا بچپن - الطاف حسین حالی
سبق 5	محسنِ محلہ - اشفاق احمد
سبق 6	کفارہ - منشی پریم چند
سبق 7	سویرے جو کل آنکھ میری کھلی - پطرس بخاری
سبق 8	دوستی کا پھل - شفیع عقیل
سبق 9	میرا گاؤں - سید غلام الثقلین نقوی
سبق 10	بابل کے کھنڈر - جمیل الدین عالی
سبق 11	اولڈ ایج ہوم - میرزا ادیب
سبق 12	کچھ ذریعہ تعلیم کے باب میں - ڈاکٹر ابواللیث صدیقی
سبق 13	آدمی نامہ - نظیر اکبر آبادی



اس فہرست میں کتاب کے تمام بیس اسباق (حمد و نعت، نثر، نظم اور غزل) اور گرامر، مضمون نویسی و تفہیم عبارت کا ضمیمہ شامل ہے۔

حقوق اشاعت / Copyright Notice: یہ نوٹس Freebooks.pk کی جانب سے طلبہ کی سہولت کے لیے تیار کیے گئے ہیں اور صرف تعلیمی و غیر تجارتی استعمال کے لیے مفت فراہم کیے جاتے ہیں۔ اس مواد کی غیر مجاز نقل، دوبارہ اشاعت، یا تجارتی استعمال کی اجازت نہیں ہے۔

Internal reference: FBN-URDU10-FULL



سبق 1: حمد (Hamd (Ameer Minai))

یہ نوٹس پنجاب بورڈ کے تحت جماعت دہم کی کتاب اردو (لازمی) کے پہلے سبق 'حمد' پر مبنی ہیں، جس کے خالق معروف شاعر امیر مینائی ہیں۔ یہ حمد غزل کی پست میں لکھی گئی ہے۔ یعنی اس میں مطلع، مقطع اور ردیف و قافیہ کا التزام کیا گیا ہے، اور آخری شعر میں شاعر نے اپنا تخلص 'امیر' بھی استعمال کیا ہے۔

یہ نوٹس امتحانی پرچے کی ساخت کے مطابق تیار کیے گئے ہیں: ان میں شعر و ارتشیح، مرکزی خیال، اہم الفاظ کے معنی، اور مختصر و تفصیلی سوالات شامل ہیں تاکہ طلبہ امتحان کے اس سوال کی تیاری کر سکیں جس میں نظم کے اشعار کی تشریح مطلوب ہوتی ہے۔ نوٹس Freebooks.pk نے تیار کیے ہیں۔

شاعر کا تعارف

امیر مینائی 1829ء میں لکھنؤ میں، نصیر الدین حیدر (شاہ اودھ) کے عہد میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام شیخ کرم محمد تھا۔ وہ حضرت مخدوم شاہ مینائی لکھنؤ کی اولاد سے تھے، اسی نسبت سے اپنے نام کے ساتھ 'مینائی' لکھتے تھے۔ ابتدائی تعلیم مفتی سعد اللہ رام پوری سے حاصل کی، پھر فرنگی محل کے مدرسے میں داخل ہوئے، اور مفتی مظفر علی امیر سے شاعری میں اصلاح لی۔

کم عمری ہی میں شاعری میں بلند مقام حاصل کر لیا۔ 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد وہ رام پور منتقل ہو گئے، جہاں نواب یوسف علی خاں اور نواب کلب علی خاں کی سرپرستی میں تقریباً بیالیس برس تک ان کے استادِ سخن رہے۔ زندگی کے آخری حصے میں حیدر آباد دکن چلے گئے، جہاں پہنچنے کے تقریباً ایک ماہ بعد، 13 اکتوبر 1900ء کو ایک مختصر علالت کے دوران انتقال کر گئے۔

امیر مینائی کا شمار اپنے عہد کے قادر الکلام شاعروں میں ہوتا ہے۔ اگرچہ انھوں نے نظم کی تقریباً تمام اصناف میں طبع آزمائی کی، لیکن غزل اور نعت گوئی کی طرف ان کا رجحان زیادہ رہا۔ ان کی ایک نہایت مشہور غزل کا مطلع 'سرکئی جائے ہے رخ سے نقاب آہستہ آہستہ' ہے۔ ان کی شاعری زبان و بیان کی سادگی و روانی اور فکر و خیال کی گہرائی کا حسین امتزاج ہے۔ ان کی تصانیف میں شعری مجموعہ 'صنم خانہ عشق' (جس سے یہ حمد ماخوذ ہے) اور ایک نامکمل جامع اردو لغت 'امیر اللغات' شامل ہیں۔



اصنافِ نظم – تعریفات

حمد

حمد اصطلاح میں اس نظم کو کہتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کی تعریف و ثنا اور اس کی صفات کا بیان کیا جائے۔ زیرِ نصاب حمد اسی صنف کی ایک عمدہ مثال ہے، جو غزل کی پست میں کہی گئی ہے۔

نعت

نعت وہ نظم ہے جس میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی تعریف و توصیف بیان کی جائے، جیسا کہ مولانا ظفر علی خاں کی نعتیہ شاعری میں ملتا ہے۔

منقبت

منقبت میں اہل بیتِ اطہار، صحابہ کرام، اولیائے کرام اور بزرگانِ دین کے اوصاف بیان کیے جاتے ہیں۔

مناجات

مناجات دراصل حمد ہی کی ایک شکل ہے، فرق یہ ہے کہ حمد میں محض اللہ تعالیٰ کی بزرگی بیان کی جاتی ہے، جبکہ مناجات میں شاعر دعائیہ یا التجائیہ انداز اختیار کرتے ہوئے اپنے رب سے کچھ طلب بھی کرتا ہے، جیسا کہ علامہ محمد اقبال کی مناجاتی شاعری میں دیکھا جاسکتا ہے۔

نظم کا تعارف

زیرِ نصاب حمد میں شاعر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور ہمہ گیر موجودگی کو بیان کرتا ہے۔ ردیف تو ہے 'کی تکرار کے ساتھ ہر شعر میں ایک نیا پہلو سامنے آتا ہے۔ کہیں اللہ تعالیٰ کی بے مثالی، کہیں پردے میں ہو کر بھی بے پردہ ہونے کا تضاد، کہیں خلوت و جلوت میں یکساں موجودگی، کہیں مکاں و لامکاں سے ماورا ہونا، اور آخر میں فطرت کے حسن میں اس کی جھلک۔ نظم مقطع میں شاعر کے اس دعوے پر ختم ہوتی ہے کہ وہ خود اللہ تعالیٰ کے رازوں کا امین ہے۔



شعر وار تشریح

پہلا شعر (مطلع): بے مثالی اور لامکانیت

مطلع میں شاعر سوال کی صورت میں کہتا ہے کہ اس جہان میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا نہیں، اور یہ کہ اس کی ذات کا احاطہ کرنا انسانی فہم سے باہر ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہے، کیونکہ وہ ہر جگہ اور ہر چیز سے ماورا ہے۔

دوسرا شعر: پردے میں ہو کر بھی بے پردہ

شاعر ایک خوبصورت تضاد بیان کرتا ہے: اللہ تعالیٰ لاکھوں پردوں میں چھپا ہوا ہونے کے باوجود بے پردہ (ظاہر) ہے، اور سیکڑوں نشانیوں کے ذریعے پہچانے جانے کے باوجود وہ خود کسی نشان کا محتاج نہیں۔ یعنی اس کی ذات ہر نشانی سے بلند تر ہے۔

تیسرا شعر: خلوت و جلوت میں یکساں موجودگی

شاعر کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تنہائی اور مجمع، دونوں میں یکساں موجود ہے۔ جہاں بھی نظر جائے، کہیں نہ کہیں اس کی موجودگی عیاں ہوتی ہے۔ یعنی اس کی ذات کسی خاص مقام یا کیفیت تک محدود نہیں۔

چوتھا شعر: واحد میزبان اور مہمان

اس شعر میں شاعر ایک لطیف نکتہ بیان کرتا ہے کہ حقیقت میں اس جہان میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور موجود ہی نہیں۔ وہی میزبان بھی ہے اور وہی (مجازاً) مہمان بھی، یعنی ہر وجود دراصل اسی کی ذات کا مظہر ہے۔

پانچواں شعر: مکاں و لامکاں سے ماورا

شاعر بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کسی خاص مکان یا لامکاں (خلا) میں محدود نہیں، بلکہ اس کا جلوہ ہر جگہ۔ یہاں بھی اور وہاں بھی۔ یکساں طور پر موجود ہے۔

چھٹا شعر: فطرت کے حسن میں جھلک

شاعر اللہ تعالیٰ کی صفات کو باغ کی خوبصورتی سے جوڑتا ہے۔ چمن کا رنگ اور اس کی خوشبو، دونوں دراصل اسی کی قدرت کا اظہار ہیں۔ شاعر کہتا ہے کہ جب اس نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ اصل باغبان بھی وہی ہے۔



ساتواں شعر (مقطع): رازوں کا امین

مقطع میں شاعر اپنا تخلص 'امیر' استعمال کرتے ہوئے دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے راز اس پر منکشف ہیں، اور یہی وہ ذات ہے جسے رازداں (راز جاننے والا) کہا جاتا ہے۔ یعنی شاعر اپنی معرفت اور قرب الہی کا اظہار کرتا ہے۔

مرکزی خیال

اس حمد کا مرکزی خیال اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی ہمہ گیر، بے مثال موجودگی ہے۔ شاعر ردیف 'تو ہے' کی تکرار سے یہ باور کراتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پردے میں ہو کر بھی ظاہر ہے، خلوت و جلوت میں یکساں موجود ہے، مکاں و لامکاں سے ماورا ہے، اور فطرت کے حسن (رنگ و بو) میں بھی اسی کی جھلک نظر آتی ہے۔ نظم کے اختتام پر شاعر خود کو اللہ تعالیٰ کے رازوں کا امین قرار دیتا ہے۔

اہم الفاظ کے معنی

خلوت

تنہائی، اکیلا پن۔

جلوت

مجمع، لوگوں کی موجودگی، ہجوم۔

لامکاں

وہ جگہ جو مکان / خلا کی حدود سے باہر ہو، غیر محدود فضا۔

میزبان

مہمان نوازی کرنے والا، جس کے ہاں مہمان آئے۔

بے نشان

جس کا کوئی نشان یا علامت نہ ہو۔

مکاں



جگہ، رہنے کی جگہ۔

عیان

ظاہر، آشکار۔

نشان

علامت، پہچان کا ذریعہ۔

مہرباں

مہربانی کرنے والا، شفیق۔

پنہاں

چھپا ہوا، مخفی۔

خاکہ

حمد کے موضوعاتی نکات: ایک خاکہ جو نظم کے سات اشعار میں سے ہر ایک کے مرکزی نکتے کو مختصراً دکھاتا ہے۔

حمد کے موضوعاتی نکات

مختصر سوالات و جوابات

امیرینائی کہاں اور کس عہد میں پیدا ہوئے؟

امیرینائی 1829ء میں لکھنؤ میں، نصیر الدین حیدر (شاہِ اودھ) کے عہد میں پیدا ہوئے۔

امیرینائی نے شاعری میں اصلاح کس سے لی؟

انھوں نے شاعری میں اصلاح مفتی مظفر علی امیر سے لی۔

امیرینائی رام پور میں کن نوابوں کے استادِ سخن رہے؟

وہ نواب یوسف علی خاں اور نواب کلب علی خاں کے تقریباً بیالیس برس تک استادِ سخن رہے۔

امیرینائی کا انتقال کب اور کہاں ہوا؟



ان کا انتقال 13 اکتوبر 1900ء کو حیدر آباد دکن میں، وہاں پہنچنے کے تقریباً ایک ماہ بعد ایک مختصر علالت کے دوران ہوا۔

یہ حمد کس شعری مجموعے سے لی گئی ہے؟
یہ حمد امیرینائی کے شعری مجموعے، 'صنم خانہ عشق' سے لی گئی ہے۔

امیرینائی کی نامکمل لغت کا کیا نام ہے؟
ان کی نامکمل جامع اردو لغت کا نام 'امیر اللغات' ہے۔

حمد اور مناجات میں کیا فرق ہے؟
حمد میں محض اللہ تعالیٰ کی بزرگی بیان کی جاتی ہے، جبکہ مناجات میں حمد کے ساتھ ساتھ شاعر اپنے رب سے دعایا التجا بھی کرتا ہے۔

شاعر نے چھٹے شعر میں اللہ تعالیٰ کی صفات کو کس چیز سے جوڑا ہے؟
شاعر نے چھٹے شعر میں اللہ تعالیٰ کی صفات کو باغ کے رنگ و بو، یعنی فطرت کے حسن سے جوڑا ہے۔

تفصیلی سوالات و جوابات

اس حمد کا مرکزی خیال اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

نظم کے پہلے تین اشعار میں شاعر کیا بیان کرتا ہے؟

پہلے تین اشعار میں شاعر اللہ تعالیٰ کی بے مثالی، پردے میں ہو کر بھی بے پردہ ہونے کے تضاد، اور خلوت و جلوت میں یکساں موجودگی کو بیان کرتا ہے۔

درمیانی اشعار میں کون سا خیال نمایاں ہے؟

درمیانی اشعار میں شاعر اللہ تعالیٰ کے واحد میزبان اور مہمان ہونے، اور اس کی ذات کے مکاں و لامکاں سے ماورا ہونے کا خیال پیش کرتا ہے۔



چھٹے اور ساتویں شعر میں شاعر کیا کہتا ہے؟

چھٹے شعر میں شاعر فطرت کے حسن میں اللہ تعالیٰ کی جھلک دیکھتا ہے، جبکہ ساتویں (مقطع) میں اپنا تخلص استعمال کرتے ہوئے خود کو اللہ تعالیٰ کے رازوں کا امین قرار دیتا ہے۔

نظم کا مجموعی پیغام کیا ہے؟

نظم کا مجموعی پیغام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر جگہ، ہر کیفیت اور ہر چیز میں یکساں طور پر موجود ہے، اور اس کی معرفت حاصل کرنے والا اس کے رازوں تک رسائی پاسکتا ہے۔

امیر مینائی کی شخصیت اور فن کا مختصر جائزہ پیش کریں۔

امیر مینائی کے ابتدائی حالاتِ زندگی کیا تھے؟

امیر مینائی 1829ء میں لکھنؤ میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم مفتی سعد اللہ رام پوری سے حاصل کی اور بعد ازاں فرنگی محل کے مدرسے میں تعلیم مکمل کی۔

رام پور میں ان کی زندگی کیسی گزری؟

1857ء کے بعد وہ رام پور منتقل ہو گئے، جہاں نواب یوسف علی خاں اور نواب کلب علی خاں کی سرپرستی میں تقریباً بیالیس برس تک استادِ سخن رہے۔

ان کی شاعری کا خاص میدان کیا تھا؟

اگرچہ انھوں نے نظم کی تقریباً تمام اصناف میں طبع آزمائی کی، ان کا خاص رجحان غزل اور نعت گوئی کی طرف رہا۔

ان کا مجموعی ادبی مقام کیا ہے؟

امیر مینائی کا شمار اپنے عہد کے قادر الکلام شاعروں میں ہوتا ہے، اور ان کی شاعری زبان کی سادگی و روانی اور فکر کی گہرائی کا حسین امتزاج سمجھی جاتی ہے۔



معروضی سوالات (MCQs)

امیرینائی کس شہر میں پیدا ہوئے؟ (الف) دہلی (ب) لکھنؤ (ج) رام پور (د) حیدر آباد
درست جواب: (ب) لکھنؤ۔ امیرینائی 1829ء میں لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔

امیرینائی نے شاعری میں اصلاح کس سے لی؟ (الف) مفتی سعد اللہ رام پوری (ب) مفتی مظفر علی امیر (ج) نواب یوسف علی خاں (د) نواب کلب علی خاں

درست جواب: (ب) مفتی مظفر علی امیر۔ انھوں نے شاعری میں اصلاح مفتی مظفر علی امیر سے لی۔

امیرینائی رام پور میں کتنے برس استادِ سخن رہے؟ (الف) بائیس برس (ب) بیس برس (ج) بیالیس برس (د) باون برس

درست جواب: (ج) بیالیس برس۔ وہ رام پور میں تقریباً بیالیس برس تک استادِ سخن رہے۔

امیرینائی کا انتقال کہاں ہوا؟ (الف) لکھنؤ (ب) رام پور (ج) دہلی (د) حیدر آباد دکن
درست جواب: (د) حیدر آباد دکن۔ ان کا انتقال حیدر آباد دکن میں 13 اکتوبر 1900ء کو ہوا۔

یہ حمد کس شعری مجموعے سے لی گئی ہے؟ (الف) کلیاتِ امیر (ب) صنم خانہ عشق (ج) امیر اللغات (د) بابِ حرم

درست جواب: (ب) صنم خانہ عشق۔ یہ حمد امیرینائی کے شعری مجموعے 'صنم خانہ عشق' سے لی گئی ہے۔

حمد اصطلاح میں کس چیز کے بیان کو کہتے ہیں؟ (الف) رسول اللہ ﷺ کی تعریف (ب) اللہ تعالیٰ کی تعریف و ثنا (ج) صحابہ کرام کے اوصاف (د) بزرگانِ دین کی مدح

درست جواب: (ب) اللہ تعالیٰ کی تعریف و ثنا۔ حمد اصطلاح میں اس نظم کو کہتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کی تعریف و ثنا اور اس کی صفات کا بیان کیا جائے۔

نعت میں کس ہستی کی تعریف بیان کی جاتی ہے؟ (الف) اولیائے کرام (ب) صحابہ کرام (ج) رسول اللہ ﷺ (د) اہل بیت

درست جواب: (ج) رسول اللہ ﷺ۔ نعت وہ نظم ہے جس میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی تعریف و توصیف بیان کی جاتی ہے۔



حمد اور مناجات میں بنیادی فرق کیا ہے؟ (الف) حمد میں دعا کی جاتی ہے (ب) مناجات میں صرف تعریف ہوتی ہے (ج) مناجات میں تعریف کے ساتھ دعا بھی کی جاتی ہے (د) دونوں بالکل ایک جیسی ہیں

درست جواب: (ج) مناجات میں تعریف کے ساتھ دعا بھی کی جاتی ہے۔ مناجات میں اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ ساتھ شاعر دعا یا التجا بھی کرتا ہے، جبکہ حمد میں صرف بزرگی بیان کی جاتی ہے۔

اس حمد میں شاعر کا استعمال کردہ تخلص کیا ہے؟ (الف) مینائی (ب) امیر (ج) اختر (د) وارثی

درست جواب: (ب) امیر۔ شاعر نے آخری شعر (مقطع) میں اپنا تخلص 'امیر' استعمال کیا ہے۔

امیر مینائی کی نامکمل لغت کا نام کیا ہے؟ (الف) نور اللغات (ب) فرہنگ آصفیہ (ج) امیر اللغات (د) علمی اردو لغت

درست جواب: (ج) امیر اللغات۔ ان کی نامکمل جامع اردو لغت کا نام 'امیر اللغات' ہے۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

- امیر مینائی (1829ء-1900ء): لکھنؤ میں پیدائش، فرنگی محل میں تعلیم، رام پور میں 42 برس استادِ سخن، حیدر آباد دکن میں وفات۔
- حمد شعری مجموعے 'صنم خانہ عشق' سے ہے اور غزل کی پست میں (مطلع، مقطع، ردیف 'تو ہے' کے ساتھ) لکھی گئی ہے۔
- حمد: اللہ کی بزرگی کا بیان۔ نعت: رسول اللہ ﷺ کی تعریف۔ منقبت: صحابہ / اولیاء کے اوصاف۔ مناجات: حمد کے ساتھ دعا۔
- اشعار 1-3: اللہ تعالیٰ کی بے مثالی، پردے میں ہو کر بھی ظاہر ہونا، خلوت و جلوت میں یکساں موجودگی۔
- اشعار 4-6: واحد میزبان و مہمان، مکاں و لامکاں سے ماورا، فطرت کے حسن میں جھلک۔
- مقطع (7واں شعر): شاعر خود کو اللہ تعالیٰ کے رازوں کا امین قرار دیتا ہے، تخلص 'امیر'۔

امتحانی نکات

- امتحان میں 'اشعار کی تشریح' کے سوال کے لیے ہر شعر کا مرکزی نکتہ اپنے الفاظ میں لکھنے کی مشق کریں، رٹے کی بجائے سمجھ کر یاد رکھیں۔



• حمد، نعت، منقبت اور مناجات کی تعریفات کا فرق واضح یاد رکھیں۔ یہ اکثر معروضی و مختصر سوالات میں پوچھا جاتا ہے۔

• امیرینائی کے اہم حالاتِ زندگی (پیدائش، رام پور میں قیام، وفات) کی تاریخیں یاد رکھیں۔
• اس نظم کی غزل نما ساخت (مطلع، مقطع، ردیف، تخلص) کو سمجھیں کیونکہ یہ حمد کی عام ساخت سے مختلف ہے۔

• اہم الفاظ کے معنی (خلوت، جلوت، لامکاں وغیرہ) اچھی طرح یاد رکھیں کیونکہ یہ سیاق و سباق کے سوالات میں کام آتے ہیں۔



سبق 2: نعت (Naat (Maher-ul-Qadri))

یہ نوٹس پنجاب بورڈ کے تحت جماعت دہم کی کتاب اردو (لازمی) کے دوسرے سبق 'نعت' پر مبنی ہیں، جس کے خالق معروف نعت گو شاعر ماہر القادری ہیں۔ یہ نعت بھی، سبق اول کی حمد کی طرح، غزل کی ہیئت میں لکھی گئی ہے۔ ردیف کے لیے 'کی تکرار کے ساتھ۔

یہ نوٹس امتحانی پرچے کی ساخت کے مطابق تیار کیے گئے ہیں: ان میں شعروار تشریح، مرکزی خیال، اہم الفاظ کے معنی، شعری اصطلاحات (مصرع، شعر، قافیہ، ردیف) اور مختصر و تفصیلی سوالات شامل ہیں۔ نوٹس Freebooks.pk نے تیار کیے ہیں۔

شاعر کا تعارف

ماہر القادری کا اصل نام منظور حسین تھا، اور 'ماہر' ان کا تخلص تھا۔ وہ 30 جولائی 1906ء کو ضلع بلند شہر (یوپی، بھارت) کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام مشوق علی تھا۔ ابتدائی تعلیم گاؤں کے مکتب سے حاصل کی اور 1926ء میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔

تعلیم کے بعد وہ حیدرآباد دکن کے محکمہ ڈاک میں ملازم ہوئے اور وہاں تقریباً پندرہ برس مقیم رہے، پھر 1944ء کے قریب بمبئی منتقل ہو گئے۔ قیام پاکستان کے بعد، اپریل 1949ء میں انھوں نے کراچی سے ماہنامہ 'فاران' جاری کیا، جو نہایت پابندی کے ساتھ اُن کی وفات تک، یعنی تقریباً اسی برس تک شائع ہوتا رہا۔

ماہر القادری کے نعتیہ کلام کی سب سے نمایاں خصوصیت نبی کریم ﷺ سے ان کی والہانہ محبت اور گہری عقیدت ہے، جو سادہ، رواں اور دل نشیں اسلوب میں جھلکتی ہے۔ انھوں نے حج کے مشاہدات و تاثرات پر 'کاروانِ حجاز' کے نام سے ایک کتاب بھی تحریر کی۔ ان کی دیگر معروف تصانیف میں 'ظہورِ قدسی' (نعتیہ مجموعہ)، 'محسوساتِ ماہر' اور 'کلیاتِ ماہر القادری' شامل ہیں۔ وہ 1978ء میں، بہتر برس کی عمر میں، ایک عرصے سے لاحق عارضہ قلب کے باعث انتقال کر گئے۔



شعری اصطلاحات

مصرع

شعر کا نصف حصہ یعنی آدھا شعر 'مصرع' کہلاتا ہے۔ دو مصرعے مل کر ایک شعر بناتے ہیں؛ پہلے مصرعے کو 'مصرعِ اولیٰ' اور دوسرے کو 'مصرعِ ثانی' کہا جاتا ہے۔

شعر

مقررہ وزن اور بحر میں لکھی گئی، دو مصرعوں پر مشتمل تحریر 'شعر' کہلاتی ہے۔

قافیہ

شعر کے آخر میں آنے والے ہم آواز الفاظ جو ہر شعر میں بدل بدل کر آتے ہیں، 'قافیہ' کہلاتے ہیں، جیسے 'جباب' اور 'سراب'۔

ردیف

قافیہ کے بعد ہر شعر میں بلا تبدل، بار بار آنے والا لفظ یا الفاظ 'ردیف' کہلاتے ہیں۔ جیسا کہ زیرِ نصاب نعت میں 'کے لیے' 'ردیف' کے طور پر استعمال ہوا ہے۔

پابند نظم

وہ نظم جس میں اوزان و بحر کے ساتھ ساتھ قافیہ اور ردیف کی پابندی بھی کی جائے اور جو کسی مقررہ یسنت (مثلاً غزل نمائند) میں لکھی جائے، 'پابند نظم' کہلاتی ہے۔

نظم کا تعارف

زیرِ نصاب نعت میں شاعر نبی کریم ﷺ سے اپنی والہانہ محبت اور عقیدت کا اظہار کرتا ہے۔ ردیف 'کے لیے' کی تکرار کے ساتھ ہر شعر میں آپ ﷺ کی عظمت کا ایک نیا پہلو سامنے آتا ہے۔ کہیں آپ ﷺ کی بلند ترین منزلت، کہیں شریعت و محبت کا تقاضا، کہیں آپ ﷺ کے ذکر پر دنیا کا سراپا گوش ہو جانا، اور آخر میں مدینہ منورہ کی یاد میں شاعر کی آنکھوں کا اشک بار ہونا۔



شعر وار تشریح

پہلا شعر: نبی کریم ﷺ کی بلند ترین منزلت

شاعر کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے بلند مقام نبی کریم ﷺ کا ہے، اور آپ ﷺ کے بعد کسی اور کے لیے کوئی مقام باقی نہیں رہتا۔

دوسرا شعر: شریعت اور محبت کا تقاضا

شریعت کا تقاضا ہے کہ خاتم الانبیاء ﷺ کی مکمل اطاعت کی جائے، اور محبت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ ﷺ کو اللہ کا محبوب مان کر ان سے محبت کی جائے۔

تیسرا شعر: ذکرِ رسول ﷺ پر دنیا کا سراپا گوش ہو جانا

جب کہیں نبی کریم ﷺ کا ذکر ہو تو ساری دنیا خاموشی سے کان لگا لیتی ہے، اور جب آپ ﷺ کا نام نامی آئے تو ہر زبان پر درود و سلام جاری ہو جاتا ہے۔

چوتھا شعر: نقشِ قدم اور راہِ ہدایت

شاعر کہتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے نقشِ قدم ہی ہدایت کا سرچشمہ ہیں، اور یہی وہ راستہ ہے جو مغفرت کی منزل تک لے جاتا ہے۔

پانچواں شعر: نورِ وحدت کا مرکز

نبی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی نورِ وحدت کا مرکز ہے۔ کائنات کی ابتدا بھی آپ ﷺ کی ذات سے وابستہ ہے اور انتہا بھی آپ ﷺ ہی پر ہے۔

چھٹا شعر: راہِ طیبہ کی برکت

شاعر کہتا ہے کہ راہِ طیبہ (مدینہ منورہ کے راستے) کی گرد آنکھوں کے لیے سرمے اور شفا کا باعث ہے۔



ساتواں شعر (مقطع): مدینہ منورہ کی یاد

مقطع میں شاعر اپنا تخلص 'ناہر' استعمال کرتے ہوئے کہتا ہے کہ جب بھی اسے مدینہ منورہ یاد آتا ہے تو اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر جاتی ہیں، جو اس کے لیے آبِ حیات کی مانند ہیں۔

مرکزی خیال

اس نعت کا مرکزی خیال نبی کریم ﷺ سے شاعر کی والہانہ محبت اور عقیدت ہے۔ شاعر ردیف 'کے لیے' کی تکرار سے یہ باور کراتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے بلند مقام نبی کریم ﷺ کا ہے، آپ ﷺ کے ذکر پر دنیا خاموش ہو جاتی ہے، آپ ﷺ کے نقشِ قدم ہی ہدایت کا ذریعہ ہیں، اور مدینہ منورہ کی یاد شاعر کی آنکھوں کو اشک بار کر دیتی ہے۔

اہم الفاظ کے معنی

رسول

پیغام پہنچانے والا، اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا نبی۔

ختم الانبیاء

نبیوں کا سلسلہ ختم کرنے والے، یعنی آخری نبی۔ نبی کریم ﷺ کا لقب۔

سراپا گوش

پورے کا پورا کان بن جانا، یعنی پوری توجہ اور خاموشی سے سننا۔

مرجا

خوش آمدید، آفرین۔ استقبال یا تحسین کے موقع پر کہا جانے والا کلمہ۔

نقشِ قدم

پاؤں کے نشانات، یعنی کسی کی مثال یا طریقہ جس کی پیروی کی جائے۔

دائرہ

گھیرا، حلقہ۔ کسی چیز کے احاطے یا مرکز کی علامت۔



وحدت

یکتائی، اکائی - ایک ہونے کی کیفیت۔

راہِ طیبہ

پاکیزہ راستہ، یہاں مراد مدینہ منورہ کی طرف جانے والا راستہ۔

خاکِ شفا

شفا بخشنے والی مٹی، یہاں مراد مدینہ منورہ کی گرد۔

مغفرت

بخشش، اللہ تعالیٰ کی طرف سے گناہوں کی معافی۔

خاکہ

نعت کے موضوعاتی نکات: ایک خاکہ جو نعت کے سات اشعار میں سے ہر ایک کے مرکزی نکتے کو مختصراً دکھاتا ہے۔

نعت کے موضوعاتی نکات

مختصر سوالات و جوابات

ماہر القادری کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

ماہر القادری 30 جولائی 1906ء کو ضلع بلندشہر (پوپی، بھارت) کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔

ماہر القادری کا اصل نام کیا تھا؟

ان کا اصل نام منظور حسین تھا، جبکہ 'ماہر' ان کا تخلص تھا۔

انھوں نے کون سا ماہنامہ جاری کیا اور کتنے عرصے شائع ہوتا رہا؟

انھوں نے اپریل 1949ء میں ماہنامہ 'فاران' جاری کیا، جو تقریباً اسی برس تک شائع ہوتا رہا۔

حج کے مشاہدات پر ماہر القادری کی کتاب کا نام کیا ہے؟

حج کے مشاہدات و تاثرات پر ان کی کتاب کا نام 'کاروانِ حجاز' ہے۔



شاعر کے نزدیک شریعت اور محبت کا تقاضا کیا ہے؟
شریعت کا تقاضا خاتم الانبیاء ﷺ کی اطاعت ہے، اور محبت کا تقاضا آپ ﷺ کو اللہ کا محبوب مان کر محبت کرنا ہے۔

‘سراپا گوش ہونا’ سے کیا مراد ہے؟
‘سراپا گوش ہونا’ سے مراد پوری طرح خاموش ہو کر، پوری توجہ کے ساتھ سننا ہے۔
نعت کے مقطع میں شاعر کی آنکھوں میں آنسو نہ رکنے کا سبب کیا ہے؟
مقطع میں شاعر کی آنکھوں میں آنسو نہ رکنے کا سبب مدینہ منورہ کی یاد ہے۔

مصرع کسے کہتے ہیں؟
شعر کے نصف حصے یعنی آدھے شعر کو ‘مصرع’ کہتے ہیں؛ دو مصرعے مل کر ایک شعر بناتے ہیں۔

تفصیلی سوالات و جوابات

اس نعت کا مرکزی خیال اپنے الفاظ میں بیان کریں۔
نظم کے پہلے تین اشعار میں شاعر کیا بیان کرتا ہے؟

پہلے تین اشعار میں شاعر نبی کریم ﷺ کی بلند ترین منزلت، شریعت و محبت کے تقاضے، اور آپ ﷺ کے ذکر پر دنیا کے سراپا گوش ہو جانے کو بیان کرتا ہے۔

چوتھے اور پانچویں شعر میں کون سا خیال نمایاں ہے؟

ان اشعار میں شاعر نبی کریم ﷺ کے نقش قدم کو ہدایت کا سرچشمہ اور آپ ﷺ کی ذات کو نور وحدت کا مرکز قرار دیتا ہے۔

چھٹے اور ساتویں شعر میں شاعر کیا کہتا ہے؟

چھٹے شعر میں شاعر راہِ طیبہ کی برکت بیان کرتا ہے، جبکہ ساتویں (مقطع) میں مدینہ منورہ کی یادیں اپنی آنکھوں کے اشک بار ہونے کا ذکر کرتا ہے۔



نعت کا مجموعی پیغام کیا ہے؟

نعت کا مجموعی پیغام یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ سے سچی محبت اور عقیدت ہی مسلمان کی شریعت اور ایمان کا حقیقی تقاضا ہے۔

ماہر القادری کی شخصیت اور فن کا مختصر جائزہ پیش کریں۔

ماہر القادری کے ابتدائی حالاتِ زندگی کیا تھے؟

وہ 1906ء میں ضلع بلند شہر میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم گاؤں کے مکتب سے حاصل کی اور 1926ء میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے میٹرک پاس کیا۔

تعلیم کے بعد ان کی ملازمت اور نقل مکانی کیسی رہی؟

میٹرک کے بعد وہ حیدرآباد دکن کے محکمہ ڈاک میں ملازم ہوئے، وہاں تقریباً پندرہ برس مقیم رہے، پھر 1944ء کے قریب بمبئی منتقل ہو گئے۔

قیام پاکستان کے بعد ان کی ادبی خدمات کیا تھیں؟

قیام پاکستان کے بعد انھوں نے کراچی سے ماہنامہ 'فاران' جاری کیا، جو تقریباً انیس برس تک شائع ہوتا رہا، اور حج کے تاثرات پر 'کاروانِ حجاز' تحریر کی۔

ان کا ادبی مقام اور اسلوب کیسا ہے؟

ماہر القادری کا شمار اردو کے نمایاں نعت گو شاعروں میں ہوتا ہے، اور ان کا اسلوب سادہ، رواں اور دل نشیں سمجھا جاتا ہے، جو نبی کریم ﷺ سے والہانہ محبت کا آئینہ دار ہے۔

معروضی سوالات (MCQs)

ماہر القادری کب پیدا ہوئے؟ (الف) 1904ء (ب) 1906ء (ج) 1908ء (د) 1910ء

درست جواب: (ب) 1906ء۔ ماہر القادری 30 جولائی 1906ء کو پیدا ہوئے۔

ماہر القادری کا اصل نام کیا تھا؟ (الف) محمد حسین (ب) منظور حسین (ج) انور حسین (د) اختر حسین



درست جواب: (ب) منظور حسین۔ ان کا اصل نام منظور حسین تھا، 'ناہر' ان کا تخلص تھا۔

ماہر القادری نے کون سا ماہنامہ جاری کیا؟ (الف) نقوش (ب) فاران (ج) سویرا (د) افکار
درست جواب: (ب) فاران۔ انھوں نے ماہنامہ 'فاران' جاری کیا۔

'فاران' کتنے برس تک شائع ہوتا رہا؟ (الف) انیس برس (ب) ایتیس برس (ج) انتالیس برس (د) نو برس

درست جواب: (ب) ایتیس برس۔ 'فاران' تقریباً ایتیس برس تک شائع ہوتا رہا۔

حج کے مشاہدات پر ماہر القادری کی کتاب کا نام کیا ہے؟ (الف) کاروانِ حجاز (ب) سفرنامہ حجاز (ج) راہِ حرم (د) یادِ حرم

درست جواب: (الف) کاروانِ حجاز۔ حج کے مشاہدات و تاثرات پر ان کی کتاب کا نام 'کاروانِ حجاز' ہے۔

زیرِ نصابِ نعت میں ردیف کیا ہے؟ (الف) کے لیے (ب) کہے (ج) آئے (د) رکھتے

درست جواب: (الف) کے لیے۔ اس نعت میں 'کے لیے' ردیف کے طور پر استعمال ہوا ہے۔

آدھے شعر کو کیا کہتے ہیں؟ (الف) بیت (ب) مصرع (ج) قافیہ (د) ردیف

درست جواب: (ب) مصرع۔ شعر کے نصف حصے کو 'مصرع' کہتے ہیں۔

شعر کے آخر میں قافیہ کے بعد بلا تبدل بار بار آنے والا لفظ کیا کہلاتا ہے؟ (الف) ردیف (ب) قافیہ (ج)

بحر (د) وزن

درست جواب: (الف) ردیف۔ قافیہ کے بعد ہر شعر میں بلا تبدل، بار بار آنے والا لفظ 'ردیف' کہلاتا ہے۔

ماہر القادری کا انتقال کس سن میں ہوا؟ (الف) 1968ء (ب) 1978ء (ج) 1988ء (د) 1958ء

درست جواب: (ب) 1978ء۔ ان کا انتقال 1978ء میں، بہتر برس کی عمر میں ہوا۔

نعت میں 'خاکِ شفا' سے کیا مراد لی گئی ہے؟ (الف) مدینہ منورہ کی وہ گرد جو شفا کا باعث ہے (ب) مکہ

مکرمہ کی زمین (ج) کربلا کی خاک (د) نجف کی خاک

درست جواب: (الف) مدینہ منورہ کی وہ گرد جو شفا کا باعث ہے۔ 'خاکِ شفا' سے مراد راہِ طیبہ یعنی مدینہ منورہ کے

راستے کی وہ گرد ہے جو شفا کا باعث ہے۔



تیز نظر ثانی خلاصہ

- ماہر القادری (1906ء-1978ء): اصل نام منظور حسین، ضلع بلند شہر میں پیدائش، علی گڑھ سے میٹرک، حیدرآباد دکن میں ملازمت، بعد ازاں بمبئی۔
- قیام پاکستان کے بعد ماہنامہ 'فاران' جاری کیا (تقریباً 29 برس شائع ہوتا رہا)؛ حج کے تاثرات پر 'کاروانِ حجاز' تحریر کی۔
- یہ نعت غزل کی پست میں (ردیف 'کے لیے' کے ساتھ) لکھی گئی ہے۔
- اشعار 1-3: نبی کریم ﷺ کی بلند ترین منزلت، شریعت و محبت کا تقاضا، ذکرِ رسول ﷺ پر دنیا کا سراپا گوش ہونا۔
- اشعار 4-6: نقشِ قدم اور ہدایت، نورِ وحدت کا مرکز، راہِ طیبہ کی برکت۔
- مقطع (7 واں شعر): مدینہ منورہ کی یاد میں شاعر کی آنکھوں کا اشک بار ہونا، تخلص 'ماہر'۔ شعری اصطلاحات: مصرع، شعر، قافیہ، ردیف، پابند نظم۔

امتحانی نکات

- امتحان میں 'اشعار کی تشریح' کے سوال کے لیے ہر شعر کا مرکزی نکتہ اپنے الفاظ میں لکھنے کی مشق کریں۔
- مصرع، شعر، قافیہ اور ردیف کی تعریفات اور مثالیں اچھی طرح یاد رکھیں۔ یہ اکثر معروضی سوالات میں پوچھی جاتی ہیں۔
- ماہر القادری کے اہم حالاتِ زندگی (پیدائش، فاران کا اجرا، وفات) کی تاریخیں یاد رکھیں۔
- اس نظم کی غزل نما ساخت (ردیف 'کے لیے'، تخلص) کو سمجھیں اور حمد (سبق اول) سے اس کی مماثلت نوٹ کریں۔
- اہم الفاظ کے معنی (سراپا گوش، نقشِ قدم، خاکِ شفا وغیرہ) اچھی طرح یاد رکھیں کیونکہ یہ سیاق و سباق کے سوالات میں کام آتے ہیں۔



سبق 3: اخلاقِ نبوی ﷺ (Akhlaq-e-Nabawi (Shibli Nomani))

یہ نوٹس پنجاب بورڈ کے تحت جماعت دہم کی کتاب اردو (لازمی) کے تیسرے سبق 'اخلاقِ نبوی ﷺ' پر مبنی ہیں، جس کے مصنف معروف عالم و محقق شبلی نعمانی ہیں۔ یہ سبق شرکی صنف میں ہے اور اس میں نبی کریم ﷺ کے اخلاقِ مبارکہ کو آپ ﷺ کے قریبی ساتھیوں کی زبانی بیان کیا گیا ہے۔

یہ نوٹس امتحانی پرچے کی ساخت کے مطابق تیار کیے گئے ہیں: ان میں اقتباس وار خلاصہ، مرکزی خیال، اہم الفاظ کے معنی، قواعد و انشاء کے نکات (جمعوں کی اقسام، مضمون نویسی) اور مختصر و تفصیلی سوالات شامل ہیں۔ نوٹس Freebooks.pk نے تیار کیے ہیں۔

مصنف کا تعارف

شبلی نعمانی 1857ء میں ضلع اعظم گڑھ (بھارت) کے گاؤں بندول میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد شیخ حبیب اللہ وکالت کے پیشے سے وابستہ تھے۔ شبلی نے بھی کچھ عرصہ وکالت کی، پھر علی گڑھ کالج میں فارسی و عربی کے استاد مقرر ہوئے، جہاں انھیں سر سید احمد خاں، حالی اور پروفیسر آرنلڈ کی صحبت یسر آئی۔ 1892ء میں آرنلڈ کے ساتھ انھوں نے مصر، شام اور قسطنطنیہ سمیت دیگر اسلامی علاقوں کا سفر کیا۔

سر سید کی وفات (1898ء) کے بعد شبلی نے علی گڑھ کالج سے استعفیٰ دے دیا اور حیدرآباد دکن کے دائرۃ المعارف کی نظامت سنبھالی۔ بعد ازاں لکھنؤ میں ندوۃ العلماء کے شعبہ تعلیمات کی نظامت بھی ان کے سپرد رہی۔ زندگی کے آخری برسوں میں انھوں نے اعظم گڑھ میں ایک اہم علمی ادارہ 'دارالمصنفین' قائم کیا، جو آج بھی علمی خدمات انجام دے رہا ہے۔ وہ 18 نومبر 1914ء کو اعظم گڑھ میں انتقال کر گئے۔

شبلی نعمانی شاعر بھی تھے، مگر ان کی شہرت کا مدار زیادہ تر نثر پر ہے، اور ان کا شمار اردو کے بڑے نثر نگاروں میں ہوتا ہے۔ انھوں نے تاریخ، تنقید، سیرت، تذکرہ اور تصوف جیسے متنوع موضوعات پر قلم اٹھایا؛ جوش بیان، ایجاز و اختصار اور تحقیقی انداز ان کے اسلوب کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ ان کا سب سے بڑا علمی کارنامہ نبی کریم ﷺ کی سیرت پر لکھی گئی کتاب 'سیرۃ النبی' ہے (جو ان کی وفات کے بعد سید سلیمان ندوی نے مکمل کی)۔ دیگر اہم تصانیف میں 'شعر الحکم' (پانچ جلدیں)، 'الفاروق'، 'المأمون'، 'سیرۃ النعمان' اور 'الغزالی' شامل ہیں۔



قواعد و انشاء کے نکات

جمع سالم

جب کسی واحد سے جمع بنائی جائے اور واحد کی اصل صورت قائم رہے تو ایسی جمع 'جمع سالم' کہلاتی ہے، جیسے: باغ سے باغات، مکان سے مکانات۔

جمع مکسر (غیر سالم)

وہ جمع جس میں واحد کی اصل صورت قائم نہیں رہتی، 'جمع مکسر' کہلاتی ہے، جیسے: کتاب سے کتب، امت سے امم۔

جمع الجمع

بعض الفاظ کی جمع بنا کر پھر دوبارہ جمع بنائی جاتی ہے؛ اس صورت کو 'جمع الجمع' کہا جاتا ہے، جیسے: خبر سے اخبار، پھر اخبار سے اخبارات۔

مضمون

کسی مقررہ موضوع پر اپنے خیالات، جذبات اور تاثرات کا تحریری اظہار 'مضمون' کہلاتا ہے، جس میں تعارف، وضاحت اور نتیجہ کی ترتیب ہوتی ہے۔

مضمون کی اقسام

مضمون کی کئی قسمیں ہیں، مثلاً: علمی، تاریخی، تنقیدی، سوانحی، فلسفیانہ، سائنسی، اصلاحی، مذہبی اور ادبی مضمون۔

سبق کا تعارف

زیر نصاب سبق میں شبلی نعمانی نبی کریم ﷺ کے اخلاق مبارکہ کو خود آپ ﷺ کے قریب ترین ساتھیوں کی گواہیوں کی صورت میں پیش کرتے ہیں۔ مصنف کا استدلال ہے کہ کسی شخص کے اخلاق و عادات سے اس کے قریبی رفقاء سے بڑھ کر کوئی واقف نہیں ہو سکتا، اسی لیے حضرت خدیجہؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت علیؓ اور حضرت ہند بن ابی ہالہؓ کی گواہیاں نقل کی گئی ہیں۔



اقتباس وار خلاصہ

حضرت خدیجہؓ کی گواہی

حضرت خدیجہؓ، جو نبوت سے پہلے اور بعد تقریباً پچیس برس تک آپ ﷺ کی رفیقہ حیات رہیں، آغازِ وحی کے موقع پر آپ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو کبھی رنجیدہ نہیں کرے گا، کیونکہ آپ ﷺ رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرتے ہیں، مقروضوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، غریبوں کی مدد کرتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں، حق کی حمایت کرتے ہیں اور مصیبت زدہ لوگوں کے کام آتے ہیں۔

حضرت عائشہؓ کی گواہی

حضرت عائشہؓ کے مطابق نبی کریم ﷺ کبھی کسی کو برا بھلا نہیں کہتے تھے، برائی کے بدلے درگزر اور معافی سے کام لیتے تھے، اور دو باتوں میں سے ہمیشہ آسان بات کو ترجیح دیتے تھے۔ آپ ﷺ نے کبھی ذاتی معاملے میں انتقام نہیں لیا، اور کسی مسلمان کو نام لے کر لعنت نہیں کی، نہ ہی کبھی کسی خادم یا جانور کو ہاتھ سے مارا۔

حضرت علیؓ کی گواہی

حضرت علیؓ، جو طویل عرصہ آپ ﷺ کے قریب رہے، بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نرم خو، مہربان طبع اور کشادہ دل تھے، عیب جو نہ تھے، اور اپنے نفس سے بحث و مباحثہ، فضول گفتگو اور بے مقصد باتوں کو دور رکھا تھا۔ آپ ﷺ کسی کو برا نہیں کہتے تھے، کسی کی عیب گیری نہیں کرتے تھے، اور صحابہ کرام آپ ﷺ کا ذکر ہوتے ہی خاموشی سے، سر جھکائے سنتے تھے۔

حضرت ہند بن ابی ہالہؓ کی گواہی

حضرت ہند بن ابی ہالہؓ، جو گویا آپ ﷺ کی آغوش میں پرورش پائے تھے، بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جو کھانا سامنے آتا تناول فرماتے اور اسے برا نہیں کہتے تھے۔ حق کی مخالفت پر آپ ﷺ کو غصہ آجاتا تھا، مگر ذاتی معاملے میں کبھی غصہ نہیں آیا اور نہ کبھی انتقام لیا۔



مرکزی خیال

اس سبق کا مرکزی خیال یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے اخلاقِ مبارکہ کی سب سے مستند گواہی وہ لوگ دے سکتے ہیں جو آپ ﷺ کے قریب ترین رہے۔ حضرت خدیجہؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت علیؓ اور حضرت ہند بن ابی ہالہؓ کی گواہیوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ درگزر، رحم دلی، سادگی، صبر اور اعتدال کا مجسمہ تھے۔ اور یہی اوصاف ہر مسلمان کے لیے عملی نمونہ ہیں۔

اہم الفاظ کے معنی

صلہ رحمی

رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنا، ان کے حقوق ادا کرنا۔

خدمتِ زوجیت

بیوی کے طور پر ساتھ نبھانا، ازدواجی رفاقت۔

درگزر

معاف کر دینا، چشم پوشی کرنا۔

انتقام

بدلہ لینا۔

اخلاقِ مبارکہ

بابرکت عادات و اطوار۔

تحمل

برداشت، بردباری۔

راست گو

سچ بولنے والا۔

صراحتاً

کھل کر، واضح طور پر۔



عیب گیری
دوسروں کے عیب تلاش کرنا، نکتہ چینی۔

مرعوب
دبا ہوا، متاثر ہو کر خوف زدہ۔

خاکہ

چار گواہوں کی گواہیاں: ایک خاکہ جو سبق میں بیان کی گئی چاروں شخصیات کی گواہیوں کا خلاصہ دکھاتا ہے۔
چار گواہوں کی گواہیاں

مختصر سوالات و جوابات

سبق کے متن کے مطابق کن شخصیات نے نبی کریم ﷺ کے حسن اخلاق کی گواہی دی ہے؟
سبق میں حضرت خدیجہؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت علیؓ اور حضرت ہند بن ابی ہالہؓ کی گواہیاں بیان کی گئی ہیں۔

حضرت خدیجہؓ نے نبی کریم ﷺ کو کن باتوں کی بنا پر تسلی دی؟
حضرت خدیجہؓ نے کہا کہ آپ ﷺ صلہ رحمی کرتے ہیں، مقروضوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، غریبوں کی مدد کرتے ہیں اور مہمان نوازی کرتے ہیں، اس لیے اللہ آپ ﷺ کو کبھی رنجیدہ نہیں کرے گا۔

حضرت عائشہؓ کے مطابق نبی کریم ﷺ برائی کا جواب کیسے دیتے تھے؟
حضرت عائشہؓ کے مطابق آپ ﷺ برائی کے بدلے برائی نہیں کرتے تھے، بلکہ درگزر اور معافی سے کام لیتے تھے۔

حضرت علیؓ نے آپ ﷺ کی کن تین عادتوں کا ذکر کیا؟
حضرت علیؓ نے بتایا کہ آپ ﷺ نے اپنے نفس سے بحث و مباحثہ، ضرورت سے زیادہ بات کرنا اور بے مقصد گفتگو کو دور کر دیا تھا۔

حضرت ہند بن ابی ہالہؓ نے آپ ﷺ کے کھانے کی عادت کے بارے میں کیا بتایا؟
انہوں نے بتایا کہ آپ ﷺ جو کھانا سامنے آتا تناول فرماتے اور اسے کبھی برا نہیں کہتے تھے۔



جمع سالم کسے کہتے ہیں؟ ایک مثال دیں۔

جس جمع میں واحد کی اصل صورت قائم رہے، وہ جمع سالم کہلاتی ہے، جیسے باغ سے باغات۔

جمع الجمع کسے کہتے ہیں؟ ایک مثال دیں۔

جب کسی جمع کی دوبارہ جمع بنائی جائے تو اسے جمع الجمع کہتے ہیں، جیسے خبر سے اخبار اور پھر اخبار سے اخبارات۔

مضمون کسے کہتے ہیں؟

کسی مقررہ موضوع پر خیالات، جذبات اور تاثرات کے تحریری اظہار کو مضمون کہتے ہیں۔

تفصیلی سوالات و جوابات

سبق 'اخلاقِ نبوی ﷺ' کا خلاصہ اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔

سبق کا بنیادی مقصد کیا ہے؟

سبق کا بنیادی مقصد نبی کریم ﷺ کے اخلاقِ مبارکہ کو آپ ﷺ کے قریبی ساتھیوں کی زبانی، مستند انداز میں پیش کرنا ہے۔

حضرت خدیجہؓ اور حضرت عائشہؓ کی گواہیوں میں کیا مشترک ہے؟

دونوں گواہیاں آپ ﷺ کی رحم دلی، درگزر اور دوسروں کی مدد کے جذبے کو اجاگر کرتی ہیں۔

حضرت علیؓ اور حضرت ہند بن ابی ہالہؓ کی گواہیوں میں کیا نمایاں ہے؟

یہ گواہیاں آپ ﷺ کی سادگی، اعتدال اور غصے پر قابو رکھنے کی عادت کو نمایاں کرتی ہیں۔

سبق سے طلبہ کو کیا سبق ملتا ہے؟

طلبہ کو سبق ملتا ہے کہ درگزر، رحم دلی، سادگی اور صبر جیسی صفات اپنا کر ایک بہتر انسان بنا جا سکتا ہے۔



شبلی نعمانی کی شخصیت اور علمی خدمات کا مختصر جائزہ پیش کریں۔

شبلی نعمانی کے ابتدائی حالاتِ زندگی کیا تھے؟

وہ 1857ء میں اعظم گڑھ کے گاؤں بندول میں پیدا ہوئے اور بعد میں علی گڑھ کالج میں فارسی و عربی کے استاد مقرر ہوئے۔

سر سید کی وفات کے بعد ان کی مصروفیات کیا رہیں؟

سر سید کی وفات کے بعد انھوں نے علی گڑھ سے استعفیٰ دے کر حیدر آباد دکن کے دائرۃ المعارف کی نظامت سنبھالی، پھر ندوۃ العلماء لکھنؤ کی تعلیمی نظامت بھی کی۔

ان کا سب سے بڑا علمی کارنامہ کیا ہے؟

ان کا سب سے بڑا علمی کارنامہ نبی کریم ﷺ کی سیرت پر لکھی گئی کتاب 'سیرۃ النبی' ہے۔

ان کا ادبی مقام کیا ہے؟

شبلی نعمانی کا شمار اردو کے بڑے نثر نگاروں میں ہوتا ہے، اور ان کا اسلوبِ جوش بیان، ایجاز و اختصار اور تحقیقی انداز کے لیے مشہور ہے۔

معروضی سوالات (MCQs)

شبلی نعمانی کب پیدا ہوئے؟ (الف) 1847ء (ب) 1857ء (ج) 1867ء (د) 1877ء

درست جواب: (ب) 1857ء۔ شبلی نعمانی 1857ء میں پیدا ہوئے۔

شبلی نعمانی کا انتقال کس سن میں ہوا؟ (الف) 1904ء (ب) 1914ء (ج) 1924ء (د) 1934ء

درست جواب: (ب) 1914ء۔ ان کا انتقال 18 نومبر 1914ء کو اعظم گڑھ میں ہوا۔

شبلی نعمانی نے علی گڑھ کالج میں کیا پڑھایا؟ (الف) ریاضی (ب) فارسی و عربی (ج) انگریزی (د) تاریخ

درست جواب: (ب) فارسی و عربی۔ وہ علی گڑھ کالج میں فارسی و عربی کے استاد تھے۔

شبلی نعمانی نے کس شہر میں 'دارالمصنفین' قائم کیا؟ (الف) لکھنؤ (ب) دہلی (ج) اعظم گڑھ (د) حیدرآباد



درست جواب: (ج) اعظم گڑھ۔ انھوں نے اعظم گڑھ میں دارالمصنفین قائم کیا۔

شبلی نعمانی کا سب سے بڑا علمی کارنامہ کون سی کتاب ہے؟ (الف) الفاروق (ب) سیرۃ النبی (ج) الغزالی (د) المامون

درست جواب: (ب) سیرۃ النبی۔ ان کا سب سے بڑا علمی کارنامہ 'سیرۃ النبی' ہے۔

سبق میں کن کی گواہی سب سے پہلے بیان کی گئی ہے؟ (الف) حضرت عائشہؓ (ب) حضرت خدیجہؓ (ج) حضرت علیؓ (د) حضرت ہند بن ابی ہالہؓ

درست جواب: (ب) حضرت خدیجہؓ۔ سبق میں سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ کی گواہی بیان کی گئی ہے۔

حضرت عائشہؓ کے مطابق آپ ﷺ برائی کا جواب کیسے دیتے تھے؟ (الف) برائی سے (ب) خاموشی سے (ج) درگزر اور معافی سے (د) غصے سے

درست جواب: (ج) درگزر اور معافی سے۔ آپ ﷺ برائی کے بدلے درگزر اور معافی سے کام لیتے تھے۔

'جمع سالم' کی مثال کون سی ہے؟ (الف) کتاب سے کتب (ب) باغ سے باغات (ج) خبر سے اخبارات (د) امت سے امم

درست جواب: (ب) باغ سے باغات۔ 'باغ سے باغات' جمع سالم کی مثال ہے، جس میں واحد کی اصل صورت قائم رہتی ہے۔

'کتاب سے کتب' کس قسم کی جمع کی مثال ہے؟ (الف) جمع سالم (ب) جمع مکسر (ج) جمع الجمع (د) جمع مونث

درست جواب: (ب) جمع مکسر۔ 'کتاب سے کتب' جمع مکسر کی مثال ہے، جس میں واحد کی اصل صورت قائم نہیں رہتی۔

مضمون کی کتنی بنیادی خصوصیات بیان کی گئی ہیں؟ (الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

درست جواب: (ج) چار۔ مضمون کی تین بنیادی خصوصیات بیان کی گئی ہیں: تعارف، وضاحت اور نتیجہ۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

• شبلی نعمانی (1857ء-1914ء): اعظم گڑھ کے گاؤں بندول میں پیدائش، علی گڑھ کالج میں فارسی و عربی کے استاد، دائرۃ المعارف حیدرآباد کے ناظم، بانی دارالمصنفین اعظم گڑھ۔



- سب سے بڑا کارنامہ: 'سیرۃ النبی'۔ دیگر تصانیف: شعر العجم، الفاروق، المامون، سیرۃ النعمان، الغزالی۔
- سبق میں چار گواہیاں: حضرت خدیجہؓ (صلہ رحمی و مہمان نوازی)، حضرت عائشہؓ (درگزر و معافی)، حضرت علیؓ (نرم خوئی و اعتدال)، حضرت ہند بن ابی ہالہؓ (سادگی و ضبط نفس)۔
- قواعد: جمع سالم (باغ-باغات)، جمع مکسر (کتاب-کتب)، جمع الجمع (خبر-اخبار-اخبارات)۔
- مضمون کی خصوصیات: تعارف، وضاحت، نتیجہ، اقسام: علمی، تاریخی، تنقیدی، سوانحی، مذہبی وغیرہ۔
- مرکزی خیال: نبی کریم ﷺ کے اخلاقِ مبارکہ کی سب سے مستند گواہی آپ ﷺ کے قریب ترین ساتھی دے سکتے ہیں۔

امتحانی نکات

- امتحان میں 'پیرا گراف کی تشریح' کے سوال کے لیے متن کے کسی بھی اقتباس کا مفہوم اپنے الفاظ میں لکھنے کی مشق کریں۔
- چاروں گواہوں کے نام اور ہر ایک کی گواہی کا مرکزی نکتہ الگ الگ یاد رکھیں تاکہ مختصر سوالات میں الجھن نہ ہو۔
- جمع سالم، جمع مکسر اور جمع الجمع کی تعریفات اور مثالیں اچھی طرح یاد رکھیں۔ یہ اکثر معروضی سوالات میں پوچھی جاتی ہیں۔
- شبلی نعمانی کی اہم تاریخیں (پیدائش، دارالمصنفین کا قیام، وفات) یاد رکھیں۔
- مضمون کی تعریف، خصوصیات اور اقسام کو سمجھیں کیونکہ یہ انشاء کے سوالات میں کام آتا ہے۔



سبق 4: سر سید کا بچپن (Sir Syed ka Bachpan (Altaf Hussain Hali))

یہ نوٹس پنجاب بورڈ کے تحت جماعت دہم کی کتاب اردو (لازمی) کے چوتھے سبق 'سر سید کا بچپن' پر مبنی ہیں، جو مولانا الطاف حسین حالی کی مشہور سوانحی تصنیف 'حیات جاوید' سے ماخوذ ہے۔ اس سبق میں سر سید احمد خاں اپنے بچپن کے واقعات خود اپنی زبانی بیان کرتے ہیں۔

یہ نوٹس امتحانی پرچے کی ساخت کے مطابق تیار کیے گئے ہیں: ان میں واقعہ وار خلاصہ، مرکزی خیال، اہم الفاظ کے معنی اور مختصر و تفصیلی سوالات شامل ہیں۔ نوٹس Freebooks.pk نے تیار کیے ہیں۔

مصنف کا تعارف

مولانا الطاف حسین حالی 1837ء میں پانی پت میں پیدا ہوئے۔ نو برس کی عمر میں والد کا انتقال ہو گیا اور ان کی پرورش بھائیوں نے کی۔ تعلیم کی تکمیل دہلی کے علما کی صحبت میں ہوئی، جہاں انھیں غالب اور نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ کی صحبت سے خاص طور پر فیض یاب ہونے کا موقع ملا، اور سر سید احمد خاں سے بھی تعلق خاطر قائم ہوا۔

غالب اور شیفتہ کے انتقال کے بعد حالی لاہور آ گئے اور پنجاب بک ڈپو میں ملازمت اختیار کی، جہاں انگریزی ادبیات سے تعارف ہوا اور انھوں نے جدید طرز کی نظمیں لکھنا اور اردو شاعری کی اصلاح کا بیڑا اٹھانا شروع کیا۔ 1887ء میں سرکار حیدر آباد سے سو روپیہ ماہوار وظیفہ مقرر ہوا تو انھوں نے ملازمت ترک کر کے باقی زندگی تصنیف و تالیف کے لیے وقف کر دی۔ وہ 31 دسمبر 1914ء کو پانی پت میں انتقال کر گئے۔

حالی کے اسلوب بیان کی سب سے نمایاں خوبی مدعا نگاری ہے۔ وہ سنجیدگی اور عقلیت سے اپنی بات کو سادہ، دل کش اور مدلل انداز میں پیش کرتے ہیں۔ وہ سوانح نگار، مضمون نگار اور نقاد تھے۔ ان کی مشہور کتابوں میں 'حیات جاوید' (سر سید کی سوانح عمری)، 'یادگار غالب'، 'حیات سعدی' اور 'مقدمہ شعر و شاعری' شامل ہیں۔ ان کی نظم 'ند و جزر اسلام'، جو 'مسدس حالی' کے نام سے مشہور ہوئی، بے حد مقبول ہوئی۔



اہم اصطلاحات

سوانح نگاری

کسی شخصیت کی زندگی کے واقعات کو تحریری صورت میں بیان کرنا 'سوانح نگاری' کہلاتا ہے۔

مدعا نگاری

اپنے مضمون یا مطلب کو واضح اور سیدھے انداز میں، بغیر غیر ضروری آرائش کے بیان کرنے کا اسلوب 'مدعا نگاری' کہلاتا ہے۔ حالی کے اسلوب کی نمایاں خصوصیت۔

سوانحی مضمون

وہ نثری تحریر جس میں کسی شخصیت کی زندگی کے کسی خاص پہلو یا دور کو بیان کیا جائے، 'سوانحی مضمون' کہلاتی ہے۔ جیسا کہ زیر نصاب سبق سر سید کے بچپن پر مبنی ہے۔

سبق کا تعارف

زیر نصاب سبق میں سر سید احمد خاں اپنے بچپن کے یادگار واقعات خود بیان کرتے ہیں، جنہیں حالی نے 'حیات جاوید' میں قلم بند کیا۔ اس میں ان کی پیدائش، خاندانی ماحول، پرورش، کھیل کود، تعلیم و تربیت اور بادشاہی دربار سے وابستہ ایک یادگار واقعہ شامل ہے۔

واقعہ وار خلاصہ

پیدائش اور ابتدائی زندگی

سر سید کی پیدائش سے پہلے ان کے والدین کے ہاں کئی برس تک کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا تھا، اس لیے ان کی پیدائش پر خاندان میں بہت خوشی ہوئی۔ وہ جسمانی طور پر تن درست اور توانا پیدا ہوئے تھے، اگرچہ بچپن میں کوئی غیر معمولی ذہانت ظاہر نہیں تھی۔ بلکہ انھوں نے اپنی صلاحیتیں دماغی محنت اور مسلسل غور و فکر سے بتدریج نکھاریں۔ ان کا نام بزرگ ہستی شاہ غلام علی صاحب نے 'احمد' رکھا، جنہیں وہ اور ان کے بہن بھائی متبنی دادا کے طور پر مانتے تھے۔



مان لی لی کی وفات کا اثر

سر سید کو ایک پرانی خدمت گزار خاتون، جسے وہ 'مان لی لی' کہتے تھے، نے پالا تھا۔ جب وہ پانچ برس کے تھے تو مان لی لی کا انتقال ہو گیا، جس کا انھیں گہرا صدمہ ہوا۔ ان کی والدہ نے انھیں تسلی دی کہ وہ اللہ کے پاس اچھے حال میں ہیں، اور گھر میں ہر جمعرات کو ان کی فاتحہ دلائی جاتی رہی۔

کھیل کود اور بزرگوں کی نگرانی

سر سید کے بچپن میں نہ تو کھیلنے کودنے پر مکمل پابندی تھی اور نہ ہی کھلی آزادی۔ ان کے ماموں، خالہ اور رشتہ داروں کے ہم عمر بچے آپس میں کھیلنے کے لیے کافی تھے۔ بزرگوں کی شرط یہ تھی کہ کوئی کھیل چھپا کر نہ کھیلا جائے، بلکہ سب کچھ ان کی نظروں کے سامنے ہو۔ گھر سے تنہا باہر جانے کی اجازت بھی نہیں تھی۔

نانا کے دسترخوان کے آداب

سر سید کے نانا کے دسترخوان پر پورا خاندان اکٹھے کھانا کھاتا تھا، اور بچوں کو خاص ادب و آداب کا خیال رکھنا پڑتا تھا۔ نہ کوئی چیز گرے، نہ ہاتھ زیادہ بھرے، نہ نوالا چبانے کی آواز آئے۔ شام کو بچوں کو اپنے سبک سنانے بھی جانا پڑتا تھا۔

تیراکی، تیر اندازی اور بزرگوں سے عقیدت

سر سید نے اپنے والد اور بڑے بھائی سے تیرنا سیکھا، اور بعد میں اپنے ماموں کے ہاں تیر اندازی بھی سیکھی۔ اہل اللہ اور بزرگوں کی عظمت کا خیال بچپن ہی سے ان کے دل میں بٹھایا گیا تھا، اور وہ اکثر اپنے والد کے ساتھ شاہ غلام علی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔

بادشاہ کے دربار سے خلعت ملنا

سر سید کے والد کو ہر سال جشن جلوس پر بادشاہ کی طرف سے خلعت ملتا تھا، جو بعد میں انھوں نے سر سید کو دلوانا شروع کر دیا۔ ایک بار خلعت کی تقریب میں دیر سے پہنچنے پر بادشاہ نے خود ان سے دیر کی وجہ پوچھی، اور کمالِ شفقت سے انھیں خلعت پہنائی۔ اس وقت سر سید کی عمر تقریباً آٹھ نو برس تھی۔



مرکزی خیال

اس سبق کا مرکزی خیال یہ ہے کہ سر سید احمد خاں کا بچپن، بظاہر معمولی نظر آنے کے باوجود، نظم و ضبط، خاندانی محبت، مذہبی و اخلاقی تربیت اور بزرگوں کی نگرانی میں گزرا۔ اور یہی تربیت آگے چل کر ان کی عظیم شخصیت کی بنیاد بنی۔ حالی کے اپنے الفاظ میں، محنت اور مسلسل جدوجہد سے ایک عام آغاز بھی غیر معمولی نتائج پیدا کر سکتا ہے۔

اہم الفاظ کے معنی

قوی

طاقتور، توانا۔

متبنی

منہ بولا، جسے حقیقی رشتہ نہ ہو مگر اسی طرح مانا جائے۔

خدمت گزار

خدمت کرنے والی، ملازمہ۔

مستعد

چاق و چوبند، تیار۔

دیوان خانہ

بیٹھک، مہمانوں کے استقبال کا کمرہ۔

خلعت

شاہی انعام میں دی جانے والی پوشاک۔

جشنِ جلوس

بادشاہ کے تخت نشین ہونے کی سالگرہ کی تقریب۔

قضا کرنا

انتقال کر جانا، وفات پانا۔



رخ ہونا
رنج و ملال ہونا، افسوس ہونا۔

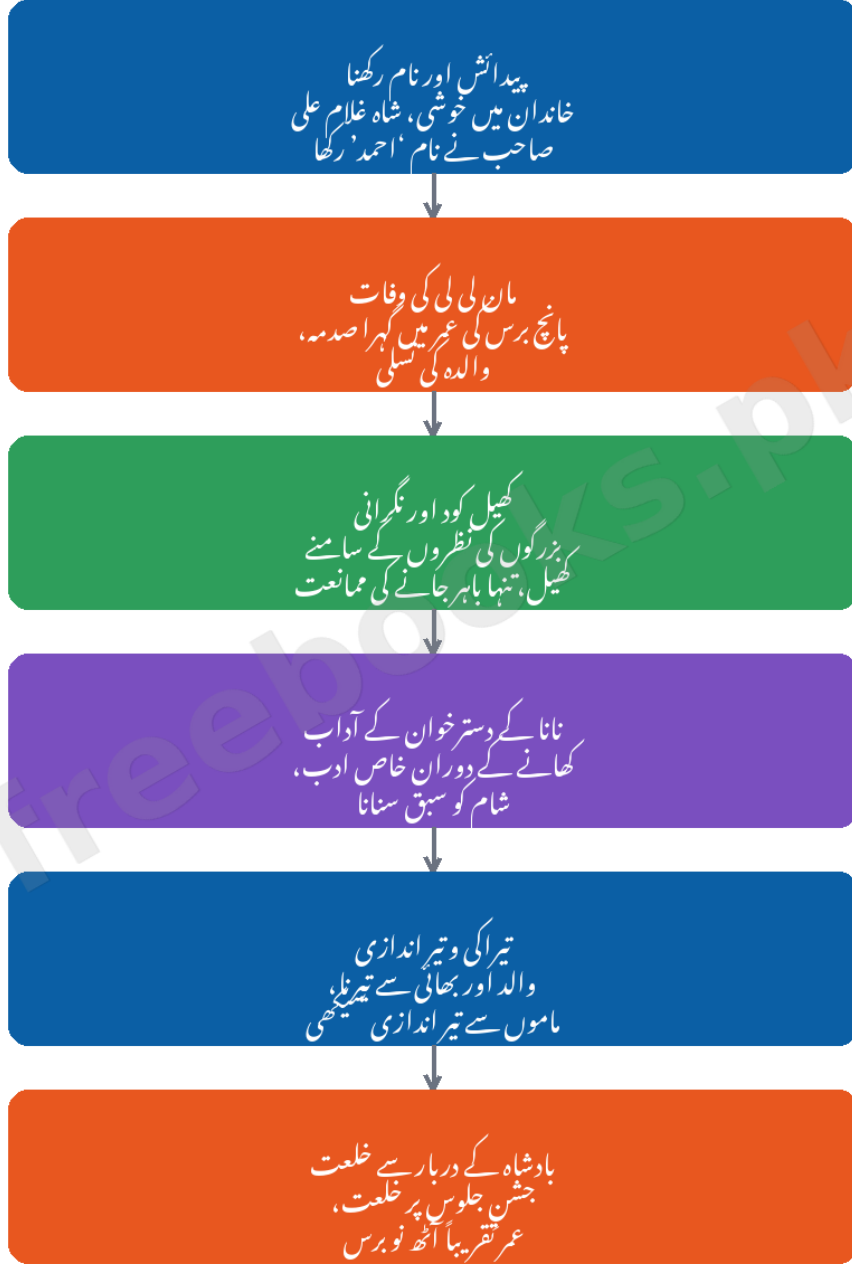
عرس
کسی بزرگ کی برسی، وفات کی سالانہ یاد۔

خاکہ

سر سید کے بچپن کے اہم واقعات: ایک خاکہ جو سبق میں بیان کیے گئے چھ اہم واقعات کا خلاصہ دکھاتا ہے۔



سر سید کے بچپن کے اہم واقعات



سر سید کے بچپن کے اہم واقعات

مختصر سوالات و جوابات

سر سید احمد خاں کی پیدائش پر خاندان میں خوشی کیوں ہوئی؟



کیونکہ ان کے والدین کے ہاں کئی برس تک کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا تھا، اس لیے ان کی پیدائش پر خاندان بہت خوش ہوا۔

سر سید کا نام کس نے اور کیا رکھا؟
ان کا نام شاہ غلام علی صاحب نے 'احمد' رکھا۔

مان لی لی کون تھیں؟
مان لی لی ایک پرانی خدمت گزار خاتون تھیں جنہوں نے سر سید کو پالا تھا۔

سر سید کے بچپن میں کھیل کود پر کیا شرط تھی؟
شرط یہ تھی کہ کوئی کھیل چھپا کر نہ کھیلا جائے، بلکہ بزرگوں کی نظروں کے سامنے کھیلا جائے۔

نانا کے دسترخوان پر بچوں کو کن باتوں کا خیال رکھنا پڑتا تھا؟
بچوں کو خیال رکھنا پڑتا تھا کہ کوئی چیز نہ گرے، ہاتھ زیادہ نہ بھرے اور نوالا چبانے کی آواز نہ آئے۔

سر سید نے تیرنا کس سے سیکھا؟
انہوں نے اپنے والد اور بڑے بھائی سے تیرنا سیکھا۔

بادشاہ کے دربار سے خلعت ملنے کے واقعے میں سر سید کی عمر کتنی تھی؟
اس وقت ان کی عمر تقریباً آٹھ نو برس تھی۔

حالی نے سر سید کی سوانح عمری کس کتاب میں لکھی؟
حالی نے سر سید کی سوانح عمری 'حیات جاوید' میں قلم بند کی۔

تفصیلی سوالات و جوابات

سبق 'سر سید کا بچپن' کا خلاصہ اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔

سبق کے آغاز میں سر سید کی پیدائش اور نام رکھنے کا واقعہ کیسے بیان ہوا ہے؟

سبق کے آغاز میں بتایا گیا ہے کہ سر سید کی پیدائش پر خاندان کو خوشی ہوئی اور شاہ غلام علی صاحب نے ان کا نام 'احمد' رکھا۔



مان لی لی کے واقعے سے کیا سبق ملتا ہے؟

اس واقعے سے سرسید کی حساسیت اور خاندان کی مذہبی و روحانی تربیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

سرسید کے بچپن کی تربیت میں نظم و ضبط کا کیا کردار تھا؟

کھیل کود اور دیگر معمولات میں بزرگوں کی نگرانی اور اصولوں کی پابندی نے ان کی شخصیت سازی میں اہم کردار ادا کیا۔

سبق کا اختتام کس واقعے پر ہوتا ہے؟

سبق کا اختتام بادشاہ کے دربار سے خلعت ملنے کے یادگار واقعے پر ہوتا ہے۔

مولانا الطاف حسین حالی کی شخصیت اور فن کا مختصر جائزہ پیش کریں۔

حالی کے ابتدائی حالاتِ زندگی کیا تھے؟

وہ 1837ء میں پانی پت میں پیدا ہوئے، نو برس کی عمر میں والد کا انتقال ہوا اور بھائیوں نے پرورش کی۔

غالب اور شیفتہ سے ان کا کیا تعلق تھا؟

انھیں دہلی میں غالب اور نواب شیفتہ کی صحبت سے خاص فیض حاصل ہوا، اور شیفتہ کے ہاں بطور استاد بھی رہے۔

ان کا اسلوبِ بیان کیسا تھا؟

ان کے اسلوب کی نمایاں خوبی مدعا نگاری ہے۔ سادہ، مدلل اور دل کش انداز میں اپنی بات پیش کرنا۔

ان کی مشہور تصانیف کون سی ہیں؟

ان کی مشہور تصانیف میں حیاتِ جاوید، یادگارِ غالب، حیاتِ سعدی، مقدمہ شعر و شاعری اور مسدسِ حالی شامل ہیں۔



معروضی سوالات (MCQs)

الطاف حسین حالی کب پیدا ہوئے؟ (الف) 1827ء (ب) 1837ء (ج) 1847ء (د) 1857ء
درست جواب: (ب) 1837ء۔ حالی 1837ء میں پانی پت میں پیدا ہوئے۔

حالی کا انتقال کس سن میں ہوا؟ (الف) 1904ء (ب) 1914ء (ج) 1924ء (د) 1934ء
درست جواب: (ب) 1914ء۔ ان کا انتقال 31 دسمبر 1914ء کو ہوا۔

حالی نے سرسید کی سوانح عمری کس کتاب میں لکھی؟ (الف) یادگارِ غالب (ب) حیاتِ جاوید (ج) حیاتِ سعدی (د) مقدمہ شعر و شاعری

درست جواب: (ب) حیاتِ جاوید۔ حالی نے سرسید کی سوانح عمری 'حیاتِ جاوید' میں لکھی۔

سرسید کا نام کس نے رکھا؟ (الف) شاہ ولی اللہ (ب) شاہ عبدالعزیز (ج) شاہ غلام علی (د) شاہ حنیف
درست جواب: (ج) شاہ غلام علی۔ ان کا نام شاہ غلام علی صاحب نے رکھا۔

مان لی لی کا انتقال اس وقت ہوا جب سرسید کی عمر کتنی تھی؟ (الف) تین برس (ب) پانچ برس (ج) سات برس (د) نو برس

درست جواب: (ب) پانچ برس۔ مان لی لی کا انتقال اس وقت ہوا جب سرسید پانچ برس کے تھے۔

سرسید نے تیرنا کس سے سیکھا؟ (الف) اپنے ماموں سے (ب) اپنے استاد سے (ج) اپنے والد اور بڑے بھائی سے (د) اپنے دوستوں سے

درست جواب: (ج) اپنے والد اور بڑے بھائی سے۔ انھوں نے اپنے والد اور بڑے بھائی سے تیرنا سیکھا۔

خلعت ملنے کے واقعے میں سرسید کی عمر کتنی تھی؟ (الف) پانچ چھ برس (ب) آٹھ نو برس (ج) بارہ تیرہ برس (د) پندرہ سولہ برس

درست جواب: (ب) آٹھ نو برس۔ اس وقت ان کی عمر تقریباً آٹھ نو برس تھی۔

حالی کے اسلوب کی سب سے نمایاں خوبی کیا ہے؟ (الف) تخیل آفرینی (ب) مدعا نگاری (ج) طنز و مزاح (د) تصوف

درست جواب: (ب) مدعا نگاری۔ حالی کے اسلوب کی سب سے نمایاں خوبی مدعا نگاری ہے۔



حالی نے حیدرآباد سے وظیفہ ملنے پر کیا کیا؟ (الف) ملازمت جاری رکھی (ب) ملازمت ترک کر دی (ج) لاہور چلے گئے (د) دہلی چلے گئے

درست جواب: (ب) ملازمت ترک کر دی۔ وظیفہ ملنے پر انھوں نے ملازمت ترک کر کے باقی زندگی تصنیف و تالیف میں گزاری۔

‘مسدس حالی’ کے نام سے مشہور نظم کا اصل نام کیا ہے؟ (الف) یادگارِ غالب (ب) مقدمہ شعر و شاعری (ج) مدّ و جزرِ اسلام (د) حیاتِ سعدی
درست جواب: (ج) مدّ و جزرِ اسلام۔ ‘مسدس حالی’ اصل میں ‘مدّ و جزرِ اسلام’ کے نام سے لکھی گئی تھی۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

- الطاف حسین حالی (1837ء-1914ء): پانی پت میں پیدائش، غالب و شیفتہ کی صحبت، لاہور میں پنجاب بک ڈپو کی ملازمت، حیدرآباد سے وظیفہ ملنے پر تصنیف و تالیف کے لیے وقف زندگی۔
- اہم تصانیف: حیاتِ جاوید (سر سید کی سوانح)، یادگارِ غالب، حیاتِ سعدی، مقدمہ شعر و شاعری، مسدس حالی۔
- سبق کے چھ اہم واقعات: پیدائش و نام رکھنا، مان لی لی کی وفات، کھیل کود، نانا کے دسترخوان کے آداب، تیراکی و تیر اندازی، بادشاہ کے دربار سے خلعت۔
- سر سید کا نام شاہ غلام علی صاحب نے رکھا؛ خلعت کے واقعے میں ان کی عمر آٹھ نو برس تھی۔
- مرکزی خیال: سر سید کا بچپن نظم و ضبط، خاندانی محبت اور بزرگوں کی نگرانی میں گزرا، جو ان کی آئندہ عظمت کی بنیاد بنا۔
- حالی کے اسلوب کی نمایاں خوبی: مدعا نگاری – سادگی، اعتدال اور مدلل انداز۔

امتحانی نکات

- امتحان میں ‘خلاصہ’ کے سوال کے لیے چھ واقعات کو ترتیب وار مختصر جملوں میں یاد رکھیں۔
- سر سید سے متعلق تاریخیں (نام رکھنا، مان لی لی کی وفات، خلعت کا واقعہ) الگ الگ یاد رکھیں۔
- حالی کی اہم تاریخیں (پیدائش، حیدرآباد وظیفہ، وفات) اور تصانیف کے نام یاد رکھیں۔



- 'دعا نگاری' کی اصطلاح اور اس کی وضاحت اچھی طرح سمجھ لیں کیونکہ یہ حالی کے اسلوب سے متعلق سوالات میں پوچھی جاتی ہے۔
- اہم الفاظ کے معنی (خلعت، عرس، متبنی وغیرہ) یاد رکھیں کیونکہ یہ سیاق و سباق کے سوالات میں کام آتے ہیں۔



سبق 5: محسن محلہ (Mohsin-e-Mohalla (Ashfaq Ahmad))

یہ نوٹس پنجاب بورڈ کے تحت جماعت دہم کی کتاب اردو (لازمی) کے پانچویں سبق 'محسن محلہ' پر مبنی ہیں، جو معروف افسانہ نگار اشفاق احمد کے مجموعے 'سفرِ مینا' سے ماخوذ ایک افسانہ ہے۔

یہ نوٹس امتحانی پرچے کی ساخت کے مطابق تیار کیے گئے ہیں: ان میں واقعہ وار خلاصہ، مرکزی خیال، اہم الفاظ کے معنی اور مختصر و تفصیلی سوالات شامل ہیں۔ نوٹس Freebooks.pk نے تیار کیے ہیں۔

مصنف کا تعارف

اشفاق احمد 22 اگست 1925ء کو ضلع فیروزپور (بھارت) کے قصبہ مکتسر میں پیدا ہوئے۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے اردو میں ایم اے کیا۔ قیام پاکستان کے بعد لاہور آ گئے اور دیال سنگھ کالج میں لیکچرار مقرر ہوئے، پھر دو برس تک روم یونیورسٹی میں اردو پڑھاتے رہے، جہاں اطالوی زبان کا ڈپلوما بھی حاصل کیا۔ فرانسیسی زبان کا ڈپلوما گرینوبل یونیورسٹی، فرانس سے، اور ریڈیو نشریات کی تربیت امریکا سے حاصل کی۔

وہ پاکستان کے مشہور ڈراما نگار، افسانہ نگار، صداکار اور دانش ور تھے۔ ان کا ریڈیو پروگرام 'تلقین شاہ' عوام میں بے حد مقبول ہوا۔ پاکستان ٹیلی وژن کے لیے متعدد ڈرامے لکھے، جن میں 'ایک محبت سو افسانے' کی سیریز اور ڈراما 'من چلے کا سودا' خاص طور پر مشہور ہوئے۔ ان کا افسانہ 'گڈ ریا' اردو ادب میں نمایاں مقام رکھتا ہے۔ 1979ء میں حکومت پاکستان نے انھیں تمغائے حسن کارکردگی (پرائیڈ آف پرفارمنس) اور ستارہ امتیاز سے نوازا۔

اشفاق احمد کی مشہور تصانیف میں 'ایک محبت سو افسانے'، 'گڈ ریا'، 'توتا کہانی'، 'من چلے کا سودا' اور 'زاویہ' (تین جلدیں) شامل ہیں۔ ان کا اسلوب بیان نہایت سادہ، پراثر اور دل میں اتر جانے والا ہے۔ وہ عام فہم زبان میں گہرے فلسفیانہ و روحانی نکات بیان کرتے ہیں، جن میں تصوف، اخلاقیات اور انسانی رویوں کی عمدہ عکاسی ملتی ہے۔ ان کا انتقال 7 ستمبر 2004ء کو لاہور میں ہوا۔

قواعد کے اہم نکات

تذکرہ و تانیث



اردو میں ہر اسم یا تو مذکر ہوتا ہے یا مؤنث۔ اسے 'تذکرہ و تانیث' کہتے ہیں۔ جیسے: لڑکا (مذکر)، لڑکی (مؤنث)؛ کتاب (مؤنث)، قلم (مذکر)۔

اسم فاعل

وہ اسم جو کسی کام کے کرنے والے کو ظاہر کرے، 'اسم فاعل' کہلاتا ہے۔ جیسے: لکھنے والا (لکھاری)، پڑھنے والا (پڑھا کو)، سکھانے والا (استاد/معلم)۔

حرف

وہ لفظ جس کا اپنا کوئی مکمل اور مستقل معنی نہ ہو، بلکہ وہ دو الفاظ یا جملوں کو آپس میں جوڑنے یا ان کا آپس میں تعلق ظاہر کرنے کے لیے استعمال ہو، 'حرف' کہلاتا ہے۔ جیسے: اور، پر، سے، میں، کہ، مگر۔

سبق کا تعارف

زیرِ نصاب افسانہ، محسن محلہ، میں اشفاق احمد نے ایک غریب، سیدھے اور کھرے استاد ماسٹر الیاس کی کہانی بیان کی ہے، جو محلے والوں کی بے اعتنائی اور عدم توجہی کا شکار رہتا ہے اور کرائے کے بحر ان، بیماری اور غربت سے لڑتے ہوئے وفات پا جاتا ہے۔ افسانہ معاشرتی بے حسی اور انسانیت کے احساس پر گہرا طغز کرتا ہے۔

واقعہ وار خلاصہ

ماسٹر الیاس کا تعارف

ماسٹر الیاس ایک مہاجر تھے جو محلے کی ایک کرائے کی کوٹھڑی میں رہتے تھے۔ ان کا پس منظر کسی کو ٹھیک سے معلوم نہ تھا، البتہ ان کی بولی سے اندازہ ہوتا تھا کہ ان کا تعلق سیالکوٹ، پٹیالہ کے علاقے سے ہے۔ وہ محلے کے بچوں کو گنتی اور پہاڑے سکھاتے تھے، اور اپنے پاس چند بیئر اور ایک مرغابھی پالتے تھے۔



لوگوں کا رویہ اور ماسٹر صاحب کی سادگی

ماسٹر صاحب بہت سیدھے، کھرے اور بے پیچ آدمی تھے۔ وہ جھوٹ نہیں بولتے تھے، نہ مبالغہ کرتے تھے، نہ کسی کو خوف زدہ کرتے تھے۔ اسی سادگی اور بے تکلف انداز کی وجہ سے لوگوں کو ان کی باتوں پر یقین نہیں آتا تھا اور کوئی بھی ان سے دوستی کا خواہاں نہیں تھا۔ وہ سارے محلے پر ایک بوجھ سے محسوس ہوتے تھے۔

کرائے کا بحر ان اور بے دخلی

ایک سرد شام مالک مکان نے ماسٹر صاحب کو کئی مہینوں کا بقایا کرایہ تین دن میں ادا کرنے کی دھمکی دی۔ ماسٹر صاحب کے پاس صرف پچاس روپے تھے، جو مالک مکان نے ٹھکرا دیے اور پورا کرایہ مانگا۔ وعدے کے مطابق مالک مکان نے ان کا سامان کو ٹھہری سے نکال کر باہر، بجلی کے دو کھمبوں کے پاس رکھ دیا اور کو ٹھہری کو تالا لگا دیا۔

قرض کی تلاش اور ناکامی

ماسٹر صاحب نے کھلے آسمان تلے رات گزاری اور اگلے دن مختلف لوگوں۔ شیخ کریم نواز، ایک دکاندار، اور کئی دیگر افراد۔ سے قرض مانگا، مگر مہنگائی کے باعث سب نے معذرت کر لی۔ کسی نانی، حلوائی، قصابی، ڈاکٹریا وکیل نے بھی مدد نہ کی۔

بیماری اور طبی معائنہ

کئی دن کھلے میں گزارنے کے بعد ماسٹر صاحب بیمار پڑ گئے۔ ایک ہو میوپیتھک ڈاکٹر نے معائنہ کر کے دوا تو دے دی، مگر ماسٹر صاحب سے کہا کہ وہ کسی اور کو نہ دکھائیں۔ جس سے ان کی بیماری کی سنگینی کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس کے باوجود ماسٹر صاحب تین دن تک چارپائی پر بیٹھے، لوگوں کے استفسار پر بھی یہی کہتے رہے کہ 'تھوڑی سردی لگ رہی ہے'۔

وفات اور محلے کا ردِ عمل

چوتھے روز فجر کے وقت ماسٹر الیاس فوت ہو گئے۔ ان کی موت پر محلے کے ہر فرد کو گہرا صدمہ ہوا۔ شیخ کریم نواز اور دیگر محلے والوں نے مل کر تدفین کا بندوبست کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے آٹھ سو گیارہ روپے جمع کر لیے۔ وہی رقم جو زندگی میں ماسٹر صاحب کو کہیں سے میسر نہ آسکی تھی۔



مرکزی خیال

اس افسانے کا مرکزی خیال یہ ہے کہ معاشرہ اکثر سادہ، کھرے اور غریب لوگوں کو نظر انداز کرتا ہے اور ان کی قدر نہیں کرتا، جب کہ بناوٹ اور مبالغہ آرائی کو زیادہ پذیرائی ملتی ہے۔ اشفاق احمد نے ماسٹر الیاس کی موت کے ذریعے معاشرتی بے حسی پر گہرا طنز کیا ہے۔ لوگوں کی ہمدردی اور فیاضی اکثر اس وقت جاگتی ہے جب بہت دیر ہو چکی ہو۔

اہم الفاظ کے معنی

کوٹھڑی

چھوٹا کمرہ، تنگ رہائشی جگہ۔

دہلیز

دروازے کی چوکھٹ، دہانہ۔

مرنجاں مرنج

ایسا شخص جو نہ کسی کو تکلیف دے نہ کسی سے تکلیف اٹھائے، بے ضرر و بے پیچ انسان۔

حلوائی

مٹھائی بنانے اور بیچنے والا۔

دہاڑی

روزانہ کی مزدوری، یومیہ اجرت۔

واسکٹ

کوٹ کے نیچے پہنا جانے والا بغیر آستین کا لباس۔

اُدھار

قرض، وہ رقم جو بعد میں واپس کرنے کی شرط پر لی جائے۔

مبالغہ

بات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنا، غلو۔



تشخیص

کسی مرض یا حالت کی نشان دہی، پہچان۔

پھیری لگانا

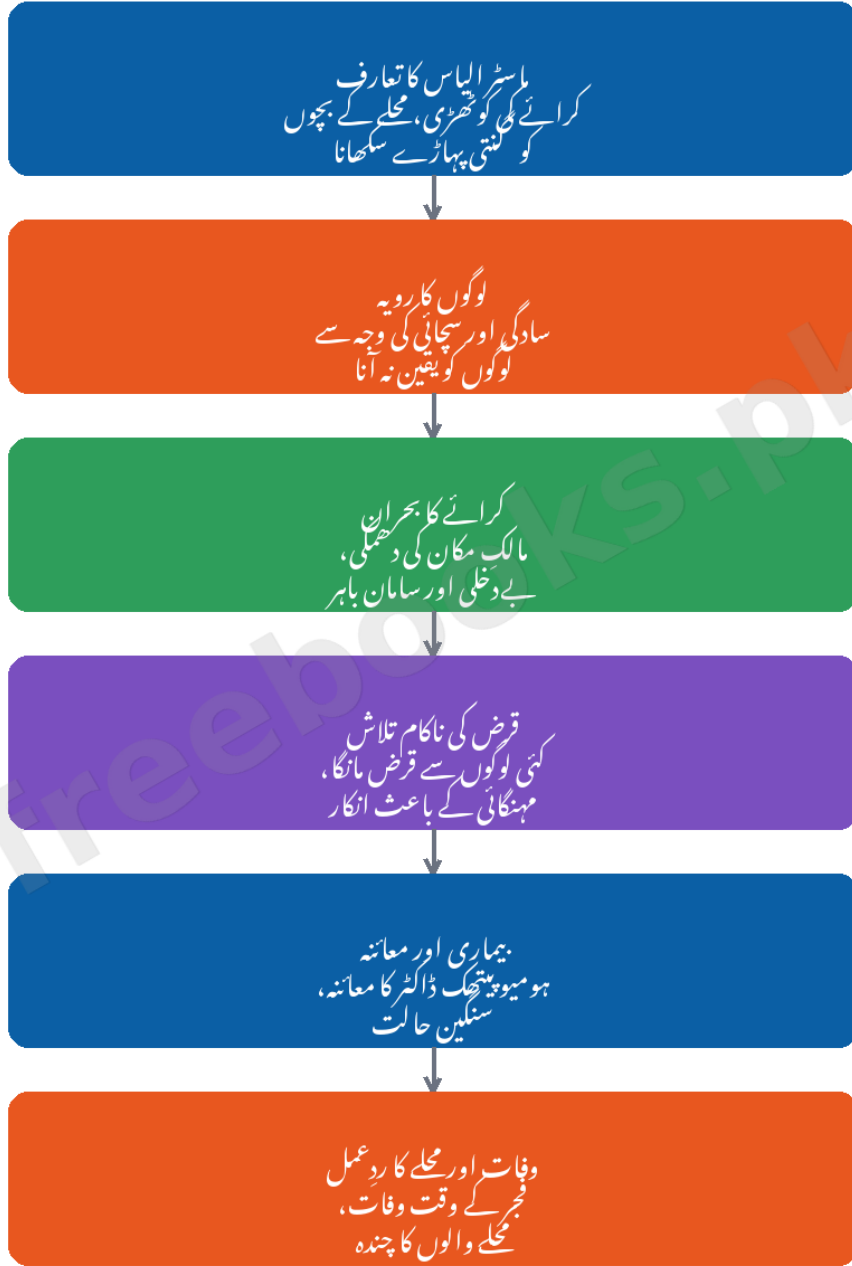
گلی گلی گھوم کر سامان بیچنا۔

خاکہ

محسنِ محلہ: کہانی کے اہم مراحل: ایک خاکہ جو افسانے میں بیان کیے گئے چھ اہم مراحل کا خلاصہ دکھاتا ہے۔



محسنِ محلہ: کہانی کے اہم مراحل



محسنِ محلہ: کہانی کے اہم مراحل

مختصر سوالات و جوابات

ماسٹر الیاس کہاں رہتے تھے اور کیا کام کرتے تھے؟
وہ محلے کی ایک کرائے کی کوٹھڑی میں رہتے تھے اور محلے کے بچوں کو گنتی اور پہاڑے سکھاتے تھے۔



لوگوں کو ماسٹر الیاس کی باتوں پر یقین کیوں نہیں آتا تھا؟
کیونکہ وہ بہت سیدھے اور سچے تھے، نہ جھوٹ بولتے تھے نہ مبالغہ کرتے تھے، جس کی وجہ سے لوگوں کو ان کی سادہ باتیں غیر یقینی لگتی تھیں۔

مالک مکان نے ماسٹر صاحب کو کیا دھمکی دی؟
مالک مکان نے کہا کہ اگر تین دن میں بقایا کرایہ ادا نہ کیا تو وہ ان کا سامان نکال کر باہر پھینک دے گا۔
مالک مکان نے ماسٹر صاحب کے پچاس روپے کیوں ٹھکرا دیے؟
کیونکہ وہ پورا بقایا کرایہ ایک ساتھ مانگ رہا تھا، جب کہ ماسٹر صاحب کے پاس صرف پچاس روپے تھے۔
بے دخلی کے بعد ماسٹر صاحب نے رات کہاں گزاری؟
انھوں نے رات کھلے آسمان تلے، بجلی کے کھمبوں کے پاس گزاری۔

ہومیو پیتھک ڈاکٹر نے ماسٹر صاحب سے کیا کہا؟
ڈاکٹر نے دوا دیتے ہوئے کہا کہ وہ کسی اور کو معائنے کے لیے نہ دکھائیں۔

ماسٹر الیاس کی وفات کب ہوئی؟
وہ چوتھے روز فجر کی اذان کے وقت فوت ہو گئے۔

ماسٹر صاحب کی وفات کے بعد محلے والوں نے کیا کیا؟
محلے والوں نے مل کر تدفین کا بندوبست کیا اور آٹھ سو گیارہ روپے جمع کیے۔

تفصیلی سوالات و جوابات

افسانہ، محسن محلہ کا خلاصہ اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔

ماسٹر الیاس کا تعارف کیسے کرایا گیا ہے؟

ماسٹر الیاس ایک مہاجر، سادہ اور کھرے استاد تھے جو کرائے کی کوٹھڑی میں رہتے اور محلے کے بچوں کو پڑھاتے تھے۔



کرائے کے بحران نے کیا رخ اختیار کیا؟

بقایا کرایہ ادا نہ کر سکنے پر مالک مکان نے انھیں کوٹھڑی سے بے دخل کر دیا اور ان کا سامان باہر پھینک دیا۔

قرض کی تلاش میں انھیں کیا سامنا کرنا پڑا؟

انھوں نے کئی لوگوں سے قرض مانگا مگر مہنگائی کے باعث ہر جگہ سے مایوسی ہی ملی۔

افسانے کا اختتام کیسے ہوتا ہے؟

بیماری اور کھلے آسمان تلے راتیں گزارنے کے بعد ماسٹر صاحب فوت ہو جاتے ہیں، اور محلے والے مل کر ان کی تدفین کا انتظام کرتے ہیں۔

اشفاق احمد کی شخصیت اور فن کا مختصر جائزہ پیش کریں۔

اشفاق احمد کے ابتدائی حالاتِ زندگی کیا تھے؟

وہ 1925ء میں ملکٹر (ضلع فیروزپور) میں پیدا ہوئے اور گورنمنٹ کالج لاہور سے اردو میں ایم اے کیا۔

ان کی نشریاتی خدمات کیا تھیں؟

ان کا ریڈیو پروگرام ’تلقین شاہ‘ نہایت مقبول ہوا اور انھوں نے پی ٹی وی کے لیے کئی مشہور ڈرامے بھی لکھے۔

ان کا اسلوبِ بیان کیسا تھا؟

ان کا اسلوب سادہ، پر اثر اور دل میں اترنے والا تھا۔ عام فہم زبان میں گہرے فلسفیانہ نکات بیان کرتے تھے۔

ان کی مشہور تصانیف کون سی ہیں؟

ان کی مشہور تصانیف میں ایک محبت سو افسانے، گڈریا، توتا کہانی، من چلے کا سودا اور زاویہ شامل ہیں۔

معروضی سوالات (MCQs)

اشفاق احمد کب پیدا ہوئے؟ (الف) 1915ء (ب) 1925ء (ج) 1935ء (د) 1945ء



درست جواب: (ب) 1925ء۔ اشفاق احمد 22 اگست 1925ء کو ملکشر میں پیدا ہوئے۔

اشفاق احمد کا انتقال کب ہوا؟ (الف) 1994ء (ب) 1999ء (ج) 2004ء (د) 2009ء

درست جواب: (ج) 2004ء۔ ان کا انتقال 7 ستمبر 2004ء کو لاہور میں ہوا۔

اشفاق احمد کا مقبول ریڈیو پروگرام کون سا تھا؟ (الف) زاویہ (ب) تلقین شاہ (ج) من چلے کا سودا (د) گڈ ریا

درست جواب: (ب) تلقین شاہ۔ ان کا ریڈیو پروگرام 'تلقین شاہ' عوام میں بے حد مقبول ہوا۔

محسن محلہ کس مجموعے سے ماخوذ ہے؟ (الف) زاویہ (ب) توتا کہانی (ج) سفرینا (د) گڈ ریا

درست جواب: (ج) سفرینا۔ یہ افسانہ اشفاق احمد کے مجموعے 'سفرینا' سے لیا گیا ہے۔

ماسٹر الیاس کہاں رہتے تھے؟ (الف) کرائے کے مکان میں (ب) کرائے کی کوٹھڑی میں (ج) اپنے آبائی گھر میں (د) ہاسٹل میں

درست جواب: (ب) کرائے کی کوٹھڑی میں۔ وہ کرائے کی ایک کوٹھڑی میں رہتے تھے۔

مالک مکان نے کتنے دن کی مہلت دی تھی؟ (الف) ایک دن (ب) دو دن (ج) تین دن (د) پانچ دن

درست جواب: (ج) تین دن۔ مالک مکان نے تین دن میں بقایا کرایہ ادا کرنے کی دھمکی دی۔

ماسٹر صاحب کے پاس کتنے روپے تھے؟ (الف) تیس روپے (ب) چالیس روپے (ج) پچاس روپے

(د) سو روپے

درست جواب: (ج) پچاس روپے۔ ان کے پاس پچاس روپے تھے، جو مالک مکان نے ٹھکرا دیے۔

ماسٹر صاحب کی وفات کے بعد کتنی رقم جمع ہوئی؟ (الف) پانچ سو روپے (ب) چھ سو پچاس روپے

(ج) آٹھ سو گیارہ روپے (د) ایک ہزار روپے

درست جواب: (ج) آٹھ سو گیارہ روپے۔ محلے والوں نے آٹھ سو گیارہ روپے جمع کیے۔

اسم فاعل کس چیز کو ظاہر کرتا ہے؟ (الف) کام کے کرنے والے کو (ب) کام کے وقت کو (ج) کام کی

جگہ کو (د) کام کی مقدار کو

درست جواب: (الف) کام کے کرنے والے کو۔ اسم فاعل وہ اسم ہے جو کسی کام کے کرنے والے کو ظاہر

کرے، جیسے لکھنے والا۔



‘حرف’ کی تعریف کیا ہے؟ (الف) مکمل معنی رکھنے والا لفظ (ب) الفاظ کو جوڑنے والا لفظ (ج) کسی کام کے کرنے والے کا نام (د) کسی چیز کی صفت

درست جواب: (ب) الفاظ کو جوڑنے والا لفظ۔ حرف وہ لفظ ہے جس کا اپنا مکمل معنی نہیں ہوتا بلکہ وہ الفاظ یا جملوں کو جوڑتا ہے۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

- اشفاق احمد (1925ء-2004ء): مکتس میں پیدائش، گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم اے، روم و گریجویٹ سے ڈپلومے، ریڈیو پروگرام، ‘تلقین شاہ’۔
- اہم تصانیف: ایک محبت سو افسانے، گڈریا، توتا کہانی، من چلے کا سودا، زاویہ۔ ‘محسن محلہ’ مجموعہ ‘سفرِ مینا’ سے ماخوذ ہے۔
- کہانی کے چھ مراحل: تعارف، لوگوں کا رویہ، کرائے کا بحران، قرض کی ناکام تلاش، بیماری، وفات اور محلے کا ردِ عمل۔
- ماسٹر ایلاس بے دخلی کے وقت پچاس روپے رکھتے تھے؛ وفات کے بعد محلے والوں نے آٹھ سو گیارہ روپے جمع کیے۔
- مرکزی خیال: معاشرتی بے حسی – سادہ و کھرے لوگوں کی ناقدری، اور ہمدردی کا اکثر بہت دیر سے جاگنا۔
- قواعد: تذکر و تانیث (مذکر / مؤنث اسما)، اسم فاعل (کام کرنے والا)، حرف (الفاظ جوڑنے والا لفظ)۔

امتحانی نکات

- افسانے کے خلاصے کے لیے چھ مراحل کو ترتیب وار مختصر جملوں میں یاد رکھیں۔
- اشفاق احمد کی اہم تاریخیں (پیدائش، وفات) اور تصانیف کے نام الگ سے یاد رکھیں۔
- ‘محسن محلہ’ کا ماخذ (سفرِ مینا) اور اس کی صنف (افسانہ) امتحان میں اکثر پوچھی جاتی ہے۔
- اسم فاعل اور حرف کی تعریفیں مثالوں کے ساتھ یاد رکھیں کیونکہ یہ قواعد کے سوالات میں کام آتی ہیں۔
- اہم الفاظ کے معنی (کوٹھڑی، مرنجاں مرنج وغیرہ) یاد رکھیں کیونکہ یہ سیاق و سباق کے سوالات میں پوچھے جا سکتے ہیں۔



سبق 6: کفارہ (Kaffara (Munshi Premchand))

یہ نوٹس پنجاب بورڈ کے تحت جماعت دہم کی کتاب اردو (لازمی) کے چھٹے سبق 'کفارہ' پر مبنی ہیں، جو اردو کے معروف حقیقت نگار افسانہ نویس منشی پریم چند کے مجموعے 'پریم چالیسی' سے ماخوذ ایک افسانہ ہے۔

یہ نوٹس امتحانی پرچے کی ساخت کے مطابق تیار کیے گئے ہیں: ان میں واقعہ وار خلاصہ، مرکزی خیال، اہم الفاظ کے معنی اور مختصر و تفصیلی سوالات شامل ہیں۔ نوٹس Freebooks.pk نے تیار کیے ہیں۔

مصنف کا تعارف

منشی پریم چند کا اصل نام دھنپت رائے تھا۔ وہ 31 جولائی 1880ء کو ضلع بنارس کے گاؤں لمہی میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد ڈاک خانے میں ملازم تھے۔ میٹرک پاس کرنے کے بعد ایک سکول میں مدرس ہو گئے اور 1900ء میں سرکاری ملازمت اختیار کی۔ ملازمت کے ساتھ ساتھ تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا اور 1919ء میں الہ آباد یونیورسٹی سے بی اے کیا۔

1921ء میں انھوں نے گاندھی جی کی تحریک عدم تعاون سے متاثر ہو کر سرکاری ملازمت سے استعفیٰ دے دیا اور مکمل طور پر علمی و ادبی کاموں میں مشغول ہو گئے۔ 1936ء میں 'انجمن ترقی پسند مصنفین' کے پہلے اجلاس (لکھنؤ) کی صدارت کی، اور اسی سال 8 اکتوبر کو بنارس میں وفات پائی۔

پریم چند نے اپنی تحریروں میں ہندوستان کے دیہات میں بسنے والے مزدوروں اور کسانوں کی زندگی اور ان کے مسائل کامیابی سے بیان کیے۔ ان کی زبان سادہ اور مقامی رنگ لیے ہوئے ہے، اور ان کی تحریروں کی بنیاد معاشرتی مسائل اور نفسیاتی مشاہدے پر ہے۔ ان کا شمار اردو کے اولین افسانہ نگاروں میں ہوتا ہے۔ ان کے افسانوی مجموعوں میں 'سوز و طن'، 'پریم پچیس'، 'پریم چالیسی'، 'زادِ راہ' اور 'واردات' نمایاں ہیں، جب کہ ان کے ناولوں میں 'میدانِ عمل'، 'بازارِ حسن' اور 'گودان' کو خاص شہرت ملی۔

قواعد کے اہم نکات

حروفِ ندا



وہ حروف جو کسی کو آواز دینے یا پکارنے کے لیے استعمال ہوں، 'حروفِ ندا' کہلاتے ہیں۔ جیسے: امی، اے، او، یا، ارے۔ مثال: 'امی! میری بات سنیں۔'

حروفِ تحسین

وہ حروف جو کسی کی تعریف یا حوصلہ افزائی کے موقع پر ادا کیے جائیں، 'حروفِ تحسین' کہلاتے ہیں۔ جیسے: شاباش، آفرین، واہ، اللہ اللہ۔ مثال: 'شاباش! آپ نے پہلا انعام حاصل کیا۔'

حروفِ نفرین

وہ حروف جو نفرت، حقارت یا برا بھلا کہنے کے موقع پر بولے جائیں، 'حروفِ نفرین' کہلاتے ہیں۔ جیسے: تف، لعنت، دھتکار۔ مثال: 'لعنت ہے تمہارے جھوٹ پر۔'

حروفِ انبساط

وہ حروف جو خوشی اور مسرت کے موقع پر ادا کیے جائیں، 'حروفِ انبساط' کہلاتے ہیں۔ جیسے: سبحان اللہ، آفرین، بہت خوب۔ مثال: 'سبحان اللہ! کیا خوب صورت منظر ہے۔'

حروفِ تاسف

وہ حروف جو افسوس اور غم کے موقع پر بولے جائیں، 'حروفِ تاسف' کہلاتے ہیں۔ جیسے: آہ، افسوس، ہائے۔ مثال: 'آہ! اس کے والد کا انتقال ہو گیا۔'

سبق کا تعارف

زیرِ نصاب افسانہ 'کفارہ' میں پریم چند نے حسد، بغض اور نفرت کے نتیجے میں پیش آنے والے ایک الم ناک واقعے، اور اس کے بعد ندامت سے جہنم لینے والی خاموش توبہ کی کہانی بیان کی ہے۔ افسانہ گناہ اور کفارے کے تصور کو نہایت مؤثر انداز میں پیش کرتا ہے۔



واقعہ وار خلاصہ

مداری لال کا حسد اور خوف

ڈسٹرکٹ بورڈ کے ہیڈ کلرک مداری لال کو معلوم ہوتا ہے کہ ان کا پرانا ہم جماعت سدھ چندر، جس سے وہ اسکول کے زمانے سے ہی حسد رکھتے تھے اور جسے نیچا دکھانے کی کئی ناکام کوششیں کر چکے تھے، نئے سیکرٹری کے طور پر تعینات ہوا ہے۔ مداری لال کو خوف ہے کہ سدھ چندر ماضی کی زیادتیوں کا بدلہ لے گا۔

سدھ چندر کی آمد اور خوش اخلاقی

مداری لال دفتر کے عملے میں سدھ چندر کے خلاف پیشگی بدگمانی پھیلا دیتے ہیں، مگر سدھ چندر آکر نہایت خوش اخلاقی، عاجزی اور دوستانہ رویے سے سب کا دل جیت لیتا ہے۔ اس کی محبوبیت مداری لال کے حسد کو اور بھرکا دیتی ہے۔

رقم کی چوری کا منصوبہ

ایک دن سیکرٹری کا کمرہ خالی پا کر مداری لال میز پر رکھے پانچ ہزار روپے کا پلندہ اٹھا لیتے ہیں اور ایک الماری میں چھپا دیتے ہیں، پھر کمرے کا دروازہ بند کروا کر ایسا تاثر دیتے ہیں کہ کسی باہر والے نے چوری کی ہوگی۔

رقم کا غائب ہونا اور سدھ چندر کی پریشانی

ٹھیکے دار کو رقم ادا کرنے کے وقت سدھ چندر کو پلندہ نہیں ملتا۔ سارا دفتر تلاش کرتا ہے مگر رقم کا کوئی سراغ نہیں ملتا۔ سدھ چندر شدید پریشانی اور خفت کا شکار ہو جاتا ہے، خصوصاً جب مداری لال بینک سے رقم نکال کر نقصان پورا کرنے کا مشورہ دیتے ہیں اور سدھ چندر بتاتا ہے کہ اس کے پاس اتنی رقم نہیں۔

سدھ چندر کی خودکشی

بھاری رقم کا انتظام نہ ہونے اور بدنامی کے خوف سے اسی رات سدھ چندر خودکشی کر لیتا ہے۔ اگلی صبح یہ خبر مداری لال تک پہنچتی ہے، جو صدمے سے لرز اٹھتے ہیں۔



مداری لال کا کفارہ: بیوہ اور بچوں کی کفالت

بیوہ اور یتیم بچوں کی بے بسی دیکھ کر مداری لال شدید ندامت کا شکار ہوتے ہیں۔ وہ تدفین کے تمام انتظامات خود سنبھالتے ہیں، اور بعد میں بیوہ اور اس کے بچوں کو اپنے گھر لے آتے ہیں۔ دس سال تک ان کی کفالت کرتے ہیں، بیٹی کی شادی معزز گھرانے میں کرواتے ہیں اور بیٹوں کو کلج تک پڑھاتے ہیں۔ اپنے گناہ کو خدمت کے پردے میں چھپاتے ہوئے۔

مرکزی خیال

اس افسانے کا مرکزی خیال یہ ہے کہ حسد اور بغض انسان کو تباہی کی طرف لے جاسکتے ہیں، مگر ضمیر کی خلش انسان کو خاموش توبہ اور کفارے پر بھی مجبور کر دیتی ہے۔ پریم چند نے دکھایا ہے کہ سچا کفارہ اعلانیہ اعتراف کے بغیر بھی، خدمت اور قربانی کی صورت میں ادا کیا جاسکتا ہے۔ مداری لال ساری زندگی اپنے گناہ کی معافی خاموشی سے کماتے رہتے ہیں۔

اہم الفاظ کے معنی

نیت برگزیدہ ہونا

نیت کا خراب یا بگڑ جانا، بد نیتی پیدا ہونا۔

نالہ و خراش

دردناک آہ و بکا، دل خراش رونائینا۔

ستیاناس کرنا

مکمل طور پر برباد یا تباہ کر دینا۔

نشر چلانا

طنزیہ یا دل دکھانے والی بات کہنا، جذباتی طور پر گہرا زخم لگانا۔

تہمت لگانا

کسی پر جھوٹا الزام دھرنا۔



اوسان بحال ہونا

ہوش و حواس دوبارہ قابو میں آنا۔

دیرینہ خلش

پرانی اور دیرپا رنجش یا تکلیف۔

دل جوتی کرنا

کسی کا دل بہلانا، تسلی دینا۔

چشم پوشی کرنا

جان بوجھ کر نظر انداز کرنا، درگزر کرنا۔

پلندہ

بندھا ہوا بندل، خصوصاً نوٹوں یا کاغذات کا۔

خاکہ

کفارہ: کہانی کے اہم مراحل: ایک خاکہ جو افسانے میں بیان کیے گئے چھ اہم مراحل کا خلاصہ دکھاتا ہے۔



کفارہ: کہانی کے اہم مراحل



کفارہ: کہانی کے اہم مراحل

مختصر سوالات و جوابات

مداری لال اور سدھ چندر کے درمیان کیا تعلق تھا؟
دونوں پرانے ہم جماعت تھے، مگر مداری لال سدھ چندر سے اسکول کے زمانے سے حسد رکھتے تھے۔



سدھ چندر کی تعیناتی پر مداری لال کیوں پریشان ہوئے؟
کیونکہ وہ ڈرتے تھے کہ سدھ چندر ماضی کی دشمنی کا بدلہ لے گا۔

سدھ چندر نے دفتر کے عملے پر کیسا اثر ڈالا؟

اپنی خوش اخلاقی اور عاجزی سے اس نے جلد ہی سب کا دل جیت لیا۔

مداری لال نے کتنی رقم چرائی؟

انھوں نے پانچ ہزار روپے کا پلندہ چرا کر چھپا دیا۔

سدھ چندر نے خودکشی کیوں کی؟

بھاری رقم کا انتظام نہ ہو سکنے اور بدنامی کے خوف سے مجبور ہو کر انھوں نے خودکشی کر لی۔

مداری لال نے اپنی زیادتی کا کفارہ کیسے ادا کیا؟

انھوں نے بیوہ اور بچوں کو اپنے گھر لے جا کر دس سال تک ان کی کفالت کی۔

سدھ چندر کی بیٹی کی شادی کہاں ہوئی؟

اس کی شادی ایک ممتاز اور معزز خاندان میں ہوئی۔

افسانے کا عنوان 'کفارہ' کیوں رکھا گیا؟

کیونکہ مداری لال ساری زندگی اپنے گناہ کا کفارہ خدمت کے پردے میں چھپا کر ادا کرتے رہے۔

تفصیلی سوالات و جوابات

افسانہ 'کفارہ' کا خلاصہ اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔

افسانے کا آغاز کیسے ہوتا ہے؟

مداری لال کو معلوم ہوتا ہے کہ ان کا پرانا حریف سدھ چندر نیا سیکرٹری بن کر آ رہا ہے، جس سے وہ خوف زدہ ہو جاتے ہیں۔

مداری لال نے جرم کیسے کیا؟

موقع پا کر انھوں نے سیکرٹری کی میز سے پانچ ہزار روپے چرا کر چھپا دیے اور شک کسی باہر والے پر ڈال دیا۔



جرم کا انجام کیا ہوا؟

رقم نہ ملنے پر پریشان اور بدنام ہونے کے خوف سے سدھ چندر نے خودکشی کر لی۔

افسانے کا اختتام کیسے ہوتا ہے؟

مداری لال ندامت کے باعث بیوہ اور بچوں کی زندگی بھر کفالت کر کے اپنے گناہ کا کفارہ ادا کرتے ہیں۔

منشی پریم چند کی شخصیت اور فن کا مختصر جائزہ پیش کریں۔

پریم چند کے ابتدائی حالاتِ زندگی کیا تھے؟

وہ 1880ء میں گاؤں لمہی (ضلع بنارس) میں پیدا ہوئے اور 1919ء میں الہ آباد یونیورسٹی سے بی اے کیا۔

انھوں نے سرکاری ملازمت کیوں چھوڑی؟

1921ء میں گاندھی جی کی تحریکِ عدم تعاون سے متاثر ہو کر انھوں نے ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔

ان کے فن کی نمایاں خصوصیت کیا ہے؟

وہ حقیقت نگاری کے بانیوں میں شمار ہوتے ہیں اور دیہاتی زندگی اور معاشرتی مسائل کو سادہ زبان میں بیان کرتے ہیں۔

ان کی مشہور تصانیف کون سی ہیں؟

ان کی مشہور تصانیف میں پریم چالیسی، سوزِ وطن، بازارِ حسن اور گودان شامل ہیں۔

معروضی سوالات (MCQs)

منشی پریم چند کب پیدا ہوئے؟ (الف) 1870ء (ب) 1880ء (ج) 1890ء (د) 1900ء

درست جواب: (ب) 1880ء۔ پریم چند 31 جولائی 1880ء کو گاؤں لمہی میں پیدا ہوئے۔

پریم چند کا اصل نام کیا تھا؟ (الف) دھنپت رائے (ب) پریم ناتھ (ج) منشی رام (د) سدھ چندر

درست جواب: (الف) دھنپت رائے۔ ان کا اصل نام دھنپت رائے تھا۔



پریم چند نے سرکاری ملازمت سے استعفیٰ کب دیا؟ (الف) 1911ء (ب) 1919ء (ج) 1921ء (د) 1930ء

درست جواب: (ج) 1921ء۔ انھوں نے 1921ء میں تحریکِ عدم تعاون سے متاثر ہو کر استعفیٰ دیا۔

مداری لال اور سدھ چندر کا آپس میں کیا رشتہ تھا؟ (الف) رشتہ دار (ب) پرانے ہم جماعت (ج) پڑوسی (د) کاروباری شریک

درست جواب: (ب) پرانے ہم جماعت۔ دونوں پرانے ہم جماعت تھے۔

مداری لال نے سیکرٹری کی میز سے کتنی رقم چرائی؟ (الف) دو ہزار روپے (ب) تین ہزار روپے (ج) پانچ ہزار روپے (د) دس ہزار روپے

درست جواب: (ج) پانچ ہزار روپے۔ انھوں نے پانچ ہزار روپے کا پلندہ چرایا۔

سدھ چندر نے خودکشی کیوں کی؟ (الف) بیماری کے باعث (ب) رقم کے نقصان اور بدنامی کے خوف سے (ج) خاندانی جھگڑے سے (د) ملازمت چھوڑنے سے

درست جواب: (ب) رقم کے نقصان اور بدنامی کے خوف سے۔ بھاری رقم کا انتظام نہ ہونے اور بدنامی کے خوف سے انھوں نے خودکشی کی۔

مداری لال نے اپنی زیادتی کا کفارہ کیسے ادا کیا؟ (الف) معافی مانگ کر (ب) بیوہ اور بچوں کی کفالت کر کے (ج) استعفیٰ دے کر (د) عدالت میں اعتراف کر کے

درست جواب: (ب) بیوہ اور بچوں کی کفالت کر کے۔ انھوں نے بیوہ اور بچوں کو اپنے گھر لے جا کر ان کی کفالت کی۔

سدھ چندر کی بیٹی کی شادی کیسے خاندان میں ہوئی؟ (الف) غریب خاندان میں (ب) معزز خاندان میں (ج) دیہاتی خاندان میں (د) بیرون ملک خاندان میں

درست جواب: (ب) معزز خاندان میں۔ اس کی شادی ایک ممتاز اور معزز خاندان میں ہوئی۔

‘حروفِ ندا’ کس موقع پر استعمال ہوتے ہیں؟ (الف) تعریف کے وقت (ب) کسی کو پکارنے کے وقت (ج) افسوس کے وقت (د) خوشی کے وقت

درست جواب: (ب) کسی کو پکارنے کے وقت۔ حروفِ ندا کسی کو آواز دینے یا پکارنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں، جیسے امی، اے، یا۔



‘آہ’ اور ‘افسوس’ کس قسم کے حروف ہیں؟ (الف) حروفِ تحسین (ب) حروفِ انبساط (ج) حروفِ تاسف (د) حروفِ نفرین

درست جواب: (ج) حروفِ تاسف۔ آہ اور افسوس جیسے الفاظ حروفِ تاسف ہیں، جو غم کے موقع پر بولے جاتے ہیں۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

- منشی پریم چند (1880ء-1936ء، اصل نام دھنپت رائے): گاؤں لمہی میں پیدائش، 1921ء میں ملازمت سے استعفیٰ، 1936ء میں انجمن ترقی پسند مصنفین کی صدارت۔
- اہم تصانیف: پریم چالیسی، سوز و طن، بازارِ حسن، گودان۔ ’کفارہ‘ مجموعہ ’پریم چالیسی‘ سے ماخوذ ہے۔
- کہانی کے چھ مراحل: حسد و خوف، سدھ چندر کی خوش اخلاقی، چوری کا منصوبہ، رقم کا غائب ہونا، خودکشی، بیوہ و بچوں کی کفالت۔
- مداری لال نے پانچ ہزار روپے چرائے؛ کفارے کے طور پر دس سال تک بیوہ اور بچوں کی کفالت کی۔
- مرکزی خیال: حسد کی تباہ کاری اور ضمیر کی خلش سے جہنم لینے والی خاموش توبہ و کفارہ۔
- قواعد: حروفِ ندا، تحسین، نفرین، انبساط اور تاسف کی تعریفیں اور مثالیں یاد رکھیں۔

امتحانی نکات

- افسانے کے خلاصے کے لیے چھ مراحل کو ترتیب وار مختصر جملوں میں یاد رکھیں۔
- پریم چند کی اہم تاریخیں (پیدائش، استعفیٰ، وفات) اور تصانیف کے نام الگ سے یاد رکھیں۔
- ’کفارہ‘ کا ماخذ (پریم چالیسی) اور اس کی صنف (افسانہ) امتحان میں اکثر پوچھی جاتی ہے۔
- حروف کی پانچوں اقسام (ندا، تحسین، نفرین، انبساط، تاسف) کو مثالوں کے ساتھ یاد رکھیں۔
- اہم الفاظ کے معنی (نیتِ برگزیدہ، دیرینہ خلش وغیرہ) یاد رکھیں کیونکہ یہ سیاق و سباق کے سوالات میں پوچھے جاسکتے ہیں۔



سبق 7: سویرے جو کل آنکھ میری کھلی (Savere Jo Kal Aankh Meri)

(Khuli (Patras Bukhari)

یہ نوٹس پنجاب بورڈ کے تحت جماعت دہم کی کتاب اردو (لازمی) کے ساتویں سبق 'سویرے جو کل آنکھ میری کھلی' پر مبنی ہیں، جو اردو کے معروف مزاح نگار پطرس بخاری کے مجموعے 'پطرس کے مضامین' سے ماخوذ ایک مزاحیہ مضمون ہے۔

یہ نوٹس امتحانی پرچے کی ساخت کے مطابق تیار کیے گئے ہیں: ان میں واقعہ وار خلاصہ، مرکزی خیال، اہم الفاظ کے معنی اور مختصر و تفصیلی سوالات شامل ہیں۔ نوٹس Freebooks.pk نے تیار کیے ہیں۔

مصنف کا تعارف

پطرس بخاری کا اصل نام سید احمد شاہ تھا، مگر وہ قلمی نام 'پطرس بخاری' سے مشہور ہوئے۔ وہ 25 اکتوبر 1898ء کو پشاور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم پشاور میں حاصل کرنے کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور سے انگریزی ادب میں تعلیم مکمل کی، پھر اعلیٰ تعلیم کے لیے انگلستان گئے اور کیمبرج یونیورسٹی کے ایمانوئل کالج سے انگریزی میں اعزازی ڈگری (ٹرائپوس) حاصل کی۔

وطن واپسی پر 1927ء میں گورنمنٹ کالج لاہور میں انگریزی زبان و ادب پڑھانے لگے اور 1939ء تک وہاں تدریس کی؛ بعد میں 1947ء سے 1950ء تک اسی کالج کے پرنسپل بھی رہے۔ ساتھ ہی ریڈیو کی دنیا سے وابستہ ہو گئے اور اپنی لیاقت کی بنا پر ترقی کرتے ہوئے آل انڈیا ریڈیو، دہلی کے ڈائریکٹر جنرل کے عہدے تک پہنچے۔ قیام پاکستان کے بعد وہ اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل مندوب (1951ء تا 1954ء) اور بعد ازاں اطلاعات کے شعبے میں انڈر سیکرٹری جنرل (1954ء تا 1958ء) کے طور پر خدمات انجام دیتے رہے۔ 5 دسمبر 1958ء کو نیویارک میں دل کا دورہ پڑنے سے ان کا انتقال ہوا۔

پطرس بخاری کو 'مزاح نگاروں کا شہزادہ' کہا جاتا ہے۔ ان کا مزاحیہ مضامین کا مجموعہ 'پطرس کے مضامین' اردو مزاح نگاری کا شاہکار تصور کیا جاتا ہے، جس میں روزمرہ زندگی کے معمولات کو ہلکے پھلکے، دل چسپ اور بذلہ سنج



انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ ان کے اسلوب پر انگریزی ادب کے اثرات نمایاں ہیں، اور وہ اکثر اپنی ہی کمزوریوں کو مزاح کا موضوع بنا کر قاری کو محفوظ کرتے ہیں۔

اہم اصطلاحات

مزاحیہ مضمون

ایسی نثری تحریر جس میں مصنف روزمرہ زندگی کے واقعات کو ہلکے پھلکے، دل چسپ اور مزاحیہ انداز میں بیان کرے تاکہ قاری کو محفوظ کرے۔ 'سویرے جو کل آنکھ میری کھلی' اسی صنف کی ایک مثال ہے۔

طنز و مزاح

طنز کا مقصد کسی خامی یا معاشرتی برائی کو ہنسی مذاق کے پردے میں تنقید کا نشانہ بنانا ہے، جب کہ مزاح محض ہنسی خوشی پیدا کرنے کے لیے ہوتا ہے۔ پطرس بخاری دونوں کو ملا کر لکھتے ہیں۔

شخصی مضمون

وہ مضمون جس میں مصنف اپنی ہی زندگی کے کسی واقعے، عادت یا تجربے کو پہلے شخص واحد کے صیغے میں بیان کرے۔ زیرِ نصاب مضمون اسی طرز کی ایک عمدہ مثال ہے۔

مبالغہ آرائی

کسی سادہ سی بات یا واقعے کو نہایت بڑھا چڑھا کر بیان کرنے کا فن، تاکہ مزاح پیدا ہو۔ پطرس بخاری معمولی سی دستک کو 'گولہ باری' کہہ کر اسی فن کا استعمال کرتے ہیں۔

خود احتسابی و ظرافت

اپنی ہی کمزوریوں، کاہلی یا غلطیوں کو ہنسی مذاق کا نشانہ بنانا۔ پطرس بخاری کے مزاح کی خاص بات یہ ہے کہ وہ دوسروں پر نہیں بلکہ خود اپنی سستی اور بہانہ بازی پر ہنستے ہیں۔

سبق کا تعارف

زیرِ نصاب مضمون میں پطرس بخاری نے امتحان کی تیاری کے لیے سویرے اٹھنے کی اپنی ناکام کوششوں کو نہایت مزاحیہ انداز میں بیان کیا ہے۔ اس مضمون کے ذریعے وہ نوجوانوں کی سستی، کاہلی اور بہانہ سازی کی عادت پر لطیف طنز کرتے ہیں۔



واقعہ وار خلاصہ

پڑوسی سے مدد کی درخواست

امتحان کے دنوں کے قریب آنے پر مصنف اپنے سویرے اٹھنے والے پڑوسی لالہ جی سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اسے بھی صبح سویرے جگا دیا کریں تاکہ وہ باقاعدہ مطالعہ کر سکے۔

پہلی صبح: تین بجے جگانا اور غصہ

اگلی صبح لالہ جی مقررہ وقت سے بہت پہلے، تین بجے کے قریب، زوردار دستک دے کر مصنف کو جگا دیتے ہیں۔ مصنف غصے میں انھیں ڈانٹتا ہے کہ اتنی جلدی جگانا کوئی شرافت نہیں، پھر دوبارہ سو جاتا ہے اور اپنے معمول کے مطابق دس بجے اٹھتا ہے۔

شام کو شرمندگی اور نیا عزم

شام کو خوش گو اور موڈ میں گاتے ہوئے واپس آنے پر وہی پڑوسی شکایت کرتا ہے کہ اس کے مطالعے میں خلل پڑ رہا ہے۔ اس واقعے پر مصنف کو شرمندگی محسوس ہوتی ہے اور وہ باقاعدہ مطالعہ شروع کرنے کا پکا ارادہ کر لیتا ہے۔

مطالعے کی بے سود تیاری

مصنف کتابوں کو ترتیب سے میز پر سجاتا ہے، ہر کتاب کے صفحات گنتا ہے اور امتحان تک باقی دنوں پر تقسیم کر کے یومیہ حصہ نکالتا ہے۔ مگر عملاً ایک صفحہ بھی نہیں پڑھتا۔ بالآخر یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ تین بجے اٹھنا لغو ہے، جب کہ پانچ چھ سات بجے کے قریب اٹھنا زیادہ معقول رہے گا۔

دوسری درخواست اور مبہم نتیجہ

رات کو دوبارہ ہچکچاتے ہوئے لالہ جی سے پانچ بجے جگانے کی درخواست کرتا ہے۔ اگلی صبح لالہ جی وعدے کے مطابق جگاتے ہیں، مگر مصنف کو خود یقین نہیں کہ پانچ سے دس بجے کے درمیان وہ واقعی پڑھتا رہا یا دوبارہ سو گیا۔



کلج میں ملاقات اور نماز کا بہانہ

کلج میں لالہ جی شکایت کرتے ہیں کہ سات بجے تاریخ پوچھنے پر مصنف نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ مصنف جھوٹ موٹ کہتا ہے کہ وہ اس وقت نماز پڑھ رہا تھا۔ لالہ جی متاثر ہو کر چلے جاتے ہیں، اور اسی طرح مصنف کا 'نیا معمول' طے پاتا ہے: پہلی جگہ پانچ بجے، دوسری دس بجے، اور بیچ میں پوچھے جانے پر نماز کا عذر۔

مرکزی خیال

اس مضمون کا مرکزی خیال یہ ہے کہ انسان اکثر نیک ارادوں اور بھاری بھر کم تیاریوں کا ڈھونگ رچا کر اصل محنت سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ پطرس بخاری نے اپنی ہی ذات کو نشانہ بنا کر، نہایت لطیف اور بے ضرر انداز میں، سستی، کاہلی اور بہانہ بازی کی عام انسانی کمزوری پر طنز کیا ہے۔ اور یہ بھی دکھایا ہے کہ کس طرح مذہب جیسے سنجیدہ معاملے کو بھی محض بہانے کے طور پر استعمال کر لیا جاتا ہے۔

اہم الفاظ کے معنی

خدائی فوج دار

بن بلائے دوسروں کی اصلاح یا نگرانی کا ٹھیکہ لینے والا شخص۔

ہوش گم ہونا

حواس باختہ ہو جانا، گھبرا جانا۔

ناکار انسان

نکما یا کسی کام کا نہ رہنے والا شخص۔

ہم خرما و ہم ثواب

ایسا کام جس میں دنیاوی فائدہ بھی ہو اور نیکی بھی۔ دوہرا فائدہ۔

سعادت آثار واقع ہونا

نیک بخت یا خوش قسمت ثابت ہونا۔

خلل انداز ہونا



کسی کے کام میں رکاوٹ یا مداخلت ڈالنا۔

جادو بیانی

ایسا دل کش اور پرتاثر انداز بیان جو سننے والے کو مسحور کر دے۔

کم خوابی

نیند کی کمی۔

گولہ باری

(محاورتاً) لگاتار اور شدید دستک یا شور۔

نفلوں کا بھوکا

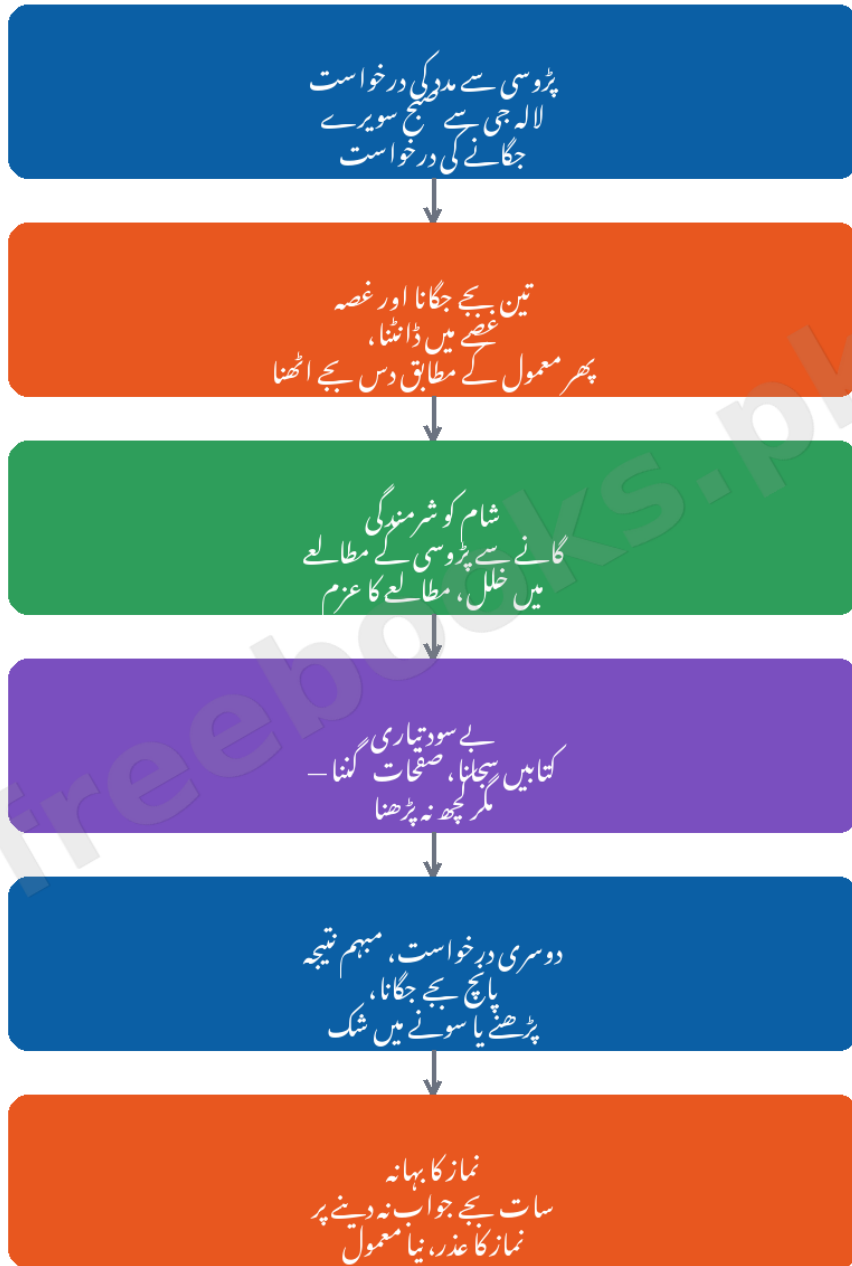
نیکی یا ثواب کمانے کا حریص، طنزیہ انداز میں۔

خاکہ

سویرے جو کل آنکھ میری کھلی: مضمون کے اہم مراحل: ایک خاکہ جو مضمون میں بیان کیے گئے چھ اہم مراحل کا خلاصہ دکھاتا ہے۔



سویرے جو کل آنکھ میری کھلی: اہم مراحل



سویرے جو کل آنکھ میری کھلی: مضمون کے اہم مراحل

مختصر سوالات و جوابات

مصنف نے صبح جگانے کے لیے کس پڑوسی سے درخواست کی؟
اپنے سویرے اٹھنے والے پڑوسی لالہ جی سے۔



پہلی بار لالہ جی نے مصنف کو کتنے بجے جگایا؟
تین بجے کے قریب۔

مصنف نے غصے میں لالہ جی کو کیا کہہ کر ڈانٹا؟
انھیں 'خدائی فوج دار' اور بدتمیز کہہ کر ڈانٹا۔

شام کو مصنف کیوں شرمندہ ہوا؟
گاتے ہوئے پڑوسی کے مطالعے میں خلل ڈالنے پر۔

مصنف نے مطالعے کی تیاری میں کیا کیا؟
کتابوں کو ترتیب سے سجایا اور صفحات گن کر یومیہ حصہ نکالا، مگر پڑھا کچھ نہیں۔
دوسری بار لالہ جی نے مصنف کو کتنے بجے جگانے کا وعدہ کیا؟
پانچ بجے۔

کالج میں لالہ جی نے مصنف سے کیا شکایت کی؟
کہا کہ سات بجے تاریخ پوچھنے پر مصنف نے کوئی جواب نہیں دیا۔
مصنف نے سات بجے خاموش رہنے کا کیا بہانہ بنایا؟
کہا کہ وہ اس وقت نماز پڑھ رہا تھا۔

تفصیلی سوالات و جوابات

'سویرے جو کل آنکھ میری کھلی' کا خلاصہ اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔
مضمون کا آغاز کیسے ہوتا ہے؟

مصنف امتحان کی تیاری کے لیے اپنے پڑوسی لالہ جی سے صبح جگانے کی درخواست کرتا ہے۔
پہلا تجربہ کیسا رہا؟

لالہ جی نے تین بجے جگا دیا، جس پر مصنف نے غصے میں انھیں ڈانٹا اور دوبارہ سو گیا۔



شام کے واقعے نے کیا اثر ڈالا؟

گاتے ہوئے پڑوسی کے مطالعے میں خلل ڈالنے پر شرمندگی ہوئی اور مصنف نے مطالعے کا ارادہ کیا، مگر صرف کتابیں سجانے تک محدود رہا۔

مضمون کا اختتام کیسے ہوتا ہے؟

دوسری بار پانچ بجے جگائے جانے پر بھی مصنف کچھ نہیں پڑھتا، اور سات بجے خاموش رہنے پر نماز کا بہانہ بنا کر ایک نیا، معمول، اپنا لیتا ہے۔

پطرس بخاری کی شخصیت اور فنِ مزاح نگاری پر روشنی ڈالیں۔

پطرس بخاری کے ابتدائی حالات و تعلیم کیا تھے؟

وہ 1898ء میں پشاور میں پیدا ہوئے، گورنمنٹ کالج لاہور اور بعد میں کیمبرج یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کی۔

انھوں نے کن شعبوں میں خدمات انجام دیں؟

وہ گورنمنٹ کالج لاہور میں استاد اور بعد میں پرنسپل رہے، آل انڈیا ریڈیو کے ڈائریکٹر جنرل بنے، اور بعد میں اقوام متحدہ میں پاکستان کے نمائندے کے طور پر خدمات انجام دیں۔

ان کے اسلوبِ مزاح کی نمایاں خصوصیت کیا ہے؟

وہ اپنی ہی کمزوریوں اور کاہلی کو مبالغہ آمیز انداز میں بیان کر کے قاری کو محظوظ کرتے ہیں، بغیر کسی پر ذاتی طنز کیے۔

ان کی شہرت کی بنیاد کیا ہے؟

ان کا مجموعہ 'پطرس کے مضامین' اردو مزاح نگاری کا شاہکار مانا جاتا ہے اور انھیں 'مزاح نگاروں کا شہزادہ' کہا جاتا ہے۔



معروضی سوالات (MCQs)

پطرس بخاری کا اصل نام کیا تھا؟ (الف) سید احمد شاہ (ب) احمد ندیم قاسمی (ج) ابن النشا (د) مشتاق احمد یوسفی

درست جواب: (الف) سید احمد شاہ۔ ان کا اصل نام سید احمد شاہ تھا، جو 'پطرس بخاری' کے قلمی نام سے مشہور ہوئے۔

پطرس بخاری کہاں پیدا ہوئے؟ (الف) لاہور (ب) پشاور (ج) کراچی (د) کیمبرج
درست جواب: (ب) پشاور۔ وہ 25 اکتوبر 1898ء کو پشاور میں پیدا ہوئے۔

پطرس بخاری نے گورنمنٹ کالج لاہور سے کس مضمون میں تعلیم حاصل کی؟ (الف) ریاضی (ب) انگریزی ادب (ج) تاریخ (د) فلسفہ

درست جواب: (ب) انگریزی ادب۔ انھوں نے گورنمنٹ کالج لاہور سے انگریزی ادب میں تعلیم مکمل کی۔

اعلیٰ تعلیم کے لیے پطرس بخاری کس ملک گئے؟ (الف) امریکہ (ب) فرانس (ج) انگلستان (د) جرمنی
درست جواب: (ج) انگلستان۔ وہ اعلیٰ تعلیم کے لیے انگلستان گئے اور کیمبرج یونیورسٹی سے سند حاصل کی۔

پطرس بخاری کس شعبے میں ڈائریکٹر جنرل کے عہدے تک پہنچے؟ (الف) ٹیلی ویژن (ب) ریڈیو (ج) اخبار (د) یونیورسٹی

درست جواب: (ب) ریڈیو۔ وہ آل انڈیا ریڈیو، دہلی کے ڈائریکٹر جنرل رہے۔

'پطرس کے مضامین' کس صنف پر مشتمل مجموعہ ہے؟ (الف) نظمیں (ب) افسانے (ج) مزاحیہ مضامین (د) خطوط

درست جواب: (ج) مزاحیہ مضامین۔ یہ ان کے مزاحیہ مضامین کا مشہور مجموعہ ہے۔

پطرس بخاری کا انتقال کب ہوا؟ (الف) 1936ء (ب) 1947ء (ج) 1958ء (د) 1965ء

درست جواب: (ج) 1958ء۔ ان کا انتقال 5 دسمبر 1958ء کو نیویارک میں ہوا۔

مصنف کو لالہ جی نے پہلی بار کتنے بچے جگایا؟ (الف) ایک (ب) تین (ج) پانچ (د) سات

درست جواب: (ب) تین بچے۔ لالہ جی نے پہلی بار تین بچے کے قریب جگایا۔



شام کو مصنف کس بات پر شرمندہ ہوا؟ (الف) دیر سے آنے پر (ب) گانے سے پڑوسی کے مطالعے میں خلل پڑنے پر (ج) کھانا نہ کھانے پر (د) سو جانے پر

درست جواب: (ب) گانے سے پڑوسی کے مطالعے میں خلل پڑنے پر۔ گاتے ہوئے پڑوسی کے مطالعے میں خلل پڑنے پر مصنف شرمندہ ہوا۔

کلج میں لالہ جی کے پوچھنے پر مصنف نے کیا بہانہ بنایا؟ (الف) سو رہا تھا (ب) باہر گیا تھا (ج) نماز پڑھ رہا تھا (د) پڑھائی کر رہا تھا

درست جواب: (ج) نماز پڑھ رہا تھا۔ مصنف نے کہا کہ وہ اس وقت نماز پڑھ رہا تھا۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

- پطرس بخاری (1898ء-1958ء، اصل نام سید احمد شاہ) نپیدائش پشاور، تعلیم گورنمنٹ کلج لاہور و کیمبرج، ڈائریکٹر جنرل آل انڈیا ریڈیو، اقوام متحدہ میں پاکستانی نمائندے۔
- شہرت کی بنیاد: مجموعہ 'پطرس کے مضامین'؛ لقب 'مزاج نگاروں کا شہزادہ'۔
- مضمون کے چھ مراحل: درخواست، تین بچے جگنا و غصہ، شام کی شرمندگی، بے سود تیاری، دوسری درخواست و مبہم نتیجہ، نماز کا بہانہ۔
- پہلی جگ تین بچے، دوسری جگ پانچ بچے، معمول کے مطابق بیداری دس بجے۔
- مرکزی خیال: نیک ارادوں کے ڈھونگ کے ذریعے اصل محنت سے بچنے کی انسانی کمزوری پر لطیف طنز۔
- اصطلاحات: مزاحیہ مضمون، طنز و مزاح، شخصی مضمون، مبالغہ آرائی، خود احتسابی۔

امتحانی نکات

- مضمون کے خلاصے کے لیے چھ مراحل کو ترتیب وار مختصر جملوں میں یاد رکھیں۔
- پطرس بخاری کی اہم تاریخیں (پیدائش، وفات) اور منصب (ڈائریکٹر جنرل، مستقل مندوب) الگ سے یاد رکھیں۔
- 'پطرس کے مضامین' کا نام اور اس کی صنف (مزاحیہ مضامین) امتحان میں اکثر پوچھی جاتی ہے۔
- مضمون کی اصطلاحات (مزاحیہ مضمون، طنز و مزاح، مبالغہ آرائی) کی تعریفیں مثال کے ساتھ یاد رکھیں۔



• اہم الفاظ کے معنی (خدائی فوج دار، ہم خرما و ہم ثواب وغیرہ) یاد رکھیں کیونکہ یہ سیاق و سباق کے سوالات میں پوچھے جاسکتے ہیں۔



سبق 8: دوستی کا پھل (Dosti Ka Phal (Shafi Aqeel))

یہ نوٹس پنجاب بورڈ کے تحت جماعت دہم کی کتاب اردو (لازمی) کے آٹھویں سبق 'دوستی کا پھل' پر مبنی ہیں، جو معروف محقق اور لوک ادب کے ماہر شفیع عقیل کی کتاب 'پنجابی لوک داستانیں' سے ماخوذ ایک پنجابی لوک داستان ہے۔

یہ نوٹس امتحانی پرچے کی ساخت کے مطابق تیار کیے گئے ہیں: ان میں واقعہ وار خلاصہ، مرکزی خیال، اہم الفاظ کے معنی اور مختصر و تفصیلی سوالات شامل ہیں۔ نوٹس Freebooks.pk نے تیار کیے ہیں۔

مصنف کا تعارف

شفیع عقیل کا خاندانی نام محمد شفیع تھا، جب کہ وہ ادبی دنیا میں 'شفیع عقیل' کے قلمی نام سے مشہور ہوئے (بعض تحریروں میں 'شین' - 'سین' کے نام سے بھی لکھتے رہے)۔ وہ 1930ء میں لاہور کے نواحی علاقے میں پیدا ہوئے اور ابتدائی زمانہ دھرم پورہ (حال مصطفی آباد) میں گزارا۔ باقاعدہ اسکولی تعلیم حاصل نہ کر سکے، البتہ بعد میں منشی فاضل اور ادیب فاضل کے امتحانات پاس کیے۔

1950ء میں کراچی آگئے، جہاں صحافت سے وابستہ ہو کر روزنامہ 'جنگ' سے منسلک ہوئے اور کئی دہائیوں تک اس کے ادبی و فنی صفحات سے جڑے رہے۔ 1951ء میں بچوں کے میگزین 'بھائی جان' کے ایڈیٹر بنے، اور مشہور مزاحیہ شاعر و صحافی مجید لاہوری کے رسالے 'نمکدان' کے مدیر معاون بھی رہے۔ 1972ء سے 1982ء تک ہفت روزہ 'اخبار جہاں' کے ایڈیٹر رہے۔

شفیع عقیل نے دنیا بھر کے سفر کیے اور سفرنامے بھی لکھے، لیکن جس موضوع میں انھیں خاص مہارت حاصل تھی وہ لوک کہانیاں تھیں۔ انھوں نے دنیا کے مختلف ممالک کی لوک کہانیوں کا اردو میں ترجمہ کیا اور خاص طور پر پنجاب کی لوک داستانوں، لوک کہانیوں اور حکایتوں پر متعدد کتابیں مرتب کیں، جن میں 'پنجابی لوک داستانیں' خاص شہرت رکھتی ہے۔ وہ ایک اچھے مترجم ہونے کے ساتھ ساتھ شاعر، نقاد اور سفرنامہ نگار بھی تھے۔ ان کا انتقال 2013ء میں کراچی میں ہوا۔



قواعد کے اہم نکات

حروفِ تاکید

وہ حروف جو کلام میں زور پیدا کرنے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔ جیسے: ضرور بالضرور، بالکل، ہرگز، مطلق۔
مثال: 'یہ بات بالکل درست ہے۔'

حروفِ شرط و جزا

وہ حروف جو کسی عمل کو دوسرے عمل سے مشروط کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ مثال: 'اگر وہ محنت کرتا تو کامیاب ہو جاتا۔' یہاں 'اگر' حرفِ شرط اور 'تو' حرفِ جزا ہے۔

حروفِ اضراب

وہ حروف جو کسی بات کو رد کر کے یا ترقی دے کر اعلیٰ کو ادنیٰ یا ادنیٰ کو اعلیٰ بنانے میں استعمال ہوتے ہیں۔ مثال: 'وہ اس کا بیٹا ہی نہیں، بلکہ شاگرد بھی ہے۔' یہاں 'بلکہ' حرفِ اضراب ہے۔

حروفِ تردید

وہ حروف جو دو باتوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کے موقع پر ادا کیے جاتے ہیں۔ جیسے: یا کہ، خواہ، چاہے۔
مثال: 'اچھا ہو یا کہ برا، اپنا ہو یا بیگانہ۔'

حرفِ بیان

وہ حرف جو کسی بات کی وضاحت کے لیے استعمال ہو، عموماً 'کہ' کی صورت میں۔ مثال: 'اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ حق بات نہ چھپاؤ۔'

تلخیص نگاری

کسی عبارت یا اقتباس کو مختصر اور جامع انداز میں، اصل عبارت کے تقریباً ایک تہائی حصے میں، اہم نکات برقرار رکھتے ہوئے اور غیر ضروری باتیں حذف کرتے ہوئے دوبارہ لکھنے کا فن۔

سبق کا تعارف

زیر نصاب لوک داستان 'دوستی کا پھل' میں شفیع عقیل نے دوستی کے موضوع کو جانوروں اور پرندوں کی زبانی ایک علامتی انداز میں پیش کیا ہے۔ کہانی بتاتی ہے کہ دوستی اور اتحاد سے بڑے سے بڑے دشمن کو بھی شکست دی جاسکتی ہے۔



واقعہ وار خلاصہ

کبوتری کی فکر اور دوستی کی تجویز

ایک جنگل میں ایک کبوتر اور کبوتری امن سے رہتے تھے۔ جب کبوتری نے انڈے دیے تو اسے ہر وقت ان کی حفاظت کی فکر رہنے لگی۔ اس نے کبوتر کو سمجھایا کہ مصیبت کے وقت کام آنے کے لیے انھیں کوئی سچا دوست بنانا چاہیے، چاہے وہ اپنی برادری کا نہ بھی ہو۔

گدھوں سے دوستی

کبوتری کے سمجھانے پر کبوتر ہچکچاتے ہوئے قریبی درخت پر رہنے والے گدھوں کے جوڑے کے پاس گیا۔ گدھ نے بھی خوشی سے دوستی کی پیشکش قبول کر لی اور دونوں پڑوسی آج سے دوست بن گئے۔

سانپ سے دوستی

گدھ کی تجویز پر کبوتر اور گدھ ایک قریبی درخت کی کھوہ میں رہنے والے سانپ کے پاس گئے۔ اگرچہ تینوں مختلف برادریوں سے تھے، مگر سانپ نے مشکل وقت میں ایک دوسرے کے کام آنے کے وعدے پر دوستی قبول کر لی۔

شکاری کا خطرہ

برسوں بعد کبوتری کے انڈوں کی جگہ ننھے بچوں نے لے لی۔ ایک شکاری، جسے دن بھر کوئی شکار نہ ملا تھا، اسی درخت کے نیچے آکا اور گھونسلا دیکھ کر رات کے اندھیرے میں چڑھنے کے لیے آگ جلا کر تیاری کرنے لگا۔

پانی سے آگ بجھانا

کبوتر اور کبوتری نے پہلے خود کوشش کی اور دریا سے اپنے پروں میں پانی بھر کر بار بار آگ پر چھڑکا۔ شکاری نے دو بار آگ دوبارہ جلائی، مگر ہر بار بجھ گئی۔ تیسری بار بڑی لکڑیوں سے جلائی گئی آگ بجھانا ان کے بس سے باہر ہوا تو انھوں نے گدھ دوستوں کو بلایا، جنھوں نے اپنے بڑے پروں سے پانی لا کر آگ بجھا دی۔



سانپ کی مدد اور شکاری کی پسپائی

تھک ہار کر شکاری نے رات وہیں گزارنے اور صبح گھونسلانکا لے کر ارادہ کیا۔ کبوتر اور گدھ نے رات کو سانپ سے مدد مانگی، جس نے یقین دلایا کہ وہ صبح خود انتظام کرے گا۔ صبح جب شکاری درخت پر چڑھنے آیا تو اس نے ایک بہت بڑا سانپ تنے کے گرد لپٹا اور پھنکارتا دیکھا۔ خوف زدہ ہو کر وہ سامان چھوڑ کر بھاگ گیا اور پھر کبھی واپس نہ آیا۔

مرکزی خیال

اس لوک داستان کا مرکزی خیال یہ ہے کہ دوستی اور اتحاد میں بڑی طاقت ہوتی ہے۔ مختلف برادریوں اور فطرتوں کے ہونے کے باوجود، سچے دوست مشکل وقت میں ایک دوسرے کے کام آتے ہیں اور مل کر بڑے سے بڑے خطرے کو بھی ٹال سکتے ہیں۔ کہانی یہ بھی سکھاتی ہے کہ مدد مانگنے سے پہلے خود کوشش کرنی چاہیے، اور دوستی کا اصل امتحان مشکل وقت ہی میں ہوتا ہے۔

اہم الفاظ کے معنی

گھونسلانکا

پرنندوں کا رہنے کا آشیانہ جو وہ تنکوں سے بناتے ہیں۔

خجیدگی

ہلکی اداسی یا رنجیدگی۔

آؤ دیکھانہ تاؤ

بغیر سوچے سمجھے، فوراً۔

حواس باختہ ہونا

ہوش و حواس کھو بیٹھنا، بہت گھبرا جانا۔

بھاڑ میں جانا

(محاورتاً) کسی چیز کی بالکل پروانہ کرنا، اسے نظر انداز کر دینا۔



الاؤ

لکڑیوں وغیرہ کی جلانی گئی بڑی آگ۔

ثابت قدم رہنا

مشکل وقت میں بھی اپنے وعدے یا موقف پر قائم رہنا۔

تدبیر

کسی مسئلے کے حل کے لیے سوچی گئی ترکیب یا منصوبہ۔

برادری

ذات یا قبیلہ، ہم نسل و ہم قوم لوگوں کا گروہ۔

لوک داستان

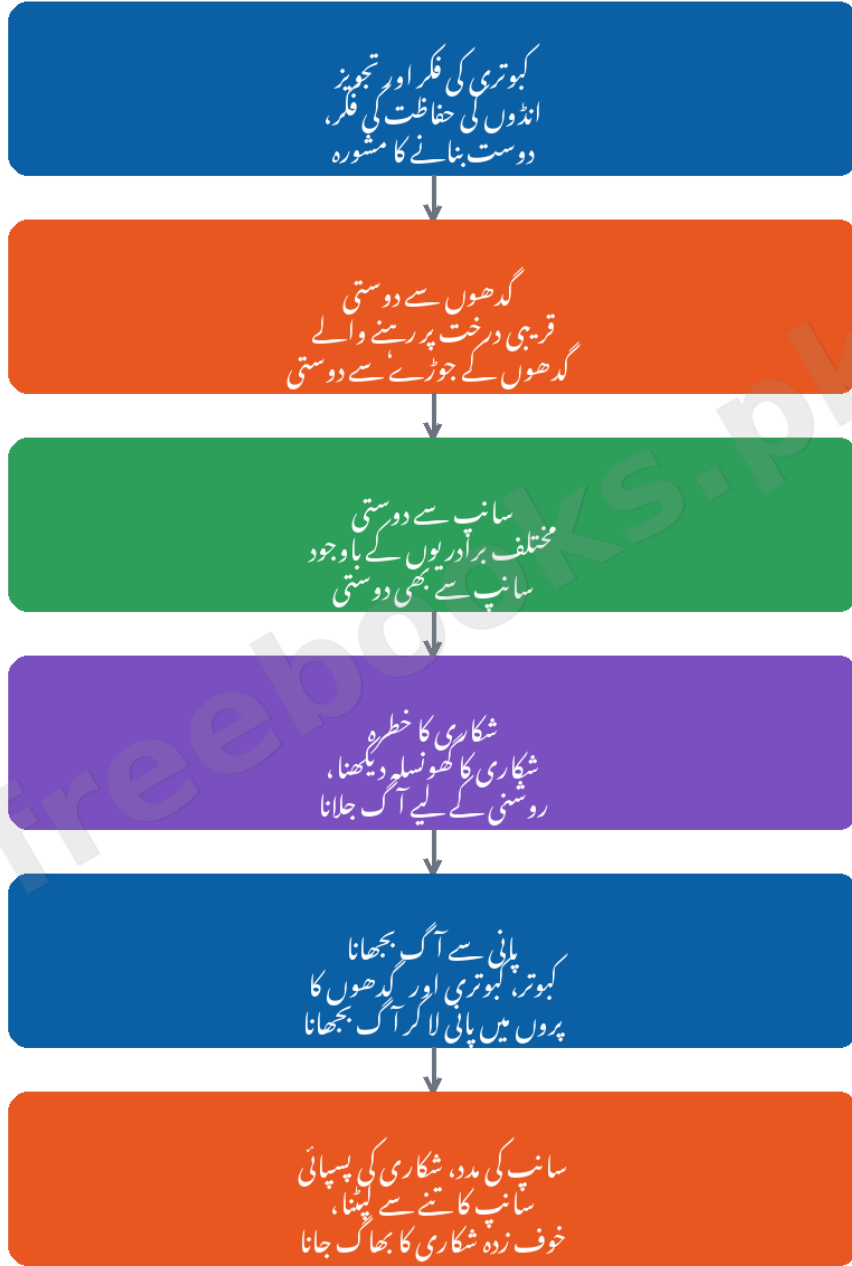
عوامی روایت میں نسل در نسل زبانی طور پر منتقل ہونے والی کہانی۔

خاکہ

دوستی کا بھل: کہانی کے اہم مراحل: ایک خاکہ جو لوک داستان میں بیان کیے گئے چھ اہم مراحل کا خلاصہ دکھاتا ہے۔



دوستی کا پھل: کہانی کے اہم مراحل



دوستی کا پھل: کہانی کے اہم مراحل

مختصر سوالات و جوابات

کبوتری کو ہر وقت کس بات کی فکر رہتی تھی؟
اپنے انڈوں اور بچوں کی حفاظت کی۔



کبوتری نے اکیلے پن کا احساس ختم کرنے کے لیے کیا مشورہ دیا؟
کوئی سچا دوست بنانے کا، چاہے وہ اپنی برادری کا نہ بھی ہو۔

کبوتر کی دوستی سب سے پہلے کس سے ہوتی؟
قریبی درخت پر رہنے والے گدھوں کے جوڑے سے۔

تیسرا دوست کون بنا؟
درخت کی کھوہ میں رہنے والا سانپ۔

شکاری نے درخت پر چڑھنے کے لیے کیا تدبیر کی؟
روشنی حاصل کرنے کے لیے آگ جلائی۔

کبوتر اور کبوتری نے شکاری کی آگ کیسے بجھائی؟
دریا سے اپنے پروں میں پانی بھر کر بار بار آگ پر چھڑکا۔

صبح شکاری نے درخت کے گرد کیا دیکھا؟
ایک بہت بڑا سانپ تنے کے گرد لپٹا اور پھنکارتا ہوا۔

کہانی کا اخلاقی سبق کیا ہے؟
دوستی اور اتحاد سے بڑے سے بڑے دشمن کو بھی شکست دی جا سکتی ہے۔

تفصیلی سوالات و جوابات

‘دوستی کا پھل’ کا خلاصہ اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔
کہانی کا آغاز کیسے ہوتا ہے؟

کبوتری اپنے انڈوں کی حفاظت کے لیے فکر مند ہو کر کبوتر کو دوست بنانے کا مشورہ دیتی ہے۔
دوستی کا دائرہ کیسے بڑھا؟

پہلے گدھوں کے جوڑے سے، پھر ان کی تجویز پر سانپ سے بھی دوستی ہو گئی۔



خطرہ کیسے پیدا ہوا؟

ایک شکاری نے ان کے گھونسلے کو دیکھ لیا اور رات کو آگ جلا کر درخت پر چڑھنے کی تیاری کی۔
خطرہ کیسے ٹلا؟

کبوتر، کبوتری اور گدھوں نے مل کر آگ بجھائی، اور آخر میں سانپ نے درخت کے گرد لپٹ کر شکاری کو ڈرا کر بھگا دیا۔

‘دوستی کا پھل’ کے کرداروں اور اس کے اخلاقی سبق پر روشنی ڈالیں۔
کہانی کے مرکزی کردار کون سے ہیں؟

کبوتر اور کبوتری، گدھوں کا جوڑا، ایک سانپ، اور ایک شکاری۔
کبوتری کا کردار کیسا پیش کیا گیا ہے؟

وہ دور اندیش اور سمجھ دار ہے۔ دوستی بنانے کی تجویز بھی دیتی ہے اور مشکل میں پہلے خود کوشش کرنے کا مشورہ بھی۔

گدھ اور سانپ نے دوستی کیسے نبھائی؟

دونوں نے مشکل وقت میں فوراً مدد کی۔ گدھوں نے آگ بجھانے میں مدد دی اور سانپ نے شکاری کو ڈرا کر بھگا دیا۔

کہانی سے کیا سبق ملتا ہے؟

یہ کہ سچی دوستی اور اتحاد سے، برادری کے فرق کے باوجود، بڑے سے بڑے خطرے کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔

معروضی سوالات (MCQs)

‘دوستی کا پھل’ کس صنف کی تحریر ہے؟ (الف) افسانہ (ب) لوک داستان (ج) سوانح (د) مضمون
درست جواب: (ب) لوک داستان۔ یہ ایک لوک داستان ہے جو پنجابی لوک ادب سے ماخوذ ہے۔



یہ کہانی کس کتاب سے لی گئی ہے؟ (الف) پنجابی لوک داستانیں (ب) پطرس کے مضامین (ج) سفرِ مینا (د) پریم چالیسی

درست جواب: (الف) پنجابی لوک داستانیں۔ یہ کہانی شفیع عقیل کی کتاب 'پنجابی لوک داستانیں' سے لی گئی ہے۔

شفیع عقیل کا خاندانی نام کیا تھا؟ (الف) محمد شفیع (ب) شفیع عقیل (ج) شین سین (د) محمد شریف

درست جواب: (الف) محمد شفیع۔ ان کا خاندانی نام محمد شفیع تھا، 'شفیع عقیل' ان کا قلمی نام تھا۔

شفیع عقیل نے کس میگزین کی ادارت کی؟ (الف) بچوں کے میگزین 'بھائی جان' (ب) سیاسی رسالہ (ج) فلمی رسالہ (د) کھیلوں کا رسالہ

درست جواب: (الف) بچوں کے میگزین 'بھائی جان'۔ وہ بچوں کے میگزین 'بھائی جان' کے ایڈیٹر رہے۔

شفیع عقیل کس موضوع میں خاص مہارت رکھتے تھے؟ (الف) شاعری (ب) لوک کہانیاں (ج) تاریخ (د) فلسفہ

درست جواب: (ب) لوک کہانیاں۔ انھیں لوک کہانیاں جمع کرنے اور مرتب کرنے میں خاص مہارت حاصل تھی۔

کبوتر نے سب سے پہلے کس سے دوستی کی؟ (الف) سانپ سے (ب) گدھوں سے (ج) شکاری سے (د) ہرن سے

درست جواب: (ب) گدھوں سے۔ پہلے قریبی درخت پر رہنے والے گدھوں کے جوڑے سے دوستی ہوئی۔

تیسرا دوست کون بنا؟ (الف) ہرن (ب) سانپ (ج) لومڑی (د) طوطا

درست جواب: (ب) سانپ۔ تیسرا دوست ایک سانپ تھا جو قریبی درخت کی کھوہ میں رہتا تھا۔

شکاری نے آگ کیوں جلائی؟ (الف) کھانا پکانے کے لیے (ب) روشنی حاصل کر کے گھونسلہ ڈھونڈنے کے لیے (ج) سردی سے بچنے کے لیے (د) جانوروں کو ڈرانے کے لیے

درست جواب: (ب) روشنی حاصل کر کے گھونسلہ ڈھونڈنے کے لیے۔ اس نے اندھیرے میں گھونسلہ تلاش کرنے کے لیے روشنی کے طور پر آگ جلائی۔

صبح شکاری کو درخت پر کیا نظر آیا جس سے وہ خوف زدہ ہو کر بھاگا؟ (الف) شیر (ب) بہت بڑا سانپ (ج) آندھی (د) دوسرا شکاری



درست جواب: (ب) بہت بڑا سانپ۔ درخت کے تنے کے گرد ایک بہت بڑا سانپ لپٹا اور پھنکار رہا تھا۔
 کہانی کا مرکزی پیغام کیا ہے؟ (الف) دولت کی اہمیت (ب) دوستی اور اتحاد کی طاقت (ج) تنہائی کے فوائد (د) شکار کے آداب
 درست جواب: (ب) دوستی اور اتحاد کی طاقت۔ کہانی سکھاتی ہے کہ دوستی اور اتحاد سے بڑے سے بڑے دشمن کو بھی شکست دی جا سکتی ہے۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

- شفیع عقیل (1930ء-2013ء، اصل نام محمد شفیع): لوک ادب کے ماہر، مرتبہ پنجابی لوک داستانیں، صحافی و مدیر (روزنامہ جنگ، بھائی جان، اخبار جہاں)۔
- 'دوستی کا پھل' ایک پنجابی لوک داستان ہے جس میں کبوتر، کبوتری، گدھ اور سانپ کی دوستی بیان کی گئی ہے۔
- کہانی کے چھ مراحل: فکر و تجویز، گدھوں سے دوستی، سانپ سے دوستی، شکاری کا خطرہ، پانی سے آگ بجھانا، سانپ کی مدد سے شکاری کی پسپائی۔
- مرکزی خیال: دوستی اور اتحاد سے بڑے سے بڑے دشمن کو بھی شکست دی جا سکتی ہے۔
- قواعد: حروفِ تاکید، شرط و جزا، اضراب، تردید اور حرفِ بیان کی تعریفیں اور مثالیں یاد رکھیں۔
- تلخیص نگاری: اصل عبارت کے تقریباً ایک تہائی حصے میں، اہم نکات کے ساتھ مختصر تحریر کا فن۔

امتحانی نکات

- کہانی کے خلاصے کے لیے چھ مراحل کو ترتیب وار مختصر جملوں میں یاد رکھیں۔
- شفیع عقیل کی اہم تاریخیں اور ادارتی خدمات (بھائی جان، اخبار جہاں) الگ سے یاد رکھیں۔
- 'دوستی کا پھل' کا ماخذ (پنجابی لوک داستانیں) اور اس کی صنف (لوک داستان) امتحان میں اکثر پوچھی جاتی ہے۔
- حروف کی پانچوں اقسام (تاکید، شرط و جزا، اضراب، تردید، بیان) کو مثالوں کے ساتھ یاد رکھیں۔
- تلخیص نگاری کا اصول (اصل عبارت کا تقریباً ایک تہائی حصہ) امتحان میں پوچھا جا سکتا ہے۔



سبق 9: میرا گاؤں (Mera Ganv (Syed Ghulam-us-Saqlain Naqvi))

یہ نوٹس پنجاب بورڈ کے تحت جماعت دہم کی کتاب اردو (لازمی) کے نویں سبق 'میرا گاؤں' پر مبنی ہیں، جو سید غلام الثقلین نقوی کے اسی نام کے مشہور ناول سے لیا گیا ایک اقتباس ہے۔

یہ نوٹس امتحانی پرچے کی ساخت کے مطابق تیار کیے گئے ہیں: ان میں واقعہ وار خلاصہ، مرکزی خیال، اہم الفاظ کے معنی اور مختصر و تفصیلی سوالات شامل ہیں۔ نوٹس Freebooks.pk نے تیار کیے ہیں۔

مصنف کا تعارف

سید غلام الثقلین نقوی 12 مارچ 1922ء کو مقبوضہ کشمیر کے علاقے راجوری کے گاؤں 'چوکی ہنڈن' میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد سید امیر علی شاہ نے کچھ عرصہ ریاست جموں و کشمیر کے محکمہ مال میں ملازمت کی، جب کہ باقی زندگی درس و تدریس میں گزاری۔

ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی، مرے کالج سیال کوٹ سے انٹرمیڈیٹ کیا اور بعد ازاں بی اے اور بی ٹی کے امتحانات پاس کر کے ہائی اسکول میں تدریس کا آغاز کیا۔ 1950ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اردو کیا۔ بطور لیکچرر گورنمنٹ کالج جھنگ میں تقرر ہوا، کچھ عرصہ بہاول نگر میں بھی پڑھایا، اور 1968ء میں سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور تبادلوں ہوا، جہاں سے 1983ء میں اسسٹنٹ پروفیسر کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے۔

انہیں افسانوی ادب سے خاص لگاؤ تھا۔ ان کا پہلا افسانہ 'سانڈنی سوار' کالج میگزین میں شائع ہوا۔ افسانوں کے علاوہ کئی یادگار ناول بھی لکھے، جن میں 'میرا گاؤں' (جس کا چینی زبان میں بھی ترجمہ ہوا) خاص طور پر مشہور ہوا۔ ان کے افسانوی مجموعوں میں 'دھوپ کا سایہ'، 'سرگوشی'، 'لمحے کی دیوار' اور 'نغمہ اور آگ' شامل ہیں، جب کہ 'ایک طرف تماشا ہے' کے نام سے مزاحیہ مضامین کا مجموعہ بھی چھپا۔ 6 اپریل 2002ء کو لاہور میں وفات پائی، اور اپنے آبائی گاؤں بھرتھ میں سپرد خاک ہوئے۔

اہم اصطلاحات

ناول کیا ہے؟



ناول وہ کہانی ہے جس کی بنیاد حقیقی زندگی پر ہوتی ہے، اور جس میں زندگی کا کوئی خاص دور اپنی تمام جزئیات کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔

ناول کی صنف کی ابتدا

ناول کی صنف مغرب سے اردو ادب میں متعارف ہوئی۔ اس سے پہلے داستان اور حکایت کا چلن عام تھا۔

ناول کا موضوعاتی دائرہ

ناول نے زندگی کے سماجی، سیاسی، تاریخی اور نفسیاتی پہلوؤں کو کامیابی سے پیش کیا ہے۔

ناول کا پلاٹ

ناول کے پلاٹ (ترتیبِ واقعات) کے بہاؤ میں ایک فطری تسلسل پایا جاتا ہے۔

ناول کے کردار

ناول کے کردار گوشت پوست کے حقیقی انسان ہوتے ہیں، جن میں خوبیوں کے ساتھ خامیاں بھی موجود ہوتی ہیں؛ ان کے مکالمے ان کے مقام، تعلیم اور پیشے سے ہم آہنگ ہونے چاہئیں۔

سبق کا تعارف

زیرِ نصاب اقتباس ناول 'میرا گاؤں' سے لیا گیا ہے، جس میں گاؤں چک مراد کی کہانی مرکزی کردار 'ماہنے' (عبدالرحمان) کی زبانی بیان کی گئی ہے۔ یہ اقتباس 1965ء کی پاک بھارت جنگ کے بعد تاشقند معاہدے اور جنگ سے تباہ حال گاؤں کی واپسی کا احوال پیش کرتا ہے۔

واقعہ وار خلاصہ

تاشقند معاہدہ اور گاؤں میں تبصرہ

پناہ گزین کیمپ میں مقیم اہل گاؤں کو تاشقند معاہدے کی خبر ملتی ہے، جو روس کی ثالثی سے طے پایا تھا۔ کچھ لوگ اسے فائدہ مند سمجھتے ہیں تو کچھ اسے جیتی ہوئی جنگ ہارنے کے مترادف قرار دیتے ہیں۔ ماہنے اسے گاؤں کے 'چودھری' سے اپنے مقابلے سے تشبیہ دیتا ہے، جو زمین اور اثر و رسوخ کی بنا پر ہر شکست کے بعد بھی جیت جاتا ہے۔



واپسی کا فیصلہ

جب دونوں ممالک کی فوجیں ایک دوسرے کا علاقہ خالی کرنے لگتی ہیں اور واپسی کا اعلان ہوتا ہے، تو ماہنے کا باپ فیصلہ کرتا ہے کہ عورتوں اور بچوں کو فی الحال محفوظ رشتے داروں کے پاس چھوڑ کر وہ خود باپ بیٹا پہلے جا کر گاؤں کے حالات دیکھیں گے۔

ویران راستے اور تباہی کے آثار

تانگے پر گاؤں کی طرف سفر کرتے ہوئے کٹے ہوئے درختوں کے ٹھنڈے گڑھوں بھری سڑک اور غائب بجلی کے کھمبے جنگ کی تباہی کے آثار ظاہر کرتے ہیں۔ زمین پر قدم رکھتے ہی ماہنے کے دل میں سوال اٹھتا ہے کہ دشمن نے اپنے ہی جیسے انسانوں کی بستی کے ساتھ ایسا سلوک کیوں کیا۔

تباہ حال گاؤں

گاؤں پہنچ کر وہ دیکھتے ہیں کہ گھروں کی چھتیں، دروازے، کھڑکیاں اور اینٹیں تک غائب ہیں۔ صرف بنیادیں باقی رہ گئی ہیں۔ باپ ماہنے سے پوچھتا ہے کہ ان کی بستی پر یہ عذاب کیوں نازل ہوا۔ اسی وقت مسجد سے اذان کی آواز آتی ہے اور کھنڈروں سے لوگ نکل آتے ہیں، جن میں بابا حیات بھی شامل ہیں جو انہیں گلے لگاتے ہیں۔

عذاب یا آزمائش کی بحث

نماز کے بعد مولوی صاحب کہتے ہیں کہ انسان عذاب سے غافل رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اچانک آلیتا ہے۔ باپ پوچھتا ہے کہ کیا یہ ان کے گناہوں کی سزا ہے۔ چودھری حیات اختلاف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ عذاب نہیں بلکہ آزمائش ہے، کیونکہ ان کا ایمان اب بھی زندہ ہے۔

زندگی کی امید کی علامت

چودھری حیات بیان کرتے ہیں کہ اپنے ویران کنویں پر پہنچ کر وہ مایوس ہو چکے تھے، مگر جب ایک چڑیا واحد باقی بچے پودے کی ٹہنی پر آ بیٹھی اور چوں چوں کی، تو ایک لمحے میں ان کے تخیل میں پورا گاؤں، کھیت اور کنواں دوبارہ آباد ہو گئے۔ مولوی صاحب اسے جاگتی آنکھوں کا خواب کہتے ہیں، مگر تسلیم کر لیتے ہیں کہ زندہ ایمان کی موجودگی میں یہ عذاب نہیں، آزمائش ہی ہے۔



مرکزی خیال

اس اقتباس کا مرکزی خیال یہ ہے کہ جنگ انسان کو بہت کچھ دیتی نہیں بلکہ چھین لیتی ہے۔ گھر، فصلیں، عزتیں اور سکون۔ اس کے باوجود یہ سبق سکھاتا ہے کہ تباہی کو عذاب کی بجائے آزمائش سمجھ کر، زندہ ایمان اور امید کے سہارے، انسان دوبارہ زندگی کی تعمیر کر سکتا ہے۔ جیسا کہ ایک چھوٹی سی چڑیا اور ایک باقی بچا پودا بھی امید کو زندہ رکھنے کے لیے کافی ہو جاتے ہیں۔

اہم الفاظ کے معنی

مریل

کمزور اور دبلا (پودا، جانور وغیرہ)۔

عذاب

سخت سزا یا مصیبت، اللہ کی طرف سے نازل ہونے والی سزا۔

آزمائش

امتحان یا کڑا وقت جو انسان کے صبر و ایمان کو جانچے۔

اثر و رسوخ

کسی کا سماجی و سیاسی دباؤ، رسائی اور طاقت۔

سنسان

ویران، جہاں کوئی انسان یا آبادی نہ ہو۔

مورچا

جنگ میں فوج کے چھپنے یا حملہ کرنے کی جگہ۔

کھنڈرات

تباہ شدہ عمارتوں یا بستیوں کی باقیات۔

استقبال

کسی کے آنے پر خوش آمدید کہنا، خیر مقدم۔



سرینچ

گاؤں کے جھگڑوں میں فیصلہ کرنے کے لیے مقرر کیا گیا ثالث یا منصف۔

ذیل دار

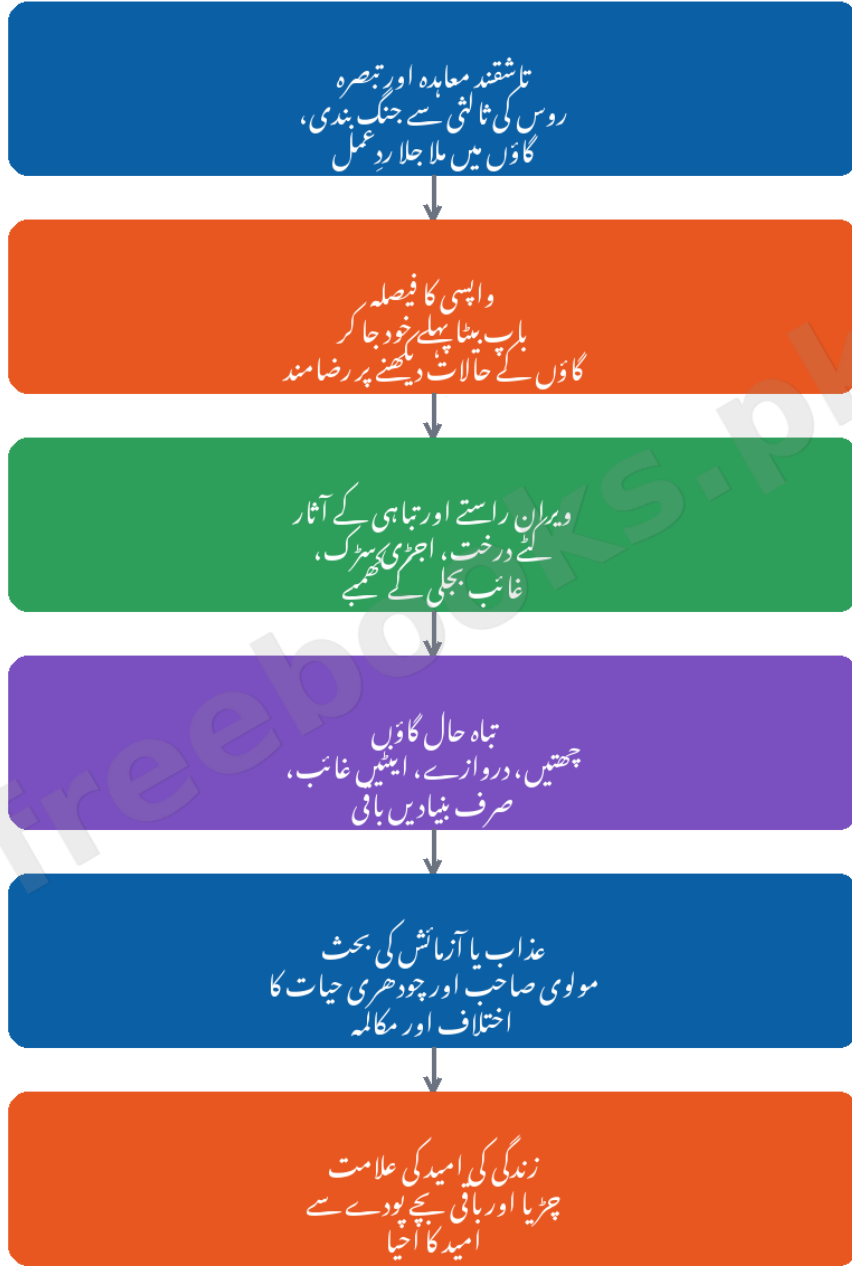
انگریز دور کے مقامی نظم و نسق میں ایک منصب دار، علاقے کا نمائندہ زمین دار۔

خاکہ

میرا گاؤں: اقتباس کے اہم مراحل: ایک خاکہ جو ناول کے اقتباس میں بیان کیے گئے چھ اہم مراحل کا خلاصہ دکھاتا ہے۔



میرا گاؤں: اقتباس کے اہم مراحل



میرا گاؤں: اقتباس کے اہم مراحل

مختصر سوالات و جوابات

تاشقند معاہدہ کن دو ملکوں کے درمیان اور کس ملک کی ثالثی سے ہوا؟
پاکستان اور بھارت کے درمیان، روس کی ثالثی سے۔



لوگوں کے مطابق چودھری ہر شکست کے بعد کیوں جیت جاتا تھا؟
اس کے پاس زیادہ زمین، اثر و رسوخ اور بااثر رشتے داریاں تھیں۔

ماہنے کا باپ گاؤں واپسی پر عورتوں اور بچوں کو ساتھ کیوں نہ لے گیا؟
پہلے خود جا کر حالات دیکھنا چاہتا تھا، بعد میں انھیں بلانے کا ارادہ تھا۔

گاؤں جاتے راستے میں جنگ کی تباہی کی کیا نشانیاں نظر آئیں؟
کٹے ہوئے درخت، گڑھوں والی سڑک اور غائب بجلی کے گھمبے۔

گاؤں پہنچ کر ماہنے اور اس کے باپ نے کیا حالت دیکھی؟
مکانوں کی چھتیں، دروازے اور اینٹیں تک غائب تھیں، صرف بنیادیں باقی تھیں۔

اذان کی آواز پر لوگوں کا کیا ردِ عمل ہوا؟
کھنڈروں سے لوگ نکل آئے اور بابا حیات نے ماہنے اور اس کے باپ کو گلے لگایا۔

چودھری حیات کے نزدیک یہ تباہی عذاب کیوں نہیں بلکہ آزمائش تھی؟
کیونکہ ان کا ایمان زندہ تھا؛ اگر یہ عذاب ہوتا تو ایمان بھی کھنڈر ہو چکا ہوتا۔

چودھری حیات نے اپنے کنویں پر کیا محسوس کیا؟
ایک چڑیا کو دیکھ کر ان کے تخیل میں گاؤں دوبارہ آباد اور زندہ نظر آیا۔

تفصیلی سوالات و جوابات

سبق 'میرا گاؤں' کا خلاصہ اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔

تاشقند معاہدے پر گاؤں کا ردِ عمل کیا تھا؟

کچھ لوگ اسے فائدہ مند سمجھتے تھے، جب کہ کچھ اسے جیتی ہوئی جنگ ہارنے کے مترادف قرار دیتے تھے۔

گاؤں واپسی کا سفر کیسا رہا؟

ماہنے اور اس کا باپ تانگے پر گاؤں کی طرف روانہ ہوئے اور راستے میں جنگ کی تباہی کے آثار دیکھے۔



گاؤں کی تباہ حالی کیسی تھی؟

گھروں کی چھتیں، دروازے اور اینٹیں تک غائب تھیں، اور صرف بنیادیں باقی رہ گئی تھیں۔

مسجد میں ہونے والی گفتگو کا نتیجہ کیا نکلا؟

مولوی صاحب اور چودھری حیات نے مل کر طے کیا کہ یہ عذاب نہیں بلکہ ان کے زندہ ایمان کی آزمائش ہے۔

ناول 'میرا گاؤں' اور اس کے مصنف سید غلام الثقلین نقوی کا تعارف پیش کریں۔

سید غلام الثقلین نقوی کے ابتدائی حالات و تعلیم کیا تھے؟

وہ 1922ء میں مقبوضہ کشمیر کے گاؤں چوکی ہنڈن میں پیدا ہوئے اور 1950ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اردو کیا۔

ان کی ادبی زندگی کا آغاز کیسے ہوا؟

ان کا پہلا افسانہ 'سانڈنی سوار' کلج میگزین میں شائع ہوا، جس کے بعد انھوں نے کئی ناول اور افسانوی مجموعے تحریر کیے۔

ناول 'میرا گاؤں' کا موضوع کیا ہے؟

اس میں سیال کوٹ کے قریب واقع گاؤں چک مراد کی تاریخ اور 1965ء کی جنگ کے اثرات کو مرکزی کردار ماہنے کی زبانی بیان کیا گیا ہے۔

ناول نگاری کی نمایاں خصوصیات کیا ہیں؟

ناول کا پلاٹ فطری تسلسل رکھتا ہے اور اس کے کردار حقیقی انسانوں کی طرح خوبیوں اور خامیوں کے ساتھ پیش کیے جاتے ہیں۔



معروضی سوالات (MCQs)

سید غلام الثقلین نقوی کہاں پیدا ہوئے؟ (الف) پشاور (ب) مقبوضہ کشمیر کے گاؤں چوکی ہنڈن (ج) لاہور (د) سیال کوٹ

درست جواب: (ب) مقبوضہ کشمیر کے گاؤں چوکی ہنڈن۔ وہ 1922ء میں مقبوضہ کشمیر کے گاؤں چوکی ہنڈن میں پیدا ہوئے۔

انھوں نے ایم اے اردو کہاں سے کیا؟ (الف) پنجاب یونیورسٹی (ب) جامعہ کراچی (ج) علی گڑھ یونیورسٹی (د) جامعہ پشاور

درست جواب: (الف) پنجاب یونیورسٹی۔ انھوں نے 1950ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اردو کیا۔

وہ کس کالج سے اسسٹنٹ پروفیسر کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے؟ (الف) گورنمنٹ کالج جھنگ (ب) سنٹرل ٹریننگ کالج، لاہور (ج) مرے کالج، سیال کوٹ (د) گورنمنٹ کالج، لاہور

درست جواب: (ب) سنٹرل ٹریننگ کالج، لاہور۔ وہ سنٹرل ٹریننگ کالج، لاہور سے 1983ء میں ریٹائر ہوئے۔

ناول 'میرا گاؤں' میں کس گاؤں کی تاریخ پیش کی گئی ہے؟ (الف) چک مراد (ب) بھرتھ (ج) چوکی ہنڈن (د) سید پور

درست جواب: (الف) چک مراد۔ ناول میں سیال کوٹ کے قریب واقع گاؤں چک مراد کی تاریخ پیش کی گئی ہے۔

ناول کے مرکزی کردار کا نام کیا ہے؟ (الف) چودھری حیات (ب) ماہنے (عبدالرحمان) (ج) مولوی صاحب (د) چودھری موج دین

درست جواب: (ب) ماہنے (عبدالرحمان)۔ ناول کے تمام واقعات مرکزی کردار 'ماہنے' (عبدالرحمان) کی زبانی بیان کیے گئے ہیں۔

تاشقند معاہدہ کس جنگ کے بعد ہوا؟ (الف) 1965ء کی پاک بھارت جنگ (ب) 1948ء کی جنگ (ج) 1971ء کی جنگ (د) کارگل کی جنگ

درست جواب: (الف) 1965ء کی پاک بھارت جنگ۔ یہ معاہدہ 1965ء کی پاک بھارت جنگ کے بعد ہوا۔

لوگوں کے مطابق چودھری ہرہار پر کیوں جیت جاتا تھا؟ (الف) زیادہ زمین اور اثر و رسوخ کی وجہ سے (ب) زیادہ تعلیم کی وجہ سے (ج) زیادہ عمر کی وجہ سے (د) زیادہ دوستوں کی وجہ سے

درست جواب: (الف) زیادہ زمین اور اثر و رسوخ کی وجہ سے۔ اس کے پاس زیادہ زمین اور اثر و رسوخ تھا۔



گاؤں پہنچنے پر اذان کہاں سے سنائی دی؟ (الف) گاؤں کی ٹوٹی پھوٹی مسجد سے (ب) پڑوسی گاؤں سے (ج) ریڈیو سے (د) کسی گھر سے

درست جواب: (الف) گاؤں کی ٹوٹی پھوٹی مسجد سے۔ گاؤں کی ٹوٹی پھوٹی مسجد سے اذان کی آواز آئی۔

چودھری حیات کے مطابق یہ تباہی کیا تھی؟ (الف) عذاب (ب) آزمائش (ج) اتفاق (د) بد قسمتی
درست جواب: (ب) آزمائش۔ چودھری حیات کے نزدیک، زندہ ایمان کے باعث یہ عذاب نہیں بلکہ آزمائش تھی۔

ناول کی صنف اردو ادب میں کہاں سے متعارف ہوئی؟ (الف) عربی ادب سے (ب) مغرب سے (ج) فارسی ادب سے (د) سنسکرت ادب سے
درست جواب: (ب) مغرب سے۔ ناول کی صنف مغرب سے اردو ادب میں متعارف ہوئی۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

- سید غلام الثقلین نقوی (1922ء-2002ء) بنیاداً چوکی ہنڈن (مقبوضہ کشمیر)، ایم اے اردو پنجاب یونیورسٹی (1950ء)، سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور سے ریٹائرمنٹ (1983ء)۔
- اہم تصنیف: ناول 'میرا گاؤں' (چینی زبان میں بھی ترجمہ ہوا)؛ افسانوی مجموعے: دھوپ کا سایہ، سرگوشی، لمحے کی دیوار، نغمہ اور آگ۔
- اقتباس کے چھ مراحل: تاشقند معاہدہ، واپسی کا فیصلہ، ویران راستہ، تباہ حال گاؤں، عذاب و آزمائش کی بحث، امید کی علامت۔
- تاشقند معاہدہ 1965ء کی پاک بھارت جنگ کے بعد روس کی ثالثی سے ہوا۔
- مرکزی خیال: جنگ کی تباہی کو عذاب کی بجائے آزمائش سمجھ کر، زندہ ایمان اور امید سے دوبارہ تعمیر کی جا سکتی ہے۔
- اصطلاحات: ناول کی تعریف، اس کی مغربی ابتدا، پلاٹ اور کردار کی خصوصیات یاد رکھیں۔

امتحانی نکات

- اقتباس کے خلاصے کے لیے چھ مراحل کو ترتیب وار مختصر جملوں میں یاد رکھیں۔
- سید غلام الثقلین نقوی کی اہم تاریخیں اور تصانیف الگ سے یاد رکھیں۔



- 'میرا گاؤں' ناول کا نام، مرکزی کردار (ماہنے) اور گاؤں کا نام (چک مراد) امتحان میں اکثر پوچھے جاتے ہیں۔
- 'عذاب' اور 'آزمائش' کا فرق مثال کے ساتھ یاد رکھیں۔ یہ اکثر تشریحی سوال میں پوچھا جاتا ہے۔
- ناول کی تعریف اور اس کی مغربی ابتدا سے متعلق نکات لفظ بہ لفظ یاد رکھیں۔



سبق 10: بابل کے کھنڈر (Babal ke Khandar (Jameel-ud-Din Aali))

یہ نوٹس پنجاب بورڈ کے تحت جماعت دہم کی کتاب اردو (لازمی) کے دسویں سبق 'بابل کے کھنڈر' پر مبنی ہیں، جو جمیل الدین عالی کے سفر نامے 'دنیا مرے آگے' سے لیا گیا ایک اقتباس ہے۔

یہ نوٹس امتحانی پرچے کی ساخت کے مطابق تیار کیے گئے ہیں: ان میں واقعہ وار خلاصہ، مرکزی خیال، اہم الفاظ کے معنی اور مختصر و تفصیلی سوالات شامل ہیں۔ نوٹس Freebooks.pk نے تیار کیے ہیں۔

مصنف کا تعارف

جمیل الدین عالی کا خاندانی نام مرزا جمیل الدین احمد خاں تھا؛ 'عالی' تخلص کرتے تھے اور اسی نام سے معروف ہوئے۔ 20 جنوری 1925ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ وہ نواب علاء الدین احمد خاں (مرزا غالب کے شاگرد اور قریبی رشتہ دار) کے پوتے اور نواب امیر الدین احمد خاں کے فرزند تھے۔ 1944ء میں اینگلو عربک کالج، دہلی سے بی اے کیا۔ قیام پاکستان کے بعد کراچی آ گئے۔

1951ء میں سی ایس پی (موجودہ سی ایس ایس) کا امتحان پاس کیا اور کئی برس اعلیٰ سرکاری عہدوں پر کام کیا۔ 1967ء سے 1988ء تک نیشنل بینک آف پاکستان کے نائب صدر رہے۔ روزنامہ 'جنگ' میں برسوں کا لم لکھتے رہے، پاکستان رائٹرز گلڈ کے بانیوں میں شامل تھے، اور 1962ء سے طویل عرصے تک انجمن ترقی اردو پاکستان کے اعزازی معتمد رہے۔ اردو سائنس بورڈ، نیشنل بک فاؤنڈیشن اور مقتدرہ قومی زبان کی مجلس انتظامیہ کے رکن بھی رہے، اور 1997ء سے 2003ء تک سینٹ کے ممبر رہے۔

شاعری میں 'غزلیں، دوہے، گیت' اور 'جیوے جیوے پاکستان'، جب کہ نثر میں سفر نامے 'دنیا مرے آگے' اور 'تماشا میرے آگے' خاص طور پر معروف ہیں۔ انھیں 1991ء میں پرائیڈ آف پرفارمنس اور 2004ء میں ہلالِ امتیاز جیسے اعزازات سے نوازا گیا۔ 23 نومبر 2015ء کو کراچی میں وفات پائی۔

اہم اصطلاحات

آپ بیتی



کسی شخص کا اپنی زندگی کے اہم واقعات کو دل چسپ انداز میں خود تحریر کرنا آپ بیتی کہلاتا ہے؛ یہ ہمیشہ متعلقہ شخصیت کی اپنی لکھی ہوتی ہے، کوئی دوسرا شخص نہیں لکھتا۔ اردو کی مشہور آپ بیتوں میں شہاب نامہ، زر گزشت اور مٹی کا دیا شامل ہیں۔

سفر نامہ

وہ تحریر جس میں مصنف کسی سفر کے دوران اپنے مشاہدات اور پیش آنے والے واقعات کو دل چسپ انداز میں پیش کرتا ہے، سفر نامہ کہلاتی ہے۔ ماضی میں سفر نامے صرف جغرافیائی و تاریخی معلومات تک محدود ہوتے تھے، اب ان میں دیگر اصنافِ ادب کے عناصر بھی شامل ہو گئے ہیں۔

یادداشت

کسی طے شدہ معاملے یا معاہدے پر عمل درآمد اور یاد دہانی کی غرض سے خاص نکات پر مبنی تحریر یادداشت کہلاتی ہے۔

معلوماتی رپورٹ

وہ تحریر جو کسی خاص موضوع کے بارے میں دوسروں تک معلومات پہنچانے کے لیے قلم بند کی جائے، معلوماتی رپورٹ کہلاتی ہے۔

سبق کا تعارف

زیرِ نصاب اقتباس جمیل الدین عالی کے سفر نامے 'دنیا مرے آگے' سے لیا گیا ہے، جس میں وہ اپنے ساتھی میر خلیل الرحمن کے ہمراہ عراق کے قدیم شہر بابل کے کھنڈرات کی سیر کا احوال بیان کرتے ہیں، اور بابل کی تاریخ، عروج و زوال اور اس سے جڑی روایات پر روشنی ڈالتے ہیں۔

واقعہ وار خلاصہ

سفر کا آغاز اور راستے کی گفتگو

کوفہ سے بابل کی طرف روانگی ہوتی ہے، جو موٹر سے تقریباً دو گھنٹے اور بغداد سے سینتالیس پچاس میل کے فاصلے پر ہے۔ مصنف اور ان کے ساتھی میر خلیل الرحمن پرانے زمانے کے شاہانہ قافلوں اور آج کے سادہ سفر کا موازنہ کرتے ہیں۔



بابل کی قدامت اور حمورابی کا دور

بابل کی قدامت کے بارے میں کتاب مقدس سے لے کر یونانی سیاح ہیرودوٹس اور جرمن ماہرین آثارِ قدیم تک بے شمار روایتیں ملتی ہیں۔ ہاروت و ماروت کی داستان بیان ہوتی ہے، اور اٹھارھویں صدی قبل مسیح میں حمورابی کی قانون سازی کا ذکر آتا ہے جس کی وجہ سے اسے پہلا قانون دہندہ کہا جاتا ہے۔

بخت نصر کا دور اور بابل کی تعمیر نو

حمورابی کا بابل سو لہویں صدی قبل مسیح میں حملہ آوروں کے ہاتھوں تباہ ہوا، مگر ساتویں صدی قبل مسیح میں بخت نصر نے چالیس سالہ حکومت میں اسے دوبارہ عروج پر پہنچایا۔ بخت نصر کے دہریہ ہونے کے باعث اس کی موت کے بعد جلد ہی ایرانی شہنشاہ سائرس نے بابل پر قبضہ کر لیا۔

عراقی گائیڈ کا بخت نصر کو للکارنا

کھنڈرات کے درمیان کھڑا ہو کر عراقی گائیڈ بخت نصر کی روح کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اس کی فوجیں، اس کا جاہ و جلال سب ختم ہو گیا، جب کہ وہ خود ایک عام آدمی ہو کر بھی زندہ ہے۔ مصنف اس منظر سے متاثر ہو کر موت اور یادگار کے فرق پر غور کرتے ہیں، اور اپنے حالیہ زیارتِ کربلا کا حوالہ دیتے ہیں۔

بابِ عشتار اور شاہی محلات

عشتار دیوی سے منسوب بابِ عشتار سرخ اینٹوں سے بنا اور ارغوانوں و بیلوں کی تصویروں سے مزین ایک شان دار دروازہ ہے، جہاں سے ایک شاہراہِ جلوس نصف میل تک جاتی ہے۔ اس کے قریب تیرہ ایکڑ پر پھیلے شاہی محلات کا علاقہ ہے جس میں دارِ بابل (دیوان) بھی شامل تھا۔

زوالِ بابل کی پیشین گوئی اور اختتامی تاثرات

روایت کے مطابق دارِ بابل کی دیوار پر ایک پراسرار ہاتھ نے بابل کے زوال کی پیشین گوئی لکھی تھی، جسے تاریخ کی ایک مستقل حقیقت قرار دیا جاتا ہے۔ مصنف کھنڈروں کے قریب واقع ایک چھوٹے عجائب خانے میں قدیم بابل کا نمونہ دیکھ کر یہ سوچ کر عبرت محسوس کرتے ہیں کہ آج کے سیاح بھی ایک دن ماضی بن جائیں گے۔



مرکزی خیال

اس سبق کا مرکزی خیال یہ ہے کہ دنیاوی اقتدار، شان و شوکت اور ظلم عارضی ہوتے ہیں، جب کہ عام انسان کی زندگی اور نیک کام ہمیشہ یاد رکھے جاتے ہیں۔ جیسا کہ عراقی گائیڈ کا بختِ نصر جیسے جابر بادشاہ کا مذاق اڑانا ظاہر کرتا ہے کہ موت طاقت ور اور کمزور، سب کو برابر کر دیتی ہے، اور صرف وہی لوگ یاد رہ جاتے ہیں جنہوں نے دوسروں کے لیے کچھ کیا ہو۔

اہم الفاظ کے معنی

جاہ و جلال

شان و شوکت، عظمت و رعب۔

شایانِ نمود

نمائش اور دکھاوے کے قابل، شاندار۔

بامِ عروج

عروج کی انتہا، بلندی کی چوٹی۔

مطلق العنان

خود مختار حکمران، جسے کوئی روکنے والا نہ ہو۔

عروج و زوال

بلندی اور پستی، ترقی اور تنزلی کا سلسلہ۔

دجلہ و فرات

عراق کے دو مشہور دریا، جن کے درمیان قدیم بابل واقع تھا۔

بوق و قرنا

بغل اور نرسنگا جیسے پرانے باجوں کی آوازیں۔

طرزِ تحریر

لکھنے کا انداز و اسلوب۔



خبط الحواس
ذہنی توازن کا بگڑ جانا، سنک یا دیوانگی۔

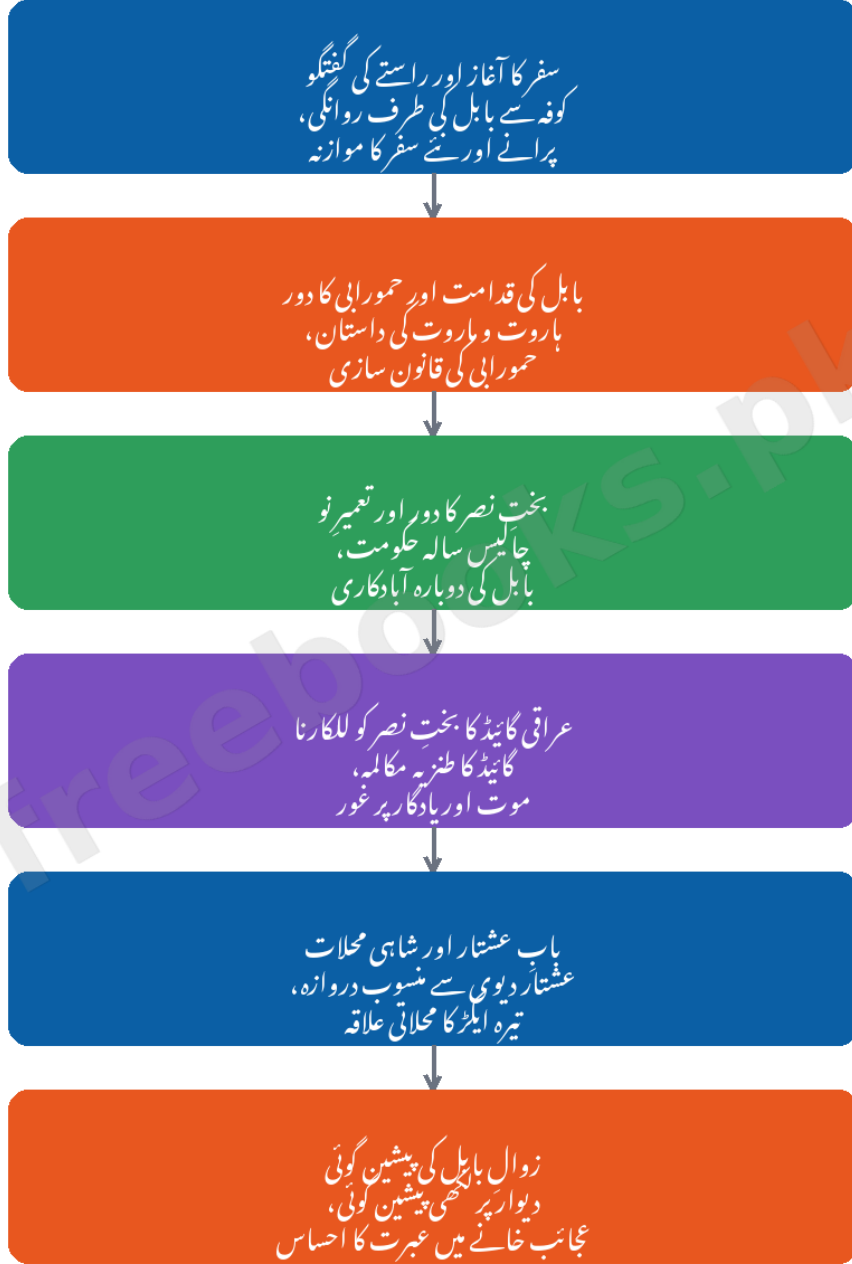
قرا مت
پرانا پن، دیرینگی۔

خاکہ

بابل کے کھنڈر: سفر کے اہم مراحل: ایک خاکہ جو سفر نامے کے اقتباس میں بیان کیے گئے چھ اہم مراحل کا خلاصہ دکھاتا ہے۔



بابل کے کھنڈر: سفر کے اہم مراحل



بابل کے کھنڈر: سفر کے اہم مراحل

مختصر سوالات و جوابات

بابل کی قدامت کے بارے میں کیا بیان ہوا ہے؟



بے شمار روایتیں، اندازے اور انکشافات کتاب مقدس سے لے کر ہیرودوٹس جیسے یونانی سیاحوں اور بیسویں صدی کے جرمن ماہرین آثارِ قدیم کی کتابوں تک ملتے ہیں۔

بابل میں دو فرشتوں کو کیوں الٹا لٹکایا گیا تھا؟

روایت کے مطابق ہاروت و ماروت کو بابل کی بد اعمالیوں کی نگرانی کے لیے بھیجا گیا تھا، مگر وہ خود اسی آزمائش میں پھنس گئے اور اسی سزا کے طور پر انھیں لٹکایا گیا۔

بغداد اور بابل کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟

بغداد سے بابل کا فاصلہ تقریباً پینتالیس پچاس میل ہے، موٹر سے تقریباً دو گھنٹے کا راستہ۔

حمورابی کون تھا اور اس کا کارنامہ کیا سمجھا جاتا ہے؟

حمورابی اٹھارھویں صدی قبل مسیح کا بابلی شہنشاہ تھا جس نے معاشرے کے لیے دستور اور قوانین مرتب کیے، اسی لیے اسے پہلا قانون دہندہ کہا جاتا ہے۔

بابل کے کوئی دو حیرت انگیز پہلو بیان کریں۔

بابِ عشتار کی شان دار تعمیر اور نقش و نگار، اور دارِ بابل کی دیوار پر لکھی زوالِ بابل کی پیشین گوئی۔

سائرس کا تعلق کس ملک سے تھا؟

سائرس ایران کا شہنشاہ تھا۔

سلطنتِ بابل و نینوا کی کھدائی کے دوران کن چیزوں کے آثار ملے؟

اینٹوں پر کندہ جانوروں اور انسان نما مخلوقات کی تصویریں، وضاحتی علامات، اور شہر کی تعمیرات کے نمونے ملے۔

سبقِ بابل کے کھنڈر، جمیل الدین عالی کی کس کتاب سے لیا گیا ہے؟

یہ سبق ان کے سفر نامے 'دنیا مرے آگے' سے لیا گیا ہے۔



تفصیلی سوالات و جوابات

سبق 'بابل کے کھنڈر' میں بیان کیے گئے مصنف کے مشاہدات اور تاثرات کو تفصیل سے بیان کریں۔

مصنف بابل تک کیسے پہنچے اور راستے میں کیا گفتگو ہوئی؟

مصنف کوفہ سے موٹر کے ذریعے بابل پہنچے، اور راستے میں اپنے ساتھی میر خلیل الرحمن کے ساتھ پرانے زمانے کے شاہانہ سفر اور آج کے سادہ سفر کا موازنہ کیا۔

عراقی گائیڈ نے بخت نصر کو کس انداز میں للکارا؟

گائیڈ نے کھنڈرات کے درمیان کھڑے ہو کر بخت نصر کی روح سے کہا کہ اس کی فوجیں اور جاہ و جلال ختم ہو چکے، جب کہ وہ خود ایک عام آدمی ہو کر بھی زندہ ہے۔

بابِ عشتار اور شاہی محلات کا منظر کیسا تھا؟

بابِ عشتار سرخ اینٹوں اور اژدھوں و بیلوں کی تصویروں سے مزین ایک شان دار دروازہ تھا، جس سے ملحق تیرہ ایکڑ پر پھیلے شاہی محلات کا علاقہ تھا۔

سبق کے اختتام پر مصنف کے تاثرات کیا تھے؟

قریبی عجائب خانے میں قدیم بابل کا نمونہ دیکھ کر مصنف نے یہ سوچ کر عبرت محسوس کی کہ آج کے سیاح بھی ایک دن ماضی کا حصہ بن جائیں گے۔

بابل کی تاریخی اہمیت اور اس کے عروج و زوال پر روشنی ڈالیں۔

حمورابی کا دور اور اس کی قانون سازی کیا اہمیت رکھتی ہے؟

حمورابی نے اٹھارھویں صدی قبل مسیح میں معاشرتی حقوق و فرائض پر بنی دستور و قوانین مرتب کیے، جس کی وجہ سے اسے پہلا قانون دہندہ کہا جاتا ہے۔



بختِ نصر نے بابل کو دوبارہ کیسے آباد کیا؟

بختِ نصر نے چالیس سال حکومت کر کے دجلہ و فرات کے درمیان اس زرخیز شہر کو دوبارہ تہذیب و تعمیر کی بلندی پر پہنچایا۔

بابل کا زوال کن مراحل سے گزرا؟

پہلے حمورابی کا بابل سولہویں صدی قبل مسیح میں حملہ آوروں کے ہاتھوں تباہ ہوا؛ بعد میں بختِ نصر کے دہریہ ہونے کے باعث اس کی موت کے بعد سائرس نے بابل پر قبضہ کر لیا۔

بابل کے کھنڈرات آج ہمیں کیا سبق دیتے ہیں؟

یہ سبق دیتے ہیں کہ دنیاوی اقتدار اور شان و شوکت عارضی ہے، اور صرف وہی یاد رکھے جاتے ہیں جنہوں نے دوسروں کے لیے کچھ کیا ہو۔

معروضی سوالات (MCQs)

بابل دو دریاؤں کے درمیان واقع ہے: (الف) دجلہ اور بغداد کے (ب) فرات اور کوفہ کے (ج) دجلہ اور فرات کے (د) کوفہ اور بغداد کے

درست جواب: (ج) دجلہ اور فرات کے۔ بابل دجلہ اور فرات کے درمیان واقع ہے۔

شاہی محلات کا علاقہ پھیلا ہوا تھا: (الف) دس ایکڑ زمین میں (ب) بارہ ایکڑ زمین میں (ج) تیرہ ایکڑ زمین میں (د) پندرہ ایکڑ زمین میں

درست جواب: (ج) تیرہ ایکڑ زمین میں۔ شاہی محلات کا علاقہ تیرہ ایکڑ زمین میں پھیلا ہوا تھا۔

عراقی گائیڈ تھا: (الف) بیزار (ب) سنجیدہ (ج) کمزور (د) خبوط الحواس

درست جواب: (د) خبوط الحواس۔ عراقی گائیڈ خبوط الحواس (سنکی) طبیعت کا حامل تھا۔

بختِ نصر تھا: (الف) یہودی (ب) مسیحی (ج) زرتشتی (د) دہریہ

درست جواب: (د) دہریہ۔ بختِ نصر دہریہ تھا، یعنی خدا یا دیوتاؤں کو نہیں مانتا تھا۔



بابل میں سکندر اعظم نے جشن منایا: (الف) تین دن (ب) تین راتیں (ج) تین دن، تین راتیں (د) پانچ دن، پانچ راتیں

درست جواب: (ج) تین دن، تین راتیں۔ سکندر اعظم نے بابل میں تین دن، تین رات جشن منایا۔

ہیروڈوٹس تھا: (الف) رومی سیاح (ب) عراقی سیاح (ج) یونانی سیاح (د) جرمن سیاح
درست جواب: (ج) یونانی سیاح۔ ہیروڈوٹس ایک یونانی سیاح تھا۔

بابل کو دوبارہ بام عروج پر پہنچایا: (الف) بیرونی حملہ آوروں نے (ب) سکندر اعظم نے (ج) حمورابی نے (د) بخت نصر نے

درست جواب: (د) بخت نصر نے۔ بخت نصر نے بابل کو دوبارہ بام عروج پر پہنچایا۔

سبق بابل کے کھنڈر کی صنف ہے: (الف) افسانہ (ب) سفرنامہ (ج) خاکہ (د) انشائیہ
درست جواب: (ب) سفرنامہ۔ یہ سبق ایک سفرنامے کا اقتباس ہے۔

حمورابی نے کس صدی قبل مسیح میں دستور و قوانین بنائے؟ (الف) دسویں صدی (ب) بارہویں صدی (ج) اٹھارہویں صدی (د) بیسویں صدی

درست جواب: (ج) اٹھارہویں صدی۔ حمورابی نے اٹھارہویں صدی قبل مسیح میں دستور و قوانین مرتب کیے۔

بابِ عشتار کس دیوی سے منسوب ہے؟ (الف) عشتار دیوی (ب) اشتار دیوی (ج) عطا دیوی (د) عزیزہ دیوی

درست جواب: (الف) عشتار دیوی۔ بابِ عشتار عشتار دیوی سے منسوب ہے۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

• جمیل الدین عالی (1925ء-2015ء) نپیدائش دہلی، بی اے اینگلو عربک کالج دہلی (1944ء)، سی ایس پی

امتحان پاس (1951ء)، نائب صدر نیشنل بینک آف پاکستان (1967ء-1988ء)۔

• اہم تصانیف: سفرنامے 'دنیا مرے آگے' اور 'تماشا میرے آگے'؛ شاعری میں 'غزلیں، دوہے، گیت' اور 'جیوے جیوے پاکستان'۔

• سفر کے چھ مراحل: کوفہ سے روانگی، حمورابی کا دور، بخت نصر کی تعمیر نو، گائیڈ کا بخت نصر کو للکارنا، بابِ

عشتار و شاہی محلات، زوال کی پیشین گوئی۔



- حمورابی: اٹھارھویں صدی قبل مسیح کا بابلی شہنشاہ اور پہلا قانون دہندہ۔ بخت نصر: چالیس سال حکومت کرنے والا دہریہ بادشاہ جس نے بابل کو دوبارہ آباد کیا۔
- مرکزی خیال: دنیاوی اقتدار عارضی ہے، صرف نیک کام اور خدمتِ خلق ہمیشہ یاد رکھے جاتے ہیں۔
- اصطلاحات: آپ بیتی، سفرنامہ، یادداشت اور معلوماتی رپورٹ کی تعریفیں اور فرق یاد رکھیں۔

امتحانی نکات

- سفر کے خلاصے کے لیے چھ مراحل کو ترتیب وار مختصر جملوں میں یاد رکھیں۔
- جمیل الدین عالی کی اہم تاریخیں اور تصانیف الگ سے یاد رکھیں۔
- حمورابی اور بخت نصر کے کارناموں کا فرق امتحان میں اکثر پوچھا جاتا ہے۔
- 'آپ بیتی' اور 'سفرنامہ' کا فرق مثال کے ساتھ یاد رکھیں۔
- بابِ عشرتار اور شاہی محلات سے متعلق اعداد و شمار (رقبہ، فاصلہ) لفظ بہ لفظ یاد رکھیں۔



سبق 11: اولڈ ایج ہوم (Old Age Home (Mirza Adeeb))

یہ نوٹس پنجاب بورڈ کے تحت جماعت دہم کی کتاب اردو (لازمی) کے گیارہویں سبق 'اولڈ ایج ہوم' پر مبنی ہیں، جو میرزا ادیب کے افسانوی مجموعے 'گلی گلی کہانیاں' سے لیا گیا ایک افسانہ ہے۔ (نوٹ: نصابی فہرست میں اس سبق کا نام 'اولادِ آدم' درج ہے، جب کہ متن کا اپنا عنوان اور تمام مشقی سوالات 'اولڈ ایج ہوم' کہتے ہیں۔ یہی درست عنوان ہے۔)

یہ نوٹس امتحانی پرچے کی ساخت کے مطابق تیار کیے گئے ہیں: ان میں واقعہ وار خلاصہ، مرکزی خیال، اہم الفاظ کے معنی اور مختصر و تفصیلی سوالات شامل ہیں۔ نوٹس Freebooks.pk نے تیار کیے ہیں۔

مصنف کا تعارف

میرزا ادیب کا اصل نام دلاور حسین علی تھا۔ 1913ء میں پیدا ہوئے اور 1931ء میں اسلامیہ ہائی سکول، بھاٹی گیٹ، لاہور سے میٹرک کیا، پھر 1935ء میں اسلامیہ کالج، لاہور سے آنرز کیا۔ ان کی ادبی زندگی کا آغاز 1936ء سے ہوا؛ ابتدا میں شعر و شاعری کی طرف مائل ہوئے، مگر جلد ہی افسانہ اور ڈراما نگاری کی طرف آگئے۔

انھوں نے کچھ عرصہ رسالہ 'ادب لطیف' کی ادارت سنبھالی، پھر ریڈیو پاکستان سے وابستہ ہو گئے۔ اردو ریڈیو ڈرامے کو فروغ دینے میں ان کا کردار بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ ان کے ڈراموں اور افسانوں کے موضوعات عام روزمرہ زندگی اور معاشرتی مسائل سے متعلق ہیں، اور ان کے مکالمے برجستہ، مختصر اور برملا ہوتے ہیں۔

ان کی نمایاں کتابوں میں 'آنسو اور ستارے'، 'لہو اور قالین'، 'ستون'، 'فصلی شب'، 'خاک نشیں'، 'پس پردہ' اور 'شیشے کی دیوار' (افسانے و ڈرامے)، 'صحرا انورد کے خطوط' اور 'صحرا انورد کے رومان' (سفری تحریریں)، اور 'منی کا دیا' (آپ بیتی) شامل ہیں۔ 1999ء میں وفات پائی۔

اہم اصطلاحات

خاک



کسی شخصیت کی مختصر مگر جامع قلمی تصویر (Pen-Sketch) کو خاکہ کہتے ہیں، جس میں شخصیت کے ظاہری و باطنی خدو خال نمایاں کیے جاتے ہیں؛ اسے بے جا طویل نہیں ہونا چاہیے۔

افسانہ

مغربی ادب سے اردو میں آنے والی ایک مختصر کہانی کی صنف، جس میں زندگی کے کسی ایک واقعے، کردار یا کیفیت کو اس طرح پیش کیا جاتا ہے کہ اسے ایک ہی نشست میں پڑھا جاسکے۔

افسانے کی بنیادی خصوصیات

جامعیت، وحدتِ تاثر اور اختصار افسانے کی تین بنیادی خصوصیات ہیں۔

افسانے کی اقسام

افسانے کی چھ بنیادی اقسام ہیں: مقصدی، واقعاتی، نفسیاتی، کرداری، معاشرتی اور علامتی یا تجریدی افسانہ۔

خاکہ نگاری کے نمایاں نام

اردو ادب میں خاکہ نگاری کے حوالے سے مولوی عبدالحق، رشید احمد صدیقی، چراغ حسن حسرت، شاہد احمد دہلوی، فرحت اللہ بیگ، سعادت حسن منٹو اور ممتاز مفتی کے نام نمایاں ہیں۔

سبق کا تعارف

زیرِ نصاب افسانہ میرزا ادیب کے مجموعے 'گلی گلی کہانیاں' سے لیا گیا ہے، جس میں ایک بزرگ سرکاری افسر میرزا عبدالقیوم کی کہانی بیان کی گئی ہے، جو گھر کی بے سکونی سے تنگ آکر امریکی طرز کے 'اولڈ ایج ہوم' میں منتقل ہو جاتے ہیں۔

واقعہ وار خلاصہ

گھر میں بزرگ کی بے آرامی

میرزا عبدالقیوم صوبائی حکومت کے دفتر سے اعلیٰ افسر کی حیثیت سے سبک دوش ہو چکے ہیں۔ گھر میں ان کا پوتا محمود اور دونوں پوتیاں روزانہ ان کے کمرے میں توڑ پھوڑ کرتے ہیں، اور بہو زینب کی بے پروائی پر ان کا سر سے تلخ مکالمہ ہوتا ہے، جس کے بعد وہ غصے میں گھر سے نکل جانے کی دھمکی دیتے ہیں۔



صبر کا امتحان اور بڑھتی بے چینی

پہلے مفتے سکون رہتا ہے، مگر جلد ہی دفتر کے پرانے ساتھی مبارک باد کی بجائے ہدایات لینے آنے لگتے ہیں اور پوتے پوتیاں اسکول سے واپسی پر کمرہ درہم برہم کر دیتے ہیں۔ ان کی بے چینی اور غصہ بڑھتا چلا جاتا ہے۔

اخبار میں اولڈ ایج ہوم کا اشتہار

ایک شام مایوسی کے عالم میں لیٹے میرزا عبدالقیوم کی نظر اخبار میں ایک اشتہار پر پڑتی ہے، جس میں امریکی طرز پر قائم 'اولڈ ایج ہوم' کا ذکر ہے۔ وہ اشتہار کو تین بار پڑھتے ہیں اور اگلی صبح مالک احمد جاوید سے ملنے کا فیصلہ کرتے ہیں۔

احمد جاوید سے ملاقات اور ہوم میں داخلہ

احمد جاوید انھیں ایک آراستہ کمرہ اور نوکر بخشو و نوکرانی باجرہ کی سہولت دکھاتا ہے۔ معمولی ماہانہ اخراجات پر مطمئن ہو کر میرزا عبدالقیوم اسی دن اپنی کتابیں اور کپڑے لے کر، گھر والوں کو حیران چھوڑ کر ہوم میں منتقل ہو جاتے ہیں۔

نئی زندگی کا ابتدائی سکون

ابتدائی دن سکون اور آزادی کے احساس سے بھرپور گزرتے ہیں، مگر اسکول جاتے بچوں اور اپنے پوتے پوتیوں کی یاد بار بار انھیں پریشان کرتی ہے۔ گھر والوں کی ایک رسمی ملاقات کے دوران وہ اپنی خوشی اور اطمینان کا دعویٰ تو کرتے ہیں، مگر اندر ہی اندر تنہائی محسوس کرتے رہتے ہیں۔

بھولا ہوا خط اور دل کا بدل جانا

کمرے کی صفائی کے دوران نوکر بخشو کو ایک پرانا، نہ بھیجا گیا خط ملتا ہے، جو کمرے کے سابقہ مکین نے، وہیں وفات پانے سے پہلے، اپنے بیٹے الطاف احمد کے نام لکھا تھا۔ جس میں وہ ہوم میں آنے کو اپنی بڑی غلطی قرار دیتا ہے اور بیٹے سے واپس گھر لے جانے کی التجا کرتا ہے۔ یہ خط پڑھ کر میرزا عبدالقیوم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے، اور وہ خاموشی سے اپنی کتابیں اور کپڑے سمیٹنے لگتے ہیں۔



مرکزی خیال

اس افسانے کا مرکزی خیال یہ ہے کہ خاندانی نظام کے زوال اور بزرگوں کی بے قدری کے نتیجے میں وجود میں آنے والے ادارے، جیسے 'اولڈ ایج ہوم'، مادی آسائش تو دے سکتے ہیں مگر حقیقی گھریلو محبت اور تعلق کا نعم البدل نہیں بن سکتے۔ جیسا کہ کمرے کے سابقہ مکین کا خط اور میرزا عبدالقیوم کے اپنے بدلتے احساسات ظاہر کرتے ہیں، انسان کا اصل سکون اپنے گھر اور اپنوں کے درمیان ہی ہے۔

اہم الفاظ کے معنی

مادرانہ شفقت

ماں جیسی محبت اور نرمی۔

فرائض منصبی

کسی عہدے یا ملازمت سے وابستہ ذمہ داریاں۔

کوفت ہونا

بے چینی اور جھنجھلاہٹ محسوس ہونا۔

شکن آلود

پریشانی اور فکر سے بھری ہوئی (پیشانی وغیرہ)۔

کم و بیش

تقریباً، لگ بھگ۔

شائق ہونا

کسی چیز کی طرف دل چسپی یا رغبت رکھنا۔

گلو خلاصی کرنا

کسی مشکل یا الجھن سے جان چھڑانا۔

خشمگیں نظریں

غصے سے بھری نگاہیں۔



ورق گردانی کرنا
کتاب کے صفحات الٹنا پلٹنا، سرسری مطالعہ کرنا۔

اندیشہ ہائے دور دراز
دور دور کی، بلاوجہ کی فکریں اور وسوسے۔

خاکہ

اولڈ ایج ہوم: کہانی کے اہم مراحل: ایک خاکہ جو افسانے میں بیان کیے گئے چھ اہم مراحل کا خلاصہ دکھاتا ہے۔



اولڈ ایج ہوم: کہانی کے اہم مراحل



اولڈ ایج ہوم: کہانی کے اہم مراحل

مختصر سوالات و جوابات

‘اولڈ ایج ہوم’ سے کیا مراد ہے؟
بوڑھے مردوں اور عورتوں کے لیے امریکی طرز پر قائم کردہ ایسا ادارہ جہاں وہ اپنی بقیہ زندگی سکون سے گزار سکیں۔



افسانے کے مرکزی کردار کا کیا نام ہے اور وہ کس عہدے سے سبک دوش ہوئے؟
مرکزی کردار میرزا عبدالقیوم ہیں، جو صوبائی حکومت کے دفتر سے اعلیٰ افسر کے عہدے سے سبک دوش ہوئے۔
’اولڈ ایج ہوم‘ قائم کرنے والے کردار کا نام کیا ہے؟

احمد جاوید۔

’یہ میری کم بخت اولاد ہے تو آپ کی کچھ نہیں لگتی؟‘ یہ الفاظ کس نے کس سے کہے؟
یہ الفاظ بہو زینب نے اپنے سر میرزا عبدالقیوم سے کہے۔

’اولڈ ایج ہوم‘ میں کام کرنے والے بخشوا اور باجرہ کا آپس میں کیا رشتہ تھا؟
دونوں رشتے میں خالہ زاد بہن بھائی تھے۔

میرزا عبدالقیوم نے اپنا پہلا دن ’اولڈ ایج ہوم‘ میں کیسے گزارا؟
کتابیں ترتیب سے رکھنے، کمرے کا جائزہ لینے اور نوکر و نوکرانی سے تعارف حاصل کرنے میں۔
ملازمت سے سبک دوش ہونے کے بعد میرزا عبدالقیوم نے کس شوق میں وقت گزارنے کی منصوبہ بندی کی تھی؟

خاموشی اور سکون سے اپنے کمرے میں کتابوں کے ساتھ وقت گزارنے کی۔
بھولا ہوا خط پڑھنے کے بعد میرزا عبدالقیوم کے رویے میں کیا تبدیلی آئی؟
وہ اپنی غلطی کا احساس کر کے خاموشی سے کتابیں اور کپڑے سمیٹ کر واپس جانے کی تیاری کرنے لگے۔

تفصیلی سوالات و جوابات

افسانہ ’اولڈ ایج ہوم‘ کا خلاصہ اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔

میرزا عبدالقیوم گھر میں کیوں بے چین رہتے تھے؟

پوتے پوتیوں کی توڑ پھوڑ اور بہو کی بے پروائی کی وجہ سے ان کا سکون بار بار متاثر ہوتا تھا۔

وہ ’اولڈ ایج ہوم‘ میں کیسے پہنچے؟

اخبار کا اشتہار پڑھ کر احمد جاوید سے ملاقات کی اور اسی دن اپنا سامان لے کر ہوم میں منتقل ہو گئے۔



ہوم میں ان کے ابتدائی دن کیسے گزرے؟

شروع میں سکون اور آزادی محسوس ہوئی، مگر جلد ہی پوتے پوتیوں کی یاد ستانے لگی۔

بھولے ہوئے خط نے ان کی سوچ کو کیسے بدلا؟

سابقہ مکین کے خط سے معلوم ہوا کہ ہوم میں آنا اس کی بڑی غلطی تھی، جس نے میرزا عبدالقیوم کو اپنی غلطی کا احساس دلایا۔

میرزا ادیب نے اس افسانے کے ذریعے خاندانی نظام کے زوال پر کیا تنقید کی ہے؟

گھر میں بزرگوں کی بے قدری کس طرح دکھائی گئی ہے؟

بزرگ کے کمرے اور آرام کا خیال نہ رکھنا اور اس کی باتوں کو نظر انداز کرنا اس بے قدری کی مثال ہے۔

‘اولڈ ایج ہوم’ جیسے ادارے کیوں وجود میں آتے ہیں؟

خاندانی نظام کے کمزور پڑنے اور بزرگوں کی دیکھ بھال میں کوتاہی کے باعث ایسے ادارے وجود میں آتے ہیں۔

خط لکھنے والے بزرگ نے اپنی غلطی کو کیسے تسلیم کیا؟

اس نے لکھا کہ گھر چھوڑنا بہت بڑی غلطی تھی، اور حقیقی سکون صرف اپنے گھر اور اپنوں کے پاس ہی مل سکتا ہے۔

کہانی کا اصل پیغام کیا ہے؟

مادی آسائش خاندانی محبت کا نعم البدل نہیں بن سکتی، اور بزرگوں کی قدر گھر میں ہی رہ کر کی جانی چاہیے۔

معروضی سوالات (MCQs)

میرزا عبدالقیوم کی بہو کا نام تھا: (الف) خالدہ (ب) کلثوم (ج) زینب (د) نرگس

درست جواب: (ج) زینب۔ میرزا عبدالقیوم کی بہو کا نام زینب تھا۔

پوتے کا نام تھا: (الف) احمد (ب) نوید (ج) محمود (د) کلیم



درست جواب: (ج) محمود۔ پوتے کا نام محمود تھا۔

میرزا عبدالقیوم نے ساری زندگی ملازمت کی تھی: (الف) کارپوریشن کے دفتر میں (ب) صوبائی حکومت کے دفتر میں (ج) بورڈ کے دفتر میں (د) کلج میں

درست جواب: (ب) صوبائی حکومت کے دفتر میں۔ وہ صوبائی حکومت کے ایک دفتر میں ملازم تھے۔

میرزا عبدالقیوم نے 'اولڈ ایج ہوم' کے قیام کا اشتہار پڑھا: (الف) ایک بار (ب) دو بار (ج) تین بار (د) چار بار

درست جواب: (ج) تین بار۔ انھوں نے اشتہار تین بار پڑھا۔

'اولڈ ایج ہوم' کی بنیاد رکھی گئی تھی: (الف) برطانوی طرز پر (ب) ہسپانوی طرز پر (ج) یونانی طرز پر (د) امریکی طرز پر

درست جواب: (د) امریکی طرز پر۔ 'اولڈ ایج ہوم' امریکی طرز پر قائم کیا گیا تھا۔

'اولڈ ایج ہوم' کے مالک کا نام تھا: (الف) بخشو (ب) احمد جاوید (ج) الطاف احمد (د) فیروز دین

درست جواب: (ب) احمد جاوید۔ 'اولڈ ایج ہوم' کے مالک کا نام احمد جاوید تھا۔

میرزا عبدالقیوم کی پوتی کا نام تھا: (الف) نرگس (ب) کلثوم (ج) زینب (د) باجرہ

درست جواب: (ب) کلثوم۔ ان کی بڑی پوتی کا نام کلثوم تھا۔

'اولڈ ایج ہوم' میں ملازمہ کا نام تھا: (الف) زینب (ب) کلثوم (ج) باجرہ (د) نرگس

درست جواب: (ج) باجرہ۔ ملازمہ کا نام باجرہ تھا۔

بھولا ہوا خط کس کے نام لکھا گیا تھا؟ (الف) احمد جاوید (ب) بخشو (ج) الطاف احمد (د) میرزا عبدالقیوم

درست جواب: (ج) الطاف احمد۔ خط الطاف احمد کے نام لکھا گیا تھا۔

کہانی 'اولڈ ایج ہوم' کس مجموعے سے لی گئی ہے؟ (الف) گلی گلی کہانیاں (ب) آنسو اور ستارے (ج) لہو اور قالین (د) منی کا دیا

درست جواب: (الف) گلی گلی کہانیاں۔ یہ کہانی مجموعے 'گلی گلی کہانیاں' سے لی گئی ہے۔



تیز نظر ثانی خلاصہ

- میرزا ادیب (1913ء-1999ء): اصل نام دلاور حسین علی، اسلامیہ کالج لاہور سے آنرز، ادب لطیف کی ادارت، ریڈیو پاکستان اور اردو ریڈیو ڈرامے سے وابستگی۔
- اہم تصانیف: آنسو اور ستارے، لہو اور قالین، ستون، خاک نشیں، شیشے کی دیوار؛ آپ بیتی: منی کا دیا۔ یہ افسانہ مجموعے 'گلی گلی کہانیاں' سے لیا گیا ہے۔
- کہانی کے چھ مراحل: گھر میں بے آرامی، بڑھتی بے چینی، اشتہار، ہوم میں داخلہ، ابتدائی سکون، بھولا ہوا خط۔
- کردار: میرزا عبدالقیوم (مرکزی کردار)، زینب (بہو)، محمود، کلثوم، نرگس (پوتے پوتیاں)، احمد جاوید (ہوم کا مالک)، بخشو اور باجرہ (ملازمین)، الطاف احمد (خط کا مکتوب الیہ)۔
- مرکزی خیال: مادی آسائش خاندانی محبت کا نعم البدل نہیں بن سکتی؛ حقیقی سکون گھر اور اپنوں کے پاس ہی ہے۔
- اصطلاحات: خاکہ اور افسانہ کی تعریفیں، افسانے کی خصوصیات (جامعیت، وحدتِ تاثر، اختصار) اور اقسام یاد رکھیں۔

امتحانی نکات

- کہانی کے خلاصے کے لیے چھ مراحل کو ترتیب وار مختصر جملوں میں یاد رکھیں۔
- میرزا ادیب کی اہم تاریخیں اور تصانیف الگ سے یاد رکھیں۔
- افسانے کے تمام کرداروں کے نام (زینب، محمود، کلثوم، احمد جاوید، بخشو، باجرہ، الطاف احمد) امتحان میں اکثر پوچھے جاتے ہیں۔
- بھولے ہوئے خط کا مضمون اور اس کا افسانے کے پیغام سے تعلق تفصیل سے سمجھ لیں۔ یہ اکثر تشریحی سوال میں پوچھا جاتا ہے۔
- افسانے کی اقسام (مقصدی، واقعاتی، نفسیاتی، کرداری، معاشرتی، علامتی) لفظ بہ لفظ یاد رکھیں۔



سبق 12: کچھ ذریعہ تعلیم کے باب میں (Kuch Zariya-e-Taleem ke)

(Baab Mein (Dr. Abul Lais Siddiqui)

یہ نوٹس پنجاب بورڈ کے تحت جماعت دہم کی کتاب اردو (لازمی) کے بارہویں سبق 'کچھ ذریعہ تعلیم کے باب میں' پر مبنی ہیں، جو ڈاکٹر ابواللیث صدیقی کی کتاب 'آج کا اردو ادب' سے لیا گیا ایک استدلالی مضمون ہے۔ (نوٹ: نصابی فہرست میں اس سبق کا نام 'بچوں کی تعلیم کے باب میں' درج ہے، جب کہ متن کا اپنا عنوان اور تمام مشقی سوالات 'کچھ ذریعہ تعلیم کے باب میں' کہتے ہیں۔ یہی درست عنوان ہے؛ یہ مضمون بچوں کی تعلیم کے بجائے اردو کو ذریعہ تعلیم بنانے کے موضوع پر ہے۔)

یہ نوٹس امتحانی پرچے کی ساخت کے مطابق تیار کیے گئے ہیں: ان میں دلیل وار خلاصہ، مرکزی خیال، اہم الفاظ کے معنی اور مختصر و تفصیلی سوالات شامل ہیں۔ نوٹس Freebooks.pk نے تیار کیے ہیں۔

مصنف کا تعارف

ڈاکٹر ابواللیث صدیقی 15 جون 1916ء کو آگرہ میں پیدا ہوئے۔ ان کا آبائی وطن بدایوں تھا اور ابتدائی تعلیم آگرہ اور بدایوں میں حاصل کی۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے اردو میں ایم اے اور پی ایچ ڈی کی سند حاصل کی (نگران رشید احمد صدیقی تھے) اور شعبہ اردو کے پہلی پی ایچ ڈی اسکالربن؛ ان کا تحقیقی مقالہ 'لکھنؤ کا دبستان شاعری' کے موضوع پر تھا۔

تعلیم سے فراغت کے بعد مختلف جامعات میں تدریس کے فرائض انجام دیے، اور لسانیات میں مزید تعلیم کے لیے لندن اسکول آف اورینٹل اسٹڈیز اور کولمبیا یونیورسٹی (امریکہ) گئے۔ واپسی پر پہلے لاہور، پھر کراچی میں سکونت اختیار کی، اور کراچی یونیورسٹی کے شعبہ اردو کے صدر کی حیثیت سے تقریباً بیس برس خدمات انجام دیں، جہاں پچاس سے زائد پی ایچ ڈی مقالوں کی نگرانی کی۔ اردو لغت بورڈ سے 1962ء سے 1984ء تک بطور چیف ایڈیٹر وابستہ رہے، جس دوران بورڈ کی مجوزہ بائیس جلدوں میں سے چھ جلدیں شائع ہوئیں۔



ومیک وقت نقاد، محقق، ماہرِ تعلیم اور استاد تھے۔ ان کی بیس سے زائد تصانیف میں 'آج کا اردو ادب'، 'تاریخ زبان و ادب اردو'، 'روایت اور تجربے'، 'اقبال اور مسلکِ تصوف'، 'لکھنؤ کا دبستانِ شاعری'، 'اردو کی ادبی تاریخ کا خاکہ' اور 'رفت و بود' (آپ بیتی) شامل ہیں۔ 7 ستمبر 1994ء کو کراچی میں وفات پائی۔

اہم اصطلاحات

ذریعہ تعلیم

وہ زبان جس کے ذریعے کسی ملک یا ادارے میں باقاعدہ تعلیم دی اور حاصل کی جاتی ہے؛ اسی زبان کا مسئلہ اس سبق کا اصل موضوع ہے۔

اصطلاحاتِ علمیہ

کسی خاص علم یا فن سے متعلق مخصوص الفاظ، جو اس علم کے مفہیم کو واضح طور پر ادا کرتے ہیں۔

قومی زبان

وہ زبان جو کسی قوم کی اکثریت بولتی اور سمجھتی ہے، اور جسے اس قوم کی تہذیبی و علمی شناخت حاصل ہو۔

لسانیات

زبان کی ساخت، تاریخ اور ارتقا کا سائنسی مطالعہ کرنے والا علم، جس میں مصنف خود ماہر تھے۔

سبق کا تعارف

زیرِ نصاب مضمون ڈاکٹر ابواللیث صدیقی کی کتاب 'آج کا اردو ادب' سے لیا گیا ہے، جس میں مصنف نے پاکستان میں ذریعہ تعلیم کے دیرینہ مسئلے پر بحث کرتے ہوئے اردو کو سائنسی و علمی تعلیم کا ذریعہ بنانے کے حق میں دلائل پیش کیے ہیں اور اس کی مخالفت میں اٹھائے جانے والے اعتراضات کا جواب دیا ہے۔

دلیل و ار خلاصہ

تاریخی پس منظر: فارسی کا اقتدار اور اردو کا ظہور

مصنف کے مطابق جب تک فارسی برصغیر کی سرکاری و دفتری زبان رہی، وہی علمی و ادبی زبان بھی رہی، حالانکہ وہ بنیادی طور پر ایک اچھی مگر غیر ملکی زبان تھی۔ صوفیائے کرام اور علمائے عظام نے سب سے پہلے اردو کو تبلیغ



دین کا ذریعہ بنایا، پھر شعرا و نثر نگاروں نے اسے اپنے خیالات کے اظہار کا وسیلہ بنا کر اس کا سرمایہ بڑھایا، یہاں تک کہ یہ فارسی کی جانشین بن گئی۔

پہلا اعتراض: انگریزی چھوڑنے کا خدشہ

کچھ نادان دوستوں کا خیال ہے کہ اگر قوم انگریزی زبان کا سایہ چھوڑ دے تو یتیم اور جاہل ہو جائے گی، بین الاقوامی سطح پر اس کا اعتبار ختم ہو جائے گا اور وہ علوم و فنون کے اس ذخیرے سے محروم رہ جائے گی جو انگریزی میں روز بروز بڑھ رہا ہے۔

دوسرا اعتراض: اردو میں علمی اصطلاحات کی کمی

زبان دوست طبقے کا ایک حصہ اصولاً قومی زبان میں تعلیم کا حامی تو ہے، مگر اس کے خیال میں اردو ابھی اس قابل نہیں کہ اسے ذریعہ تعلیم بنایا جائے، کیونکہ اس میں علمی و فنی اصطلاحات کی کمی ہے اور سائنسی مضامین کے اظہار کا اسلوب پیدا نہیں ہوا۔

مصنف کا جواب: جرمنی، روس اور جاپان کی مثالیں

مصنف جرمنی، روس اور جاپان کی مثالیں دیتے ہوئے واضح کرتے ہیں کہ ان اقوام نے اپنی اپنی قومی زبانوں ہی میں سائنسی و صنعتی ترقی حاصل کی، اور آج بھی ان زبانوں میں شائع ہونے والا سائنسی لٹریچر انگریزی سے کم نہیں۔ ان کے نزدیک سائنس کی ترقی الفاظ کے پہلے سے موجود ذخیرے کی مرہونِ منت نہیں، بلکہ خود سائنس کی ترقی زبان کے ذخیرے میں اضافہ کرتی ہے۔

اصطلاح سازی کا اصول

مصنف کے نزدیک علمی اصطلاحات پہلے سے جمع کر لینا اور بعد میں کتابیں لکھنا، گھوڑے کے آگے گاڑی جوتنے کے مترادف ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اصطلاحات کتابوں اور مضامین کے لکھے جانے کے دوران ہی رائج ہوتی اور معیاری قرار پاتی ہیں؛ اردو کے لیے فارسی، عربی اور برصغیر کی دیگر زبانیں اصطلاح سازی کا اہم ماخذ ہیں۔



اختتامیہ: قومی تحریک کی ضرورت

مصنف اختتام میں زور دیتے ہیں کہ قومی زبان کی ترقی کا مسئلہ صرف چند ادارے یا حکومتی سرپرستی حل نہیں کر سکتی، بلکہ اسے ایک قومی تحریک کی صورت میں چلانا ہوگا، جس میں اساتذہ، طلبہ، مصنفین، ناشرین، تعلیمی حکام اور صنعتی و کاروباری ادارے سب اپنا اپنا کردار ادا کریں۔

مرکزی خیال

اس مضمون کا مرکزی خیال یہ ہے کہ اردو، دیگر اقوام کی قومی زبانوں کی طرح، سائنسی و علمی تعلیم کا ذریعہ بننے کی پوری صلاحیت رکھتی ہے؛ اصطلاحات کی نام نہاد کمی کوئی مستقل رکاوٹ نہیں کیونکہ اصطلاحات علم کی ترقی کے ساتھ ساتھ خود بخود جنم لیتی ہیں، اور اردو کو ذریعہ تعلیم بنانے کا مسئلہ محض اداروں کی نہیں بلکہ پوری قوم کی خلوص دل سے کی گئی اجتماعی کاوش سے ہی حل ہو سکتا ہے۔

اہم الفاظ کے معنی

آبیاری کرنا

پانی دینا، پرورش اور نشوونما کرنا (یہاں مجازاً: کسی چیز کو ترقی دینا)۔

تصنیف و تالیف

کتابیں لکھنے اور مرتب کرنے کا عمل۔

ارباب بصیرت

بصیرت اور دور اندیشی رکھنے والے لوگ، اہل دانش۔

اصطلاحات

کسی خاص علم یا فن سے متعلق مخصوص، متعین معنی رکھنے والے الفاظ۔

مجموعہ

کئی چیزوں یا تحریروں کا اکٹھا مرتب کردہ ذخیرہ۔

مرہونِ منت



کسی کا احسان مند، کسی چیز پر منحصر۔

سایہ عاطفت

شفقت و محبت کی چھاؤں، سرپرستی۔

متفقہ

جس پر سب کا اتفاق ہو، متفق علیہ۔

قومی تحریک

کسی قومی مقصد کے حصول کے لیے پوری قوم کی منظم اور مشترکہ کوشش۔

رائے عامہ

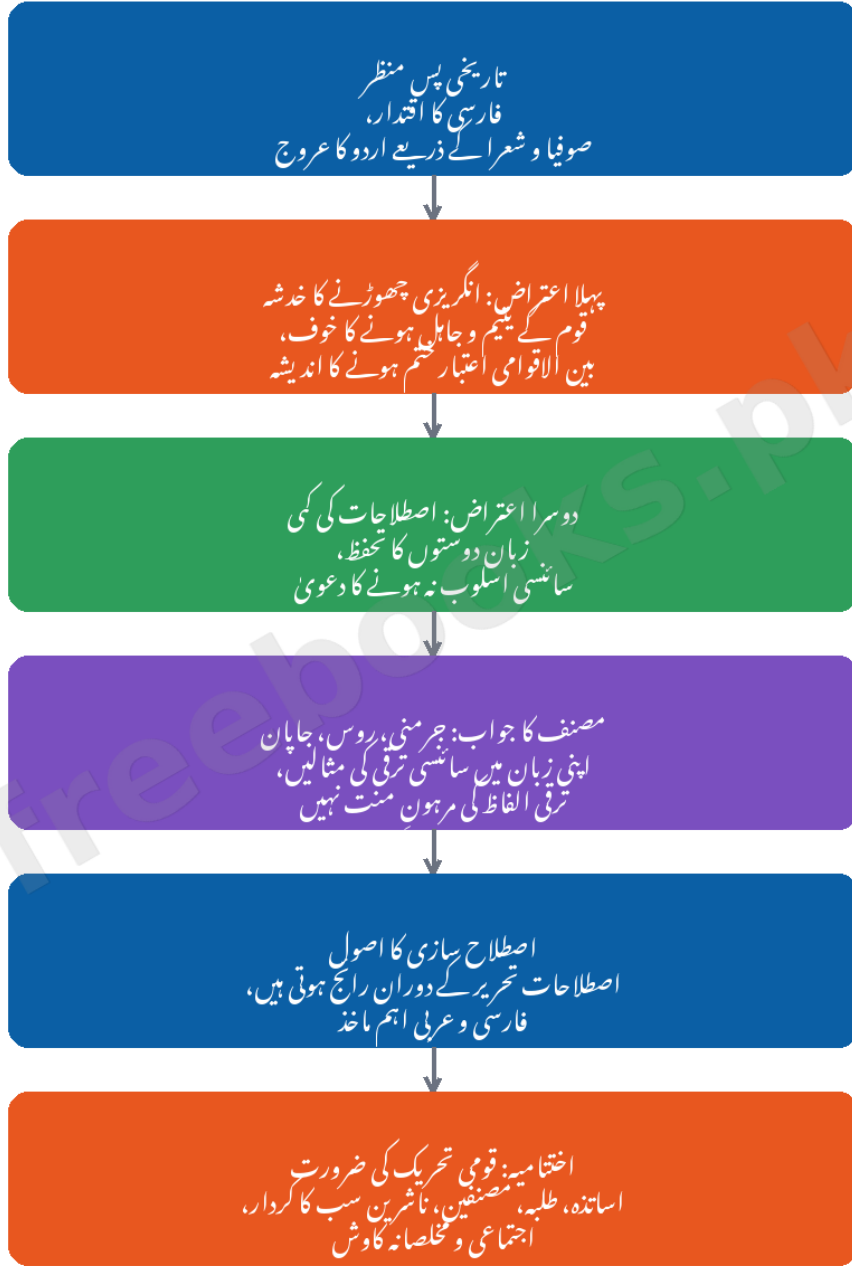
عوام کی اکثریت کی مشترکہ سوچ یا خیال۔

خاکہ

کچھ ذریعہ تعلیم کے باب میں: دلیل کے اہم مراحل: ایک خاکہ جو مضمون میں پیش کیے گئے دلائل کے چھ اہم مراحل کا خلاصہ دکھاتا ہے۔



کچھ ذریعہ تعلیم کے باب میں: دلیل کے مراحل



کچھ ذریعہ تعلیم کے باب میں: دلیل کے اہم مراحل

مختصر سوالات و جوابات

‘ذریعہ تعلیم’ سے کیا مراد ہے؟
وہ زبان جس کے ذریعے باقاعدہ تعلیم دی اور حاصل کی جاتی ہے، ذریعہ تعلیم کہلاتی ہے۔



برصغیر میں فارسی زبان کی کیا حیثیت رہی؟

جب تک فارسی سرکاری و دفتری زبان رہی، وہی علمی و ادبی زبان بھی رہی، حالانکہ اصل میں وہ ایک غیر ملکی زبان تھی۔

اردو کی ترویج میں سب سے پہلے کس نے بنیادی کردار ادا کیا؟

صوفیائے کرام اور علمائے عظام نے سب سے پہلے اردو کو تبلیغ دین کا ذریعہ بنا کر اس کی ترویج میں بنیادی کردار ادا کیا۔

‘اردو زبان میں علمی و فنی اصطلاحات کی کمی ہے’۔ یہ اعتراض مصنف کے نزدیک کہاں تک درست ہے؟

مصنف کے نزدیک یہ اعتراض غلط ہے، کیونکہ اصطلاحات علم کی ترقی کے ساتھ ساتھ خود بخود پیدا ہوتی ہیں، پہلے سے موجود ہونا ضروری نہیں۔

وہ کون سی اقوام ہیں جنہوں نے اپنی قومی زبان میں سائنس سمیت ہر میدان میں ترقی کی؟
مصنف کے مطابق جرمنی، روس اور جاپان نے اپنی اپنی قومی زبانوں میں سائنسی و صنعتی ترقی حاصل کی۔

اردو زبان کے دو اہم ماخذ کون سی زبانیں ہیں؟

فارسی اور عربی، اردو کی اصطلاح سازی کے دو اہم ماخذ ہیں۔

مصنف کے نزدیک سائنس کی ترقی کا انحصار کس بات پر ہے؟

مصنف کے نزدیک سائنس کی ترقی زبان میں پہلے سے موجود اصطلاحات کے ذخیرے پر منحصر نہیں، بلکہ خود سائنس کی ترقی زبان کے ذخیرے میں اضافہ کرتی ہے۔

ذریعہ تعلیم کا مسئلہ حل کرنے کے لیے مصنف نے آخر میں کیا تجویز دی؟

مصنف نے تجویز دی کہ اسے ایک قومی تحریک کی طرح چلایا جائے، جس میں اساتذہ، طلبہ، مصنفین، ناشرین اور تعلیمی و صنعتی ادارے سب حصہ لیں۔



تفصیلی سوالات و جوابات

اردو کو ذریعہ تعلیم بنانے کے حق میں مصنف کے دلائل کی وضاحت کریں۔

مصنف نے تاریخی پس منظر کیسے پیش کیا ہے؟

مصنف نے بتایا کہ اردو نے فارسی کے زیر اثر رہ کر بھی رفتہ رفتہ ترقی کی اور بالآخر اس کی جانشین بن گئی۔

مصنف نے دیگر اقوام کی کون سی مثالیں دی ہیں؟

جرمنی، روس اور جاپان کی مثالیں دی ہیں، جنہوں نے اپنی زبانوں میں سائنسی ترقی حاصل کی۔

اصطلاحات کے مسئلے پر مصنف کا موقف کیا ہے؟

مصنف کے نزدیک اصطلاحات علم کی ترقی کے ساتھ ساتھ خود پیدا ہوتی ہیں، پہلے جمع کرنا ضروری نہیں۔

مصنف اردو کی لسانی صلاحیت کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

مصنف کے مطابق اردو میں نئے الفاظ قبول کرنے کی غیر معمولی صلاحیت ہے، جو اسے جدید علوم کے لیے موزوں بناتی ہے۔

اردو کو ذریعہ تعلیم بنانے میں حائل رکاوٹوں اور ان کے تدارک پر مصنف کے خیالات بیان کریں۔

انگریزی چھوڑنے کا خوف کیا ہے اور مصنف اسے کیسے رد کرتے ہیں؟

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ انگریزی چھوڑنے سے قوم پسماندہ ہو جائے گی، مگر مصنف اسے دیگر اقوام کی مثالوں سے غلط ثابت کرتے ہیں۔

اصطلاحات کی کمی کا اعتراض کیسے پیش کیا جاتا ہے؟

کچھ زبان دوست بھی یہ کہتے ہیں کہ اردو میں سائنسی اصطلاحات کا فقدان ہے، اس لیے ابھی اسے ذریعہ تعلیم بنانے کا وقت نہیں آیا۔



مصنف قومی تحریک کی ضرورت پر کیوں زور دیتے ہیں؟

کیونکہ مصنف کے نزدیک یہ مسئلہ صرف چند ادارے یا حکومتی سرپرستی حل نہیں کر سکتی، اجتماعی کوشش درکار ہے۔

اس قومی تحریک میں کن لوگوں کا کردار اہم بتایا گیا ہے؟

اساتذہ، طلبہ، مصنفین، مؤلفین، ناشرین، تعلیمی حکام اور صنعتی و کاروباری ادارے، سب کا کردار اہم بتایا گیا ہے۔

معروضی سوالات (MCQs)

‘اس کی حیثیت ایک اچھی اور غیر ملکی زبان کی تھی’۔ اس بیان میں اشارہ ہے: (الف) عربی کی طرف (ب) فارسی کی طرف (ج) اردو کی طرف (د) دکنی کی طرف

درست جواب: (ب) فارسی کی طرف۔ اشارہ فارسی کی طرف ہے، جو برصغیر میں سرکاری زبان رہی۔

جس زبان کے اثر و اقتدار نے اردو کی ترقی کو روک رکھا، وہ ہے: (الف) انگریزی (ب) فارسی (ج) عربی (د) ہریانوی

درست جواب: (ب) فارسی۔ فارسی کے اثر و اقتدار نے ایک عرصے تک اردو کی ترقی روک رکھی۔

اردو زبان کو درباروں میں سلاطین اور امرا کی سرپرستی حاصل ہوئی: (الف) دہلی کے (ب) لکھنؤ کے (ج) دکن کے (د) گولکنڈہ کے

درست جواب: (الف) دہلی کے۔ مضمون کے مطابق دہلی کے درباروں میں اردو کو سلاطین و امرا کی سرپرستی حاصل ہوئی۔

نادان دوستوں کے بقول، انگریزی کا سایہ چھوڑنے سے قوم بن جائے گی: (الف) مفلس (ب) بدتہذیب (ج) بے ہنر (د) یتیم

درست جواب: (د) یتیم۔ نادان دوستوں کے خیال میں قوم یتیم اور جاہل ہو جائے گی۔

اردو کی ترقی سے قبل، برصغیر کی علمی زبان تھی: (الف) انگریزی (ب) صرف فارسی (ج) فارسی اور عربی (د) صرف عربی



درست جواب: (ج) فارسی اور عربی۔ اردو کی ترقی سے قبل فارسی اور عربی دونوں علمی زبانیں تھیں۔

نئے الفاظ کے قبول کرنے کی بڑی صلاحیت پائی جاتی ہے: (الف) عربی زبان میں (ب) فارسی زبان میں (ج) اردو زبان میں (د) انگریزی زبان میں
درست جواب: (ج) اردو زبان میں۔ مصنف کے مطابق اردو میں نئے الفاظ قبول کرنے کی غیر معمولی صلاحیت ہے۔

مصنف کے مطابق سائنسی ترقی کس چیز پر منحصر نہیں؟ (الف) محنت پر (ب) زبان میں پہلے سے موجود اصطلاحات کے ذخیرے پر (ج) تعلیم پر (د) قومی جذبے پر
درست جواب: (ب) زبان میں پہلے سے موجود اصطلاحات کے ذخیرے پر۔ مصنف کے نزدیک سائنسی ترقی زبان میں پہلے سے موجود اصطلاحات پر منحصر نہیں۔

مصنف نے اپنی مثال میں کن تین اقوام کا ذکر کیا ہے؟ (الف) فرانس، اٹلی، اسپین (ب) جرمنی، روس، جاپان (ج) چین، بھارت، مصر (د) ترکی، ایران، ملائیشیا
درست جواب: (ب) جرمنی، روس، جاپان۔ مصنف نے جرمنی، روس اور جاپان کی مثالیں دی ہیں۔

یہ مضمون ڈاکٹر ابواللیث صدیقی کی کس کتاب سے لیا گیا ہے؟ (الف) رفت و بود (ب) آج کا اردو ادب (ج) تاریخ زبان و ادب اردو (د) لکھنؤ کا دبستان شاعری
درست جواب: (ب) آج کا اردو ادب۔ یہ مضمون ان کی کتاب 'آج کا اردو ادب' سے لیا گیا ہے۔

ڈاکٹر ابواللیث صدیقی نے اردو لغت بورڈ کے چیف ایڈیٹر کے طور پر کتنے عرصے خدمات انجام دیں؟
(الف) 1955ء تا 1970ء (ب) 1962ء تا 1984ء (ج) 1970ء تا 1990ء (د) 1980ء تا 1994ء
درست جواب: (ب) 1962ء تا 1984ء۔ وہ 1962ء سے 1984ء تک اردو لغت بورڈ کے چیف ایڈیٹر رہے۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

• ڈاکٹر ابواللیث صدیقی (1916ء-1994ء): آگرہ میں پیدائش، علی گڑھ سے ایم اے / پی ایچ ڈی، لندن و کولمبیا میں لسانیات کی تعلیم، کراچی یونیورسٹی میں شعبہ اردو کے صدر، اردو لغت بورڈ کے چیف ایڈیٹر (1962-1984)۔



- اہم تصانیف: آج کا اردو ادب، تاریخ زبان و ادب اردو، روایت اور تجربے، اقبال اور مسلکِ تصوف، لکھنؤ کا دبستان شاعری؛ آپ بیتی: رفت و بود۔
- دلیل کے چھ مراحل: تاریخی پس منظر (فارسی و اردو)، انگریزی چھوڑنے کا خدشہ، اصطلاحات کی کمی کا اعتراض، جرمنی / روس / جاپان کی مثالیں، اصطلاح سازی کا اصول، قومی تحریک کی ضرورت۔
- مرکزی خیال: اردو سائنسی و علمی تعلیم کا ذریعہ بننے کی پوری صلاحیت رکھتی ہے؛ اصطلاحات کی کمی کوئی مستقل رکاوٹ نہیں۔
- اردو کی اصطلاح سازی کے دو اہم ماخذ: فارسی اور عربی۔
- یاد رکھیں: مضمون کا اصل عنوان 'کچھ ذریعہ تعلیم کے باب میں' ہے، 'بچوں کی تعلیم' نہیں۔

امتحانی نکات

- مضمون کے دلائل کو چھ مراحل میں ترتیب وار مختصر جملوں میں یاد رکھیں۔
- ڈاکٹر ابواللیث صدیقی کی اہم تاریخیں اور تصانیف الگ سے یاد رکھیں۔
- جرمنی، روس اور جاپان کی مثالیں امتحان میں اکثر پوچھی جاتی ہیں۔ انہیں ترتیب سے یاد رکھیں۔
- اصطلاح سازی کے اصول (اصطلاحات پہلے نہیں، علم کی ترقی کے ساتھ ساتھ بنتی ہیں) کی وضاحت مثال کے ساتھ لکھنا سیکھیں۔
- اہم اصطلاحات (ذریعہ تعلیم، اصطلاحاتِ علمیہ، قومی زبان) کی تعریفیں لفظ بہ لفظ یاد رکھیں۔



سبق 13: آدمی نامہ ((Aadmi Nama (Nazir Akbarabadi))

یہ نوٹس پنجاب بورڈ کے تحت جماعت دہم کی کتاب اردو (لازمی) کے تیرھویں سبق 'آدمی نامہ' پر مبنی ہیں، جو نظیر اکبر آبادی کی مشہور نظم ہے (ماخذ: کلیات نظیر)۔ یہ کتاب کے نظم کے حصے (حصہ نظم) کی پہلی نظم ہے۔

یہ نوٹس امتحانی پرچے کی ساخت کے مطابق تیار کیے گئے ہیں: ان میں بند و ارتشیح، مرکزی خیال، اہم الفاظ کے معنی اور مختصر و تفصیلی سوالات شامل ہیں۔ نوٹس Freebooks.pk نے تیار کیے ہیں۔

شاعر کا تعارف

نظیر اکبر آبادی کا اصل نام ولی محمد تھا۔ 1735ء میں پیدا ہوئے، مگر چوں کہ عمر کا بیشتر حصہ اکبر آباد (آگرہ) میں گزارا، اس لیے اپنے نام کے ساتھ 'اکبر آبادی' لکھتے تھے۔ احمد شاہ ابدالی کے حملے کے وقت اپنی ماں اور نانی کے ساتھ آگرہ منتقل ہو گئے۔ عربی، فارسی، ہندی اور کئی دیگر زبانیں جانتے تھے، مگر آزاد و قلندرانہ مزاج کے باعث امرا اور بادشاہوں کے درباروں سے دور رہے۔ نواب سعادت علی خان کی لکھنؤ آنے کی دعوت اور بھرت پور کے رئیس کی دعوت، دونوں ٹھکرا دیں۔ کچھ عرصہ ملازمت کے بعد آگرہ میں لالہ بلاس رام کے بچوں کے اتالیق (نجی معلم) ہو گئے۔ 1830ء میں 95 برس کی عمر میں انتقال کیا۔

نظیر اکبر آبادی نے میر و سودا اور انشا و جرأت کا زمانہ دیکھا، مگر اپنی آزاد طبیعت کے باعث سب سے الگ رہے۔ ان کی شاعری عوامی ہے۔ انھوں نے میلوں، تہواروں، موسموں، جانوروں اور روزمرہ زندگی کے عام موضوعات کو اپنی نظموں کا حصہ بنایا، اور غریب و مفلس طبقے سے متعلق موضوعات کو خاص اہمیت دی۔ انھیں اردو کی 'نظم گوئی' کو وسعت دینے اور اردو نظم کا بانی سمجھا جاتا ہے۔ ان کی مشہور ترین طویل نظم 'بنجارہ نامہ' ہے۔ کہا جاتا ہے کہ انھوں نے تقریباً دو لاکھ اشعار کہے، جن میں سے چھ ہزار کے قریب چھپی ہوئی صورت میں محفوظ ہیں۔

اہم اصطلاحات

مخمس



وہ نظم جس کے ہر بند میں پانچ مصرعے ہوں، مخمس کہلاتی ہے۔ نظیر اکبر آبادی کی نظم ’آدمی نامہ‘ مخمس کی ایک مثال ہے۔

مجاز مرسل

جب کسی لفظ کو اس کے حقیقی معنی کے بجائے کسی غیر حقیقی مگر متعلقہ معنی میں استعمال کیا جائے (اور تشبیہ کا تعلق نہ ہو) تو اسے مجاز مرسل کہتے ہیں؛ مثلاً ’آگ جل رہی ہے‘ کہنے سے مراد دراصل لکڑیاں جل رہی ہیں۔

کنایہ

ایسے الفاظ جو بات کو بلا واسطہ، چھپا کر کہیں۔ مجازی معنی مراد ہوں مگر حقیقی معنی میں بھی درست بیٹھیں؛ مثلاً ’سفید بالوں کا خیال کرنا‘ بڑھاپے کے لیے کنایہ ہے۔

نظم کا تعارف

زیرِ نصاب نظم ’آدمی نامہ‘ نظیر اکبر آبادی کے کلیات سے لی گئی ہے۔ اس میں شاعر نے پانچ پانچ مصرعوں کے بندوں میں یہ فلسفیانہ کیا ہے کہ دنیا میں چاہے کوئی بادشاہ ہو یا فقیر، عالی مرتبہ ہو یا حقیر، بالآخر ہر ایک ’آدمی‘ ہی ہے۔ انسانیت میں سب برابر ہیں۔

بند وار تشریح

بند اول: بادشاہ اور فقیر برابر

شاعر پہلے بند میں کہتا ہے: ’دنیا میں بادشاہ ہے، سو ہے وہ بھی آدمی / اور مفلس و گدا ہے، سو ہے وہ بھی آدمی / زردار، بے نوا ہے، سو ہے وہ بھی آدمی / نعمت جو کھا رہا ہے، سو ہے وہ بھی آدمی / کچھ جو مانگتا ہے، سو ہے وہ بھی آدمی۔‘ یعنی بادشاہ ہو یا فقیر، امیر ہو یا نادار، دولت کھانے والا ہو یا کچھ مانگنے والا۔ سب آدمی ہی ہیں، مرتبے کا فرق ان کی بنیادی انسانیت کو نہیں بدلتا۔

بند دوم: اولیائے کرام کا مرتبہ

دوسرے بند میں شاعر ابدال، قطب، غوث اور ولی جیسے بلند روحانی مرتبوں والوں کا ذکر کرتا ہے، جو زہد و ریاضت اور کشف و کرامات کے باوجود اسی انسانی دائرے میں رہتے ہیں: ’... حتیٰ کہ اپنے زہد و ریاضت کے زور سے /



خالق سے جا ملا ہے، سو ہے وہ بھی آدمی۔ ’یعنی روحانی بلندی حاصل کرنے والا بزرگ بھی بہر حال ایک ’آدمی‘ ہی رہتا ہے۔

بند سوم: جھوٹے خدائی دعوے دار

تیسرے بند میں شاعر تین جھوٹے خدائی دعوے داروں کی مثال دیتا ہے۔ فرعون جس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں غرق آب ہوا؛ شہاد جس نے ’باغ ارم‘ کے نام سے زمین پر مصنوعی جنت بنا کر خدائی کا دعویٰ کیا؛ اور نمرود جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کا حکم دیا مگر اللہ نے انہیں بچا لیا اور نمرود کا انجام عبرت ناک ہوا۔ شاعر کہتا ہے: ’یاں تک جو ہو چکا ہے، سو ہے وہ بھی آدمی‘۔ یعنی جتنے بھی خدائی کے جھوٹے دعوے دار گزرے، وہ سب بھی آخر کار محض آدمی ہی تھے۔

بند چہارم: انسان کا انسان سے سلوک

چوتھے بند میں شاعر انسان کے دوسرے انسان سے تعلق کے متضاد پہلو دکھاتا ہے۔ کبھی آدمی دوسرے آدمی پر اپنی جان وارتا ہے، اور کبھی آدمی ہی تیغ سے آدمی کو مارتا ہے۔ کبھی دھوکے سے ’گڑھی اتار‘ (فریب سے مال لے) لیتا ہے، اور کبھی مدد کے لیے پکارتا ہے۔ یعنی محبت اور دشمنی، دونوں انسانوں کے درمیان ہی جنم لیتی ہیں۔

بند پنجم: اختتامیہ – سب میں بڑا بھی آدمی

آخری بند میں شاعر کہتا ہے: ’اشراف اور کمینے سے لے شاہ تا وزیر / ہیں آدمی ہی صاحب عزت بھی اور حقیر / یاں آدمی مرید ہیں اور آدمی ہی پیر / اچھا بھی آدمی ہی کہلاتا ہے اے نظیر / اور سب میں جو بڑا ہے، سو ہے وہ بھی آدمی۔‘ نظیر اپنے تخلص کے ساتھ اختتام کرتے ہوئے یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ عزت والا ہو یا حقیر، مرید ہو یا پیر، اور سب سے بڑا انسان بھی۔ بہر حال ’آدمی‘ ہی رہتا ہے، انسانیت سب کا مشترکہ درجہ ہے۔

مرکزی خیال

اس نظم کا مرکزی خیال یہ ہے کہ دنیاوی رتبے، دولت، اقتدار یا روحانی بلندی کچھ بھی ہو، انسان بہر حال انسان ہی رہتا ہے۔ بادشاہ ہو یا فقیر، ولی ہو یا عام آدمی، ظالم ہو یا مظلوم، سب ’آدمی‘ کے دائرے میں شامل ہیں۔ نظیر اکبر آبادی نے اس نظم کے ذریعے انسانی مساوات اور عاجزی کا سبق دیا ہے، اور جھوٹے خدائی دعوے داروں کے



انجام سے یہ عبرت دلائی ہے کہ انسان خواہ کتنا ہی بلند مرتبہ کیوں نہ ہو جائے، اپنی بنیادی انسانی حیثیت سے باہر نہیں نکل سکتا۔

اہم الفاظ کے معنی

مُنکَر

انکار کرنے والا؛ نہ ماننے والا۔

کشف و کرامات

غیب کی باتوں کا انکشاف اور اولیائے کرام سے ظاہر ہونے والے خارقِ عادت کام۔

زُہد و ریاضت

دنیا سے بے رغبتی اور عبادت و ریاضت میں مشغول رہنا۔

تیغ

تلوار۔

اشراف

شریف لوگ، بلند خاندان و مرتبے والے۔

حقیر

کم تر، ذلیل، بے وقعت۔

قطب

تصوف میں ایک بلند روحانی مرتبہ رکھنے والی ہستی۔

تقویٰ

پرہیزگاری، خدا کا خوف رکھتے ہوئے گناہوں سے بچنا۔

قلاش

مفلس، نادار، کنگال۔

دروغ

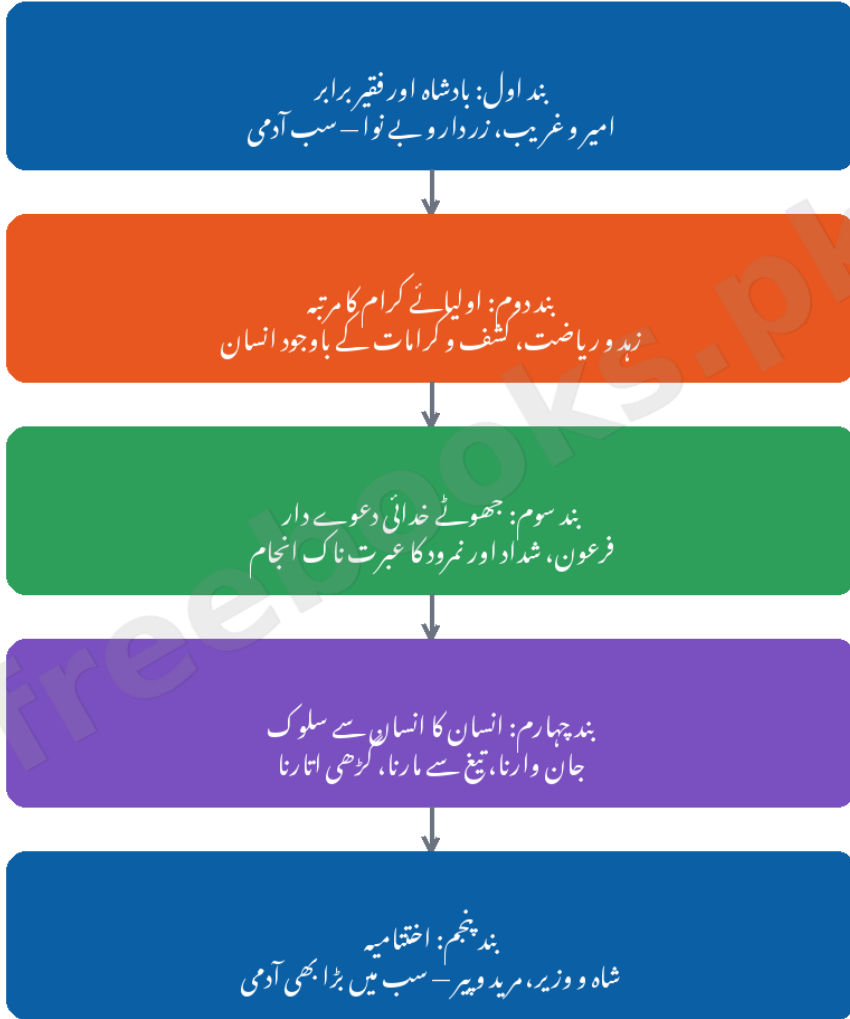


جھوٹ۔

خاکہ

آدمی نامہ: نظم کے پانچ بند: ایک خاکہ جو نظم کے پانچوں بندوں کے مرکزی خیال کا خلاصہ دکھاتا ہے۔

آدمی نامہ: نظم کے پانچ بند



آدمی نامہ: نظم کے پانچ بند

مختصر سوالات و جوابات

نظم 'آدمی نامہ' کس ہیئت میں تخلیق کی گئی ہے؟



یہ نظم محمّد کی پست میں لکھی گئی ہے، جس کے ہر بند میں پانچ مصرعے ہیں۔

فرعون، شداد اور نمرود کون تھے اور ان کی وجہ شہرت کیا تھی؟

تینوں نے خدائی کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے، شداد نے باغِ ارم بنا کر، اور نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈلا کر۔ تینوں کا انجام عبرت ناک ہوا۔

دنیا میں امیر و غریب اور اعلیٰ و ادنیٰ کا فرق کیوں ہے؟

یہ فرق ساجی (معاشرتی) ہے، فطری یا قدرتی نہیں۔ بنیادی طور پر سب انسان برابر ہیں۔

زہد و ریاضت کی وضاحت کریں۔

دنیا سے بے رغبتی اختیار کر کے عبادت و ریاضت میں مشغول رہنے کو زہد و ریاضت کہتے ہیں۔

گڑھی اتارنا کا کیا مطلب ہے؟

گڑھی اتارنا ایک محاورہ ہے، جس کا مطلب ہے دھوکے سے کسی کا مال لے لینا۔

نظم کا مرکزی خیال کیا ہے؟

دنیاوی رتبہ، دولت یا روحانی بلندی کچھ بھی ہو، انسان بہر حال انسان ہی رہتا ہے۔ سب آدمی برابر ہیں۔

نظیر اکبر آبادی نے اپنی نظم میں انسانی برابری کا تصور کیسے پیش کیا؟

بادشاہ اور فقیر، ولی اور عام آدمی، مرید اور پیر۔ سب کو آدمی کے ایک ہی دائرے میں دکھا کر انسانی برابری کا تصور پیش کیا۔

نظم 'آدمی نامہ' کس مجموعے سے لی گئی ہے؟

یہ نظم 'کلیاتِ نظیر' سے لی گئی ہے۔

تفصیلی سوالات و جوابات

نظم 'آدمی نامہ' کا خلاصہ اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔

پہلے بند میں شاعر نے کیا کہا ہے؟

بادشاہ ہو یا فقیر، دولت مند ہو یا مفلس۔ سب آدمی ہی ہیں، مرتبے کا فرق بنیادی انسانیت نہیں بدلتا۔



دوسرے اور تیسرے بند میں کن کرداروں کا ذکر ہے؟

دوسرے بند میں ابدال، قطب، غوث اور ولی جیسے صوفیائے کرام کا، اور تیسرے بند میں فرعون، شداد اور نمرود جیسے جھوٹے خدائی دعوے داروں کا ذکر ہے۔

چوتھے بند میں انسان کا انسان سے کیسا سلوک دکھایا گیا ہے؟

کبھی آدمی دوسرے آدمی پر جان وارتا ہے تو کبھی تلوار سے مارتا ہے یا دھوکے سے مال لے لیتا ہے۔

آخری بند کا پیغام کیا ہے؟

عزت والا ہو یا حقیر، پیر ہو یا مرید، اور سب سے بڑا بھی۔ بہر حال ہر ایک آدمی ہی رہتا ہے۔

نظیر اکبر آبادی کی نظم 'آدمی نامہ' کے ذریعے پیش کردہ سماجی مساوات کے پیغام کی وضاحت کریں۔

نظم میں امیر اور غریب کو کیسے برابر دکھایا گیا ہے؟

بادشاہ اور مفلس، زردار اور بے نوا۔ سب کو 'سوہے' وہ بھی آدمی 'کہہ کر ایک ہی صف میں کھڑا کیا گیا ہے۔

صوفیائے کرام کا مرتبہ اس مساوات کے پیغام میں کیسے فٹ بیٹھتا ہے؟

زہد و ریاضت اور کشف و کرامات کے باوجود، اولیائے کرام بھی بہر حال انسانی دائرے سے باہر نہیں جاتے۔

جھوٹے خدائی دعوے داروں کے انجام سے کیا سبق ملتا ہے؟

فرعون، شداد اور نمرود جیسے بڑے دعوے دار بھی آخر کار ذلت سے دوچار ہوئے، یعنی انسان خدائی کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

نظم کے مطابق نیکی اور بڑائی کا اصل معیار کیا ہے؟

دولت یا رتبہ نہیں، بلکہ اچھائی اور کردار ہی انسان کی اصل بڑائی کا معیار ہے، اور یہ بھی ایک آدمی ہی کی خوبی ہے۔



معروضی سوالات (MCQs)

‘اعلیٰ، ادنیٰ کی تقسیم ہے: (الف) فطری (ب) قدرتی (ج) ساجی (د) قانونی
درست جواب: (ج) ساجی۔ نظم کے مطابق اعلیٰ اور ادنیٰ کی تقسیم ساجی (معاشرتی) ہے، فطری نہیں۔
‘گڑھی اتارنا‘ کا مطلب ہے: (الف) دھوکے سے مال لینا (ب) عزت بگاڑنا (ج) مذاق کرنا (د) سرنگ لگانا

درست جواب: (الف) دھوکے سے مال لینا۔ ‘گڑھی اتارنا‘ کا مطلب ہے دھوکے سے کسی کا مال لے لینا۔
‘جان وارنا‘ قواعد کی رو سے ہے: (الف) ضرب المثل (ب) روزمرہ (ج) محاورہ (د) ترکیب لفظی
درست جواب: (ج) محاورہ۔ ‘جان وارنا‘ ایک محاورہ ہے۔

فرعون نے کس نبی کے مقابلے میں خدائی کا دعویٰ کیا؟ (الف) حضرت ابراہیم علیہ السلام (ب)
حضرت موسیٰ علیہ السلام (ج) حضرت نوح علیہ السلام (د) حضرت عیسیٰ علیہ السلام
درست جواب: (ب) حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں خدائی کا دعویٰ کیا۔

شداو نے کس نام سے زمین پر مصنوعی جنت بنائی؟ (الف) باغِ رضوان (ب) باغِ ارم (ج) باغِ فردوس
(د) باغِ خلد

درست جواب: (ب) باغِ ارم۔ شداو نے ‘باغِ ارم‘ کے نام سے زمین پر مصنوعی جنت بنائی تھی۔

نمرود نے کس نبی کو آگ میں ڈالنے کا حکم دیا؟ (الف) حضرت موسیٰ علیہ السلام (ب) حضرت
اسماعیل علیہ السلام (ج) حضرت ابراہیم علیہ السلام (د) حضرت یوسف علیہ السلام
درست جواب: (ج) حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کا حکم دیا تھا۔

نظم ‘آدمی نامہ‘ کس صنفِ سخن سے تعلق رکھتی ہے؟ (الف) غزل (ب) مخمس (ج) مرثیہ (د) قطعہ
درست جواب: (ب) مخمس۔ یہ نظم مخمس کی صنف سے تعلق رکھتی ہے، جس کے ہر بند میں پانچ مصرع ہوتے ہیں۔

نظیر اکبر آبادی کا اصل نام تھا: (الف) غلام محمد (ب) ولی محمد (ج) فضل محمد (د) کریم بخش



درست جواب: (ب) ولی محمد۔ نظیر اکبر آبادی کا اصل نام ولی محمد تھا۔

نظیر اکبر آبادی نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ کس شہر میں گزارا؟ (الف) لاہور (ب) دہلی (ج) اکبر آباد (آگرہ)
(د) لکھنؤ

درست جواب: (ج) اکبر آباد (آگرہ)۔ انہوں نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ اکبر آباد یعنی آگرہ میں گزارا۔

نظم 'آدمی نامہ' کس مجموعے سے لی گئی ہے؟ (الف) دیوانِ غالب (ب) کلیاتِ نظیر (ج) بانگِ درا (د)
بالِ جبریل

درست جواب: (ب) کلیاتِ نظیر۔ یہ نظم 'کلیاتِ نظیر' سے لی گئی ہے۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

• نظیر اکبر آبادی (1735ء-1830ء): اصل نام ولی محمد، آگرہ (اکبر آباد) میں سکونت، درباروں سے دوری، لالہ

بلاس رام کے بچوں کے اتالیق، مشہور نظم 'بنجارہ نامہ'۔

• نظم 'آدمی نامہ' 'ماخذ' کلیاتِ نظیر، صنف: مخمس (ہر بند میں پانچ مصرعے)۔

• پانچ بند: بادشاہ و فقیر برابر، اولیائے کرام کا مرتبہ، جھوٹے خدائی دعوے دار (فرعون، شداد، نمرود)، انسان کا

انسان سے سلوک، اختتامیہ۔ سب میں بڑا بھی آدمی۔

• مرکزی خیال: دنیاوی رتبہ یا روحانی بلندی کچھ بھی ہو، انسان بہر حال انسان ہی رہتا ہے۔ انسانی مساوات کا

پیغام۔

• اہم اصطلاحات: مخمس، مجاز مرسل، کنایہ کی تعریفیں اور مثالیں یاد رکھیں۔

• محاورے: 'جان وارنا'، 'گڑھی اتارنا' کے معنی امتحان میں اکثر پوچھے جاتے ہیں۔

امتحانی نکات

• نظم کے پانچوں بندوں کا خلاصہ ترتیب وار مختصر جملوں میں یاد رکھیں۔

• فرعون، شداد اور نمرود سے متعلق تفصیلات (کس نبی کے مقابلے میں، کیا انجام ہوا) الگ سے یاد رکھیں۔

• نظیر اکبر آبادی کی اہم تاریخیں اور 'بنجارہ نامہ' کا نام امتحان میں اکثر پوچھا جاتا ہے۔

• مخمس، مجاز مرسل اور کنایہ کی تعریفیں مثال کے ساتھ لکھنا سیکھیں۔ یہ سبق کے مقاصد کا اہم حصہ ہیں۔

• 'جان وارنا' اور 'گڑھی اتارنا' جیسے محاوروں کے معنی و استعمال جملوں میں لکھنے کی مشق کریں۔



سبق 14: نمودِ صبح (Namood-e-Subah (Mir Anees))

یہ نوٹس پنجاب بورڈ کے تحت جماعت دہم کی کتاب اردو (لازمی) کے چودھویں سبق 'نمودِ صبح' پر مبنی ہیں، جو میر انیس کے مشہور مرثیے کا 'چہرہ' (منظر کشی کا آغازی حصہ) ہے (ماخذ: مراثی انیس)۔

یہ نوٹس امتحانی پرچے کی ساخت کے مطابق تیار کیے گئے ہیں: ان میں بند وار تشریح، مرکزی خیال، اہم الفاظ کے معنی اور مختصر و تفصیلی سوالات شامل ہیں۔ نوٹس Freebooks.pk نے تیار کیے ہیں۔

شاعر کا تعارف

میر بر علی انیس 1802ء میں فیض آباد میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنی والدہ سے حاصل کی اور فن شاعری اپنے والد میر خلیق سے سیکھا۔ جب اودھ کا دار الحکومت فیض آباد سے لکھنؤ منتقل ہوا تو ان کا خاندان بھی لکھنؤ چلا آیا۔ ان کے پردادا میر ضاحک ہجو گوئی میں، دادا میر حسن ثنوی نگاری میں، اور والد میر خلیق مرثیہ گوئی میں معروف تھے۔ میر انیس خود اپنے آپ کو مرثیہ گوئی میں پانچویں پشت کا وارث قرار دیتے تھے۔

میر انیس نے مرثیہ نگاری میں وہ کمال حاصل کیا کہ اردو مرثیے کو بیانیہ شاعری کا اعلیٰ ترین نمونہ بنا دیا۔ مولانا محمد حسین آزاد نے انہیں صفائی کلام، لطفِ زبان، چاشنی محاورہ اور حسنِ اسلوب میں بے مثال قرار دیا۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے تقریباً دس ہزار مرثیے اور متعدد سلام کہے۔ اپنی خودداری کے باعث 1870ء میں نظام حیدر آباد کے دربار میں پیش ہونے کی دعوت بھی ٹھکرا دی۔ ان کے مرثیے 'مراثی انیس' کے نام سے دو ضخیم جلدوں میں شائع ہوئے۔ 10 دسمبر 1874ء کو لکھنؤ میں وفات پائی۔

اہم اصطلاحات

مرثیہ

لفظ 'رثا' سے ماخوذ، معنی ہے میت پر غم کا اظہار۔ اصطلاح میں وہ نظم جس میں میدانِ کربلا کے واقعات، شہیدانِ کربلا کی بہادری اور ان کی شہادت پر غم کا اظہار کیا جائے، مرثیہ کہلاتی ہے۔

مدرس



وہ نظم جس کے ہر بند میں چھ مصرع ہوں (چار مصرع ایک قافیہ کے، پھر دو مصرعوں کا مصرع)، مسدس کہلاتی ہے۔ 'نمودِ صبح' مسدس کی ایک مثال ہے۔

چہرہ

مرثیے کا وہ آغازی حصہ جو منظر کشی پر مشتمل ہوتا ہے؛ اس میں قدرتی مناظر اور موسم کا ذکر کیا جاتا ہے۔ 'نمودِ صبح' اسی حصے کی مثال ہے۔

سراپا

مرثیے کا وہ حصہ جس میں امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا حلیہ اور پیکریان کیا جاتا ہے۔

رخصت

مرثیے کا وہ حصہ جس میں امام حسین رضی اللہ عنہ کے گھر سے رخصت ہونے کا منظر جذباتی انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔

آمد

مرثیے کا وہ حصہ جس میں امام حسین رضی اللہ عنہ اور ساتھیوں کو میدانِ جنگ میں آتے دکھایا جاتا ہے۔

رجز

مرثیے کا وہ حصہ جس میں یزیدی لشکر کو للکارا جاتا ہے اور فخریہ انداز میں حسب و نسب بیان کیا جاتا ہے۔

رزم

مرثیے کا وہ حصہ جس میں لڑائی کے واقعات، تلواروں کی کاٹ اور گھوڑوں کی دوڑ بیان کی جاتی ہے۔

شہادت

مرثیے کا وہ حصہ جس میں امام حسین رضی اللہ عنہ اور ساتھیوں کی شہادت پر درد انداز میں بیان کی جاتی ہے۔

ماتم و دعا

مرثیے کا آخری حصہ، جس میں شہیدانِ کربلا کی شہادت پر ماتم کیا جاتا ہے اور دعا مانگی جاتی ہے۔



نظم کا تعارف

زیرِ نصاب نظم، نمودِ صبح، میر انیس کے ایک مرثیے کا 'چہرہ' ہے، جس میں شاعر نے صبح کے طلوع ہونے کا نہایت دل کش اور تصویری منظر پیش کیا ہے۔ رات کے ختم ہونے، ستاروں کے ماند پڑنے، سورج کے نکلنے اور فطرت کے جاگ اٹھنے کی کیفیت کو الفاظ کی مصوری سے بیان کیا گیا ہے۔

بند وار تشریح

بند اول: رات کا خاتمہ اور صبح کی آمد

شاعر کہتا ہے: 'طے کر چکا جو منزلِ شب، کاروانِ صبح / ہونے لگا افق سے ہویدا، نشانِ صبح / گردوں سے گونج کرنے لگے، اخترانِ صبح / ہر سو ہوئی بلند، صدائے اذانِ صبح۔' رات کا سفر ختم ہو چکا ہے اور افق پر صبح کے آثار نمودار ہو رہے ہیں، ستارے (کاروانِ صبح کے استعارے کے ساتھ) گونج رہے ہیں اور ہر طرف اذان کی آواز بلند ہو رہی ہے۔ بند کا اختتام: 'عالم تمام، مطلعِ انوار ہو گیا'۔ پوری کائنات روشنی کی جگہ بن گئی۔

بند دوم: سورج کا طلوع اور رات کا اختتام

شاعر خورشید (سورج) کو استعاراً رات کے چہرے سے نقاب اٹھاتا دکھاتا ہے: 'خورشید نے جو، رخ سے اٹھائی نقابِ شب / درِ گل گیا سحر کا، ہو ابند بابِ شب۔' ستاروں کا حساب مکمل ہو کر رات کی کتاب الٹ دی گئی ہے، اور سورج کو 'سلطانِ غرب و شرق' (مشرق و مغرب کا بادشاہ) کہہ کر اس کی حکمرانی کا نظم و نسق بحال ہونے کی منظر کشی کی گئی ہے۔

بند سوم: ستاروں کا ماند پڑنا

اس بند میں شاعر آسمان کے باغ (گلشنِ فلک) سے ستاروں کے یوں رخصت ہونے کا نقشہ کھینچتا ہے جیسے کوئی باغبان پھول توڑ کر لے جائے۔ چاند اور ستاروں پر گویا خزاں طاری ہو جاتی ہے اور کہکشاں کے پھل و شاخ مرجھا کر رہ جاتے ہیں۔ صبح کی آمد کے سامنے رات کی ساری رونق ماند پڑ جاتی ہے۔



بند چہارم: فطرت کی رونق اور یادِ خدا

شاعر چاند کے چھپنے اور صبح کے ظہور کے ساتھ پرندوں کے پرندوں کے جھنڈ (زمرہ پردازیِ طیور) کو یادِ خدا میں مصروف دکھاتا ہے: 'انساں زمیں پہ محو، ملک آسماں پر / جاری تھا ذکرِ قدرتِ حق ہر زبان پر۔' زمیں پر انسان اور آسمان پر فرشتے، سب اللہ کی قدرت کے ذکر میں محو ہیں۔

بند پنجم: صبح کے قدرتی مناظر

آخری بند میں شاعر مکمل قدرتی نظارہ پیش کرتا ہے: 'وہ سرخی شفق کی ادھر چرخ پر بہار / وہ بارور درخت، وہ صحرا، وہ سبزہ زار / شبِ نیم کے وہ گلوں پہ گہرہائے آبِ دار / پھولوں سے سب بھرا ہوا دامنِ کوہِ سار۔' 'افق کی سرخی، ہرے بھرے درخت، صحرا، سبزہ زار، شبِ نیم کے موتی جیسے قطرے، اور پہاڑی دامن میں کھلے پھول۔ سب مل کر صبح کے حسن کی مکمل تصویر بناتے ہیں، اور خوشبودار ٹھنڈی ہوا کے جھونکے (نسیم) اس منظر کو مزید دلکش بنادیتے ہیں۔

مرکزی خیال

اس نظم کا مرکزی خیال یہ ہے کہ صبح کی آمد قدرت کے حسن اور اللہ کی قدرتِ کاملہ کا بہترین مظہر ہے۔ رات کی تاریکی کے خاتمے سے لے کر سورج کے طلوع، ستاروں کے ماند پڑنے اور پرندوں کے جاگ اٹھنے تک، ہر منظر انسان کو یادِ خدا کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ چوں کہ یہ اقتباس ایک مرثیے کے 'چہرے' سے لیا گیا ہے، اس کا اصل مقصد قاری کے دل میں ایک پرسکون، دلکش فضا قائم کرنا ہے، جو آگے میدانِ کربلا کے پردرد واقعات بیان کرنے کی تمہید بنتی ہے۔

اہم الفاظ کے معنی

روئے شب تار

اندھیری رات کا چہرہ۔

اخترانِ صبح

صبح کے ستارے۔



گلشنِ فلک

آسمان کا باغ (استعاراً آسمان، جس میں ستارے پھولوں کی طرح ہیں)۔

کاروانِ صبح

صبح کا قافلہ (استعاراً رات کے خاتمے کی طرف بڑھتا وقت)۔

منزلِ شب

رات کا سفر / مرحلہ۔

گہرائیِ آبِ دار

چمکدار، صاف موتی (یہاں شبنم کے قطروں کے لیے استعمال)۔

ثمر و شاخِ کہکشاں

کہکشاں کا پھل اور شاخ (استعاراً ستارے، جو کہکشاں کے درخت کے پھل کی مانند ہیں)۔

گلِ مہتاب

چاند کا پھول (استعاراً چاند)۔

مطلعِ انوار

روشنیوں کے طلوع ہونے کی جگہ۔

زمرہ پر دازیِ طیور

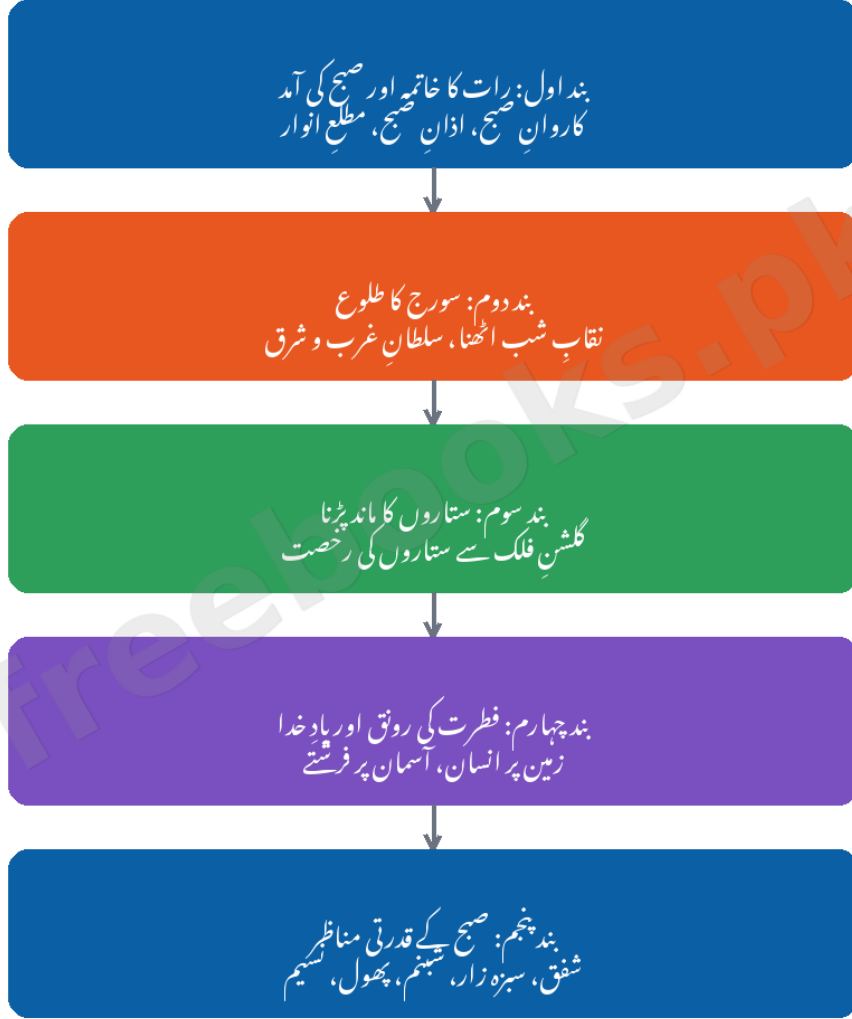
پرندوں کے جھنڈ کا اکٹھا ہونا / جمع ہونا۔

خاکہ

نمودِ صبح: نظم کے پانچ بند: ایک خاکہ جو نظم کے پانچوں بندوں میں بیان کیے گئے صبح کے مناظر کا خلاصہ دکھاتا ہے۔



نمودِ صبح: نظم کے پانچ بند



نمودِ صبح: نظم کے پانچ بند

مختصر سوالات و جوابات

‘مسدس’ نظم میں ہر بند میں کتنے مصرعے ہوتے ہیں؟

مسدس کے ہر بند میں چھ مصرعے ہوتے ہیں۔

میر انیس کی وجہ شہرت کس صنفِ ادب میں ہے؟

میر انیس کی وجہ شہرت مرثیہ گوئی میں ہے۔

مرثیہ کے اجزائے ترکیبی لکھیں۔



چہرہ، سراپا، رخصت، آمد، رجز، رزم، شہادت، اور ماتم و دعا۔ یہ مرثیے کے آٹھ اجزائے ترکیبی ہیں۔

‘زمرہ پردازی طیور’ کی وضاحت کریں۔

اس سے مراد پرندوں کا جھنڈ کی صورت میں اکٹھا ہونا اور یادِ خدا میں مصروف ہونا ہے۔

شبِ بنم کے قطروں کو کس سے تشبیہ دی گئی ہے؟

شبِ بنم کے قطروں کو چمکدار موتیوں (گہرے آبِ دار) سے تشبیہ دی گئی ہے۔

‘دامان کو ہسار’ کس سے بھرا ہوا تھا؟

دامان کو ہسار پھولوں سے بھرا ہوا تھا۔

نظم کے مطابق ہر زبان پر کس کا ذکر تھا؟

ہر زبان پر اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ذکر جاری تھا۔

‘نمودِ صبح’ نظم مرثیے کے کس جز میں شامل ہے؟

یہ نظم مرثیے کے ‘چہرہ’ نامی جز میں شامل ہے، جو منظر کشی پر مشتمل ہوتا ہے۔

تفصیلی سوالات و جوابات

نظم ‘نمودِ صبح’ کا خلاصہ اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔

پہلے بند میں شاعر نے کیا منظر پیش کیا ہے؟

رات کے سفر کے خاتمے اور افق پر صبح کے آثار نمودار ہونے کا منظر پیش کیا ہے، ساتھ اذان کی صدا بلند ہونے کا ذکر بھی ہے۔

دوسرے اور تیسرے بند میں کیا بیان ہوا ہے؟

سورج کے طلوع ہونے سے رات کے خاتمے کا، اور ستاروں کے آہستہ آہستہ ماند پڑنے کا منظر بیان ہوا ہے۔

چوتھے بند میں فطرت کی کیفیت کیسے دکھائی گئی ہے؟

زمین پر انسان اور آسمان پر فرشتے، سب اللہ کی قدرت کے ذکر میں محو دکھائے گئے ہیں۔



آخری بند میں کون سے قدرتی مناظر بیان کیے گئے ہیں؟

افق کی سرخی، سرسبز درخت، صحرا، شبنم کے قطرے اور پہاڑی دامن میں کھلے پھولوں کا منظر بیان کیا گیا ہے۔

’نمودِ صبح‘ میں میر انیس کی منظر نگاری کا فنی جائزہ لیں۔

شاعر نے صبح کو کن استعاروں سے بیان کیا ہے؟

صبح کو ’کاروان‘ اور سورج کو ’سلطانِ غرب و شرق‘ جیسے استعاروں سے بیان کیا گیا ہے۔

ستاروں اور چاند کو کن تشبیہات سے پیش کیا گیا ہے؟

ستاروں کو ’گلشنِ فلک‘ کے پھول اور چاند کو ’گلِ مہتاب‘ سے تشبیہ دی گئی ہے۔

شبنم اور پھولوں کی منظر کشی میں کیا خوبی نظر آتی ہے؟

شبنم کے قطروں کو موتیوں سے اور پہاڑی دامن کو پھولوں سے بھرا دکھا کر ایک مکمل تصویر کشی کی گئی ہے۔

یہ نظم مرثیے کے ’چہرہ‘ والے حصے کی نمائندہ کیوں ہے؟

کیونکہ اس میں قدرتی مناظر اور موسم کی تفصیلی منظر کشی کی گئی ہے، جو ’چہرہ‘ جز کی بنیادی خصوصیت ہے۔

معروضی سوالات (MCQs)

نظم ’نمودِ صبح‘ کے شاعر ہیں: (الف) میر انیس (ب) مرزا دبیر (ج) میر ضاحک (د) میر حسن
درست جواب: (الف) میر انیس۔ اس نظم کے شاعر میر انیس ہیں۔

’نمودِ صبح‘ مرثیے کے کس جز/رکن میں شامل ہے: (الف) سراپا (ب) دعا (ج) چہرہ (د) رزم
درست جواب: (ج) چہرہ۔ ’نمودِ صبح‘ مرثیے کے ’چہرہ‘ نامی جز میں شامل ہے۔

نظم ’نمودِ صبح‘ کی ہیئت ہے: (الف) مخمس (ب) مسبع (ج) مثلث (د) مسدس
درست جواب: (د) مسدس۔ اس نظم کی ہیئت مسدس ہے۔



‘اذانِ صبح’ اور ‘مطلعِ انوار’ کا ذکر کس بند میں موجود ہے: (الف) پہلے بند میں (ب) دوسرے بند میں (ج) تیسرے بند میں (د) چوتھے بند میں

درست جواب: (الف) پہلے بند میں۔ ‘اذانِ صبح’ اور ‘مطلعِ انوار’ کا ذکر پہلے بند میں موجود ہے۔

میر انیس نے سورج کو تشبیہ دی ہے: (الف) خوبصورت دو لہن سے (ب) سلطانِ غرب و شرق سے (ج) نیچے سے (د) مچھلی سے

درست جواب: (ب) سلطانِ غرب و شرق سے۔ میر انیس نے سورج کو ‘سلطانِ غرب و شرق’ سے تشبیہ دی ہے۔

آسمان پر یادِ خدا میں مصروف تھے: (الف) پرندے (ب) انسان (ج) جن (د) فرشتے
درست جواب: (د) فرشتے۔ نظم کے مطابق آسمان پر فرشتے یادِ خدا میں مصروف تھے۔

میر انیس کے والد کا نام تھا: (الف) میر حسن (ب) میر ضاحک (ج) میر خلیق (د) میر زاد بیر
درست جواب: (ج) میر خلیق۔ میر انیس کے والد کا نام میر خلیق تھا۔

میر انیس کی وفات ہوئی: (الف) 1870ء میں (ب) 1872ء میں (ج) 1874ء میں (د) 1880ء میں
درست جواب: (ج) 1874ء میں۔ میر انیس کی وفات 1874ء میں ہوئی۔

میر انیس کے مرثیے کس نام سے شائع ہوئے؟ (الف) دیوانِ انیس (ب) مراثنیِ انیس (ج) کلیاتِ انیس (د) بیاضِ انیس

درست جواب: (ب) مراثنیِ انیس۔ میر انیس کے مرثیے ‘مراثنیِ انیس’ کے نام سے شائع ہوئے۔

مرثیے کے آٹھ اجزائے ترکیبی میں سب سے آخری جز کون سا ہے؟ (الف) رزم (ب) شہادت (ج) ماتم و دعا (د) رجز

درست جواب: (ج) ماتم و دعا۔ مرثیے کا سب سے آخری جز ‘ماتم و دعا’ ہے۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

- میر انیس (1802ء-1874ء) بنیدائش فیض آباد، والد میر خلیق سے فنِ شاعری سیکھا، پانچویں پشت کے مرثیہ گو، تقریباً دس ہزار مرثیے، ‘مراثنیِ انیس’ کے نام سے دو جلدوں میں مرثیے شائع۔
- نظم ‘نمودِ صبح’ ماخذ ‘مراثنیِ انیس’، صنف: مسدس (ہر بند میں چھ مصرعے)، مرثیے کے ‘چہرہ’ حصے کی مثال۔



- پانچ بند: رات کا خاتمہ اور صبح کی آمد، سورج کا طلوع، ستاروں کا ماند پڑنا، فطرت کی رونق اور یادِ خدا، صبح کے قدرتی مناظر۔
- مرکزی خیال: صبح کی آمد قدرت کے حسن اور اللہ کی قدرتِ کاملہ کا مظہر ہے؛ یہ اقتباس مرثیے کے آگے آنے والے پروردِ واقعات کی تمہید ہے۔
- مرثیے کے آٹھ اجزائے ترکیبی: چہرہ، سراپا، رخصت، آمد، رجز، رزم، شہادت، ماتم و دعا۔ ترتیب سے یاد رکھیں۔
- اہم استعارے: کاروانِ صبح، سلطانِ غرب و شرق (سورج)، گلِ مہتاب (چاند)، گلشنِ فلک (آسمان)۔

امتحانی نکات

- نظم کے پانچوں بندوں کا خلاصہ ترتیب وار مختصر جملوں میں یاد رکھیں۔
- مرثیے کے آٹھ اجزائے ترکیبی کو ترتیب سے (چہرہ سے ماتم و دعا تک) ازبر کریں۔ یہ سبق کا اہم ترین حصہ ہے۔
- میر انیس کے خاندان کی تین پشتوں (میر ضاحک، میر حسن، میر خلیق) کی تخصص کے مطابق شناخت یاد رکھیں۔
- مشکل مرکبات (کاروانِ صبح، اخترانِ صبح، گلشنِ فلک وغیرہ) کے معنی لکھنے کی مشق کریں۔
- تشبیہات و استعارات (سورج = سلطانِ غرب و شرق، چاند = گلِ مہتاب) امتحان میں اکثر پوچھے جاتے ہیں۔



سبق 15: خطاب بہ جوانانِ اسلام (Khitab ba Jawanan-e-Islam)

((Allama Iqbal))

یہ نوٹس پنجاب بورڈ کے تحت جماعت دہم کی کتاب اردو (لازمی) کے پندرہویں سبق 'خطاب بہ جوانانِ اسلام' پر مبنی ہیں، جو علامہ محمد اقبال کی مشہور خطابیہ نظم ہے (ماخذ: بانگِ درا)۔

یہ نوٹس امتحانی پرچے کی ساخت کے مطابق تیار کیے گئے ہیں: ان میں خیال و ارتشیح، مرکزی خیال، اہم الفاظ کے معنی اور مختصر و تفصیلی سوالات شامل ہیں۔ نوٹس Freebooks.pk نے تیار کیے ہیں۔

شاعر کا تعارف

علامہ محمد اقبال ہمارے قومی اور ملی شاعر، مفکر اور نظریہ پاکستان کے خالق ہیں۔ آپ 9 نومبر 1877ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام شیخ نور محمد تھا۔ ابتدائی تعلیم سیالکوٹ سے حاصل کی اور گورنمنٹ کالج لاہور سے فلسفے میں ایم اے کیا۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے یورپ گئے، کیمبرج سے تعلیم حاصل کی، بار ایٹ لا کی سند لی اور میونخ (جرمنی) سے فلسفے میں پی ایچ ڈی کی۔ وطن واپسی پر وکالت کا پیشہ اختیار کیا۔ 1930ء میں خطبہ الہ آباد میں مسلمانوں کے لیے ایک الگ مملکت کا نظریہ پیش کیا۔ 21 اپریل 1938ء کو انتقال ہوا اور لاہور میں بادشاہی مسجد کے قریب حضوری باغ میں دفن ہوئے۔

علامہ اقبال نے اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں فکر انگیز اور پرسوز شاعری کی۔ انہوں نے غزل گوئی سے شاعری کا آغاز کیا مگر بعد میں نظم نگاری کی طرف مائل ہو گئے کیونکہ یہ قوم تک اپنا پیغام پہنچانے کا زیادہ مؤثر ذریعہ تھا۔ اپنی شاعری میں خودی، زندگی، کائنات، عشق، عقل و خرد، تصوف اور قومیت جیسے فلسفیانہ موضوعات پیش کیے۔ 'بانگِ درا' (1924ء)، 'بالِ جبریل' (1935ء) اور 'ضربِ کلیم' (1936ء) ان کی اردو شاعری کے مجموعے ہیں، جب کہ 'اسرارِ خودی'، 'رموزِ بے خودی'، 'پیامِ مشرق'، 'زبورِ عجم'، 'جاوید نامہ'، 'پس چہ باید کرد' اور 'ارمغانِ حجاز' (جس کا غالب حصہ فارسی میں ہے) ان کے فارسی مجموعے ہیں۔



اہم اصطلاحات

خودی

علامہ اقبال کے فلسفے کی بنیادی اصطلاح، جس سے مراد انسان کی داخلی قوت، خود اعتمادی اور اپنی صلاحیتوں کا شعور ہے۔ اقبال کے نزدیک خودی کی تکمیل ہی زندگی کا اصل مقصد ہے۔

نظم خطابیہ

وہ نظم جس میں شاعر براہ راست کسی فرد، گروہ یا قوم کو مخاطب کر کے اپنی پیغام پہنچاتا ہے۔ 'خطاب بہ جوانانِ اسلام' میں اقبال براہ راست مسلمان نوجوانوں کو مخاطب کرتے ہیں۔

استعارہ

جب لفظ اپنے حقیقی معنوں کے بجائے مجازی معنوں میں استعمال ہو اور حقیقی اور مجازی معنوں میں تشبیہ کا تعلق ہو تو یہ استعارہ کہلاتا ہے، جیسے: پھول مہکا، شیر چنگھاڑا۔

ارکانِ استعارہ

استعارے کے تین ارکان ہیں: مستعار منہ (وہ خوبی جس سے مستعار لی جائے)، مستعار لہ (وہ چیز جس کے لیے مستعار لیا جائے) اور وجہ جامع (وہ خوبی جو دونوں میں مشترک پائی جائے)۔

نظم کا تعارف

زیرِ نصاب نظم 'خطاب بہ جوانانِ اسلام' علامہ اقبال کی خطابیہ نظموں میں سے ہے، جس میں شاعر مسلمان نوجوانوں کو مخاطب کر کے انہیں ان کے آباؤ اجداد یعنی ابتدائی دور کے عربوں کی عظمت، ان کی سادگی میں پوشیدہ فقر و استغنا اور ان کے علمی ورثے کی یاد دلاتے ہیں، اور موجودہ زوال پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے نوجوانوں کو بیداری اور خود اعتمادی کی دعوت دیتے ہیں۔



خیال وار تشریح

خیال اول: خطاب اور میداری کی پکار

نظم کا آغاز براہِ راست مسلمان نوجوان سے سوال کے ساتھ ہوتا ہے کہ کیا اس نے کبھی اپنے اجداد کی عظمت پر غور و فکر کیا؟ شاعر یاد دلاتا ہے کہ وہ نوجوان اسی روشن آسمان کا ٹوٹا ہوا تارا ہے جو کبھی پوری قوت سے چمکتا تھا۔ یعنی موجودہ مسلمان اس عظیم قوم کی زوال پذیر باقیات ہیں جو کبھی جہاں پر چھائی ہوئی تھی۔

خیال دوم: عرب کی تہذیبی عظمت

شاعر بیان کرتا ہے کہ اسی قوم نے اسے محبت کی آغوش میں پالا تھا، جس نے کبھی بادشاہوں کے تاج اپنے پاؤں تلے روند دیے تھے۔ صحرائے عرب، جو کبھی محض شتر بانوں کا مسکن تھا، اسی قوم کے ہاتھوں 'متمدن آفریں' اور 'خلاق آئین' جہاں داری یعنی تہذیب و تمدن اور نظامِ حکمرانی کی بنیاد بنا۔

خیال سوم: فقر و استغنا کی شان

شاعر ان اسلاف کے فقر (دنیاوی مال و متاع سے بے نیازی) کا ذکر کرتا ہے، اور اسی مناسبت سے حافظ شیرازی کا ایک فارسی شعر نقل کرتا ہے جس کا مفہوم ہے کہ خوب صورت چہرے کو سنوارنے کی کوئی حاجت نہیں۔ وہ اس قدر غیور اور خود دار تھے کہ گدائی کی حالت میں بھی امیر شخص انہیں صدقہ دیتے ہوئے ان کی عزت نفس مجروح ہونے کے خوف سے ہچکچاتا تھا۔

خیال چہارم: ماضی اور حال کا موازنہ

شاعر افسوس کے ساتھ کہتا ہے کہ آج کے مسلمانوں کا ان اسلاف سے کوئی نسبت باقی نہیں رہا: وہ عمل اور کردار کے پیکر تھے، ہم محض باتیں کرنے والے؛ وہ ثابت (مستقل) ستارے تھے، ہم سیارے (بھٹکنے والے) بن چکے ہیں۔ اسلاف کی جو میراث ہمیں ملی تھی، ہم نے اپنی غفلت اور کاہلی سے اسے گنوا دیا اور آسمانوں کی بلندی (ثریا) سے زمین پر آرہے۔



خیال پنجم: علم کا ورثہ اور یورپ کی مقروضی

شاعر واضح کرتا ہے کہ سیاسی حکومت و اقتدار ایک عارضی چیز تھی جس کا کھونا اتنا افسوس ناک نہیں، کیونکہ دین اسلام کی بنیاد کسی مستقل سلطنت پر نہیں۔ اصل نقصان علم کے وہ موتی ہیں۔ اسلاف کی وہ قیمتی کتابیں۔ جنہیں آج یورپ کے کتب خانوں میں محفوظ دیکھ کر دل کو رنج و حیرت کے ملے جلے احساس سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

خیال ششم: اختتامی تلمیح۔ حضرت یعقوب و یوسف علیہما السلام

نظم کا اختتام ایک اور فارسی شعر پر ہوتا ہے جس میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے دورِ فراق کی تاریکی اور حضرت یوسف علیہ السلام کے نور کی طرف تلمیحاً اشارہ کیا گیا ہے۔ اس سے شاعر پیغام دیتا ہے کہ مسلمانوں کے موجودہ دورِ زوال کی تاریکی میں بھی امید کی روشنی پوشیدہ ہے، بشرطیکہ وہ اسے پہچان سکیں۔

مرکزی خیال

اس نظم کا مرکزی خیال یہ ہے کہ مسلمان نوجوانوں کو اپنے اسلاف کی عظمت، ان کے فقر و استغنا اور ان کے علمی ورثے کو یاد کر کے اپنی موجودہ پستی کا شعور حاصل کرنا چاہیے، تاکہ وہ خود اعتمادی اور مقصدِ حیات کے ساتھ دوبارہ عروج کی راہ پر گامزن ہو سکیں۔ علامہ اقبال کے نزدیک یہی وہ 'خودی' کی بیداری ہے جو کسی قوم کے احیا کے لیے ناگزیر ہے۔

اہم الفاظ کے معنی

گہوارا

جھولا؛ استعارتاً ابتدائی پرورش کی جگہ۔

صحرا نشین

صحرا میں رہنے والا، بادیہ نشین۔

نظارہ

منظر، دیکھنے کی چیز۔



جہاں داری
دنیا پر حکمرانی، نظم سلطنت چلانا۔

تدبر
غور و فکر کرنا، سوچ بچار۔

میراث
ورثہ، وہ چیز جو آباؤ اجداد سے ملے۔

غیور
غیر متند، خوددار۔

ثریا
ستاروں کا ایک معروف جھرمٹ، آسمان کی بلندی کی علامت۔

خلاق
پیدا کرنے والا، تخلیق کار۔

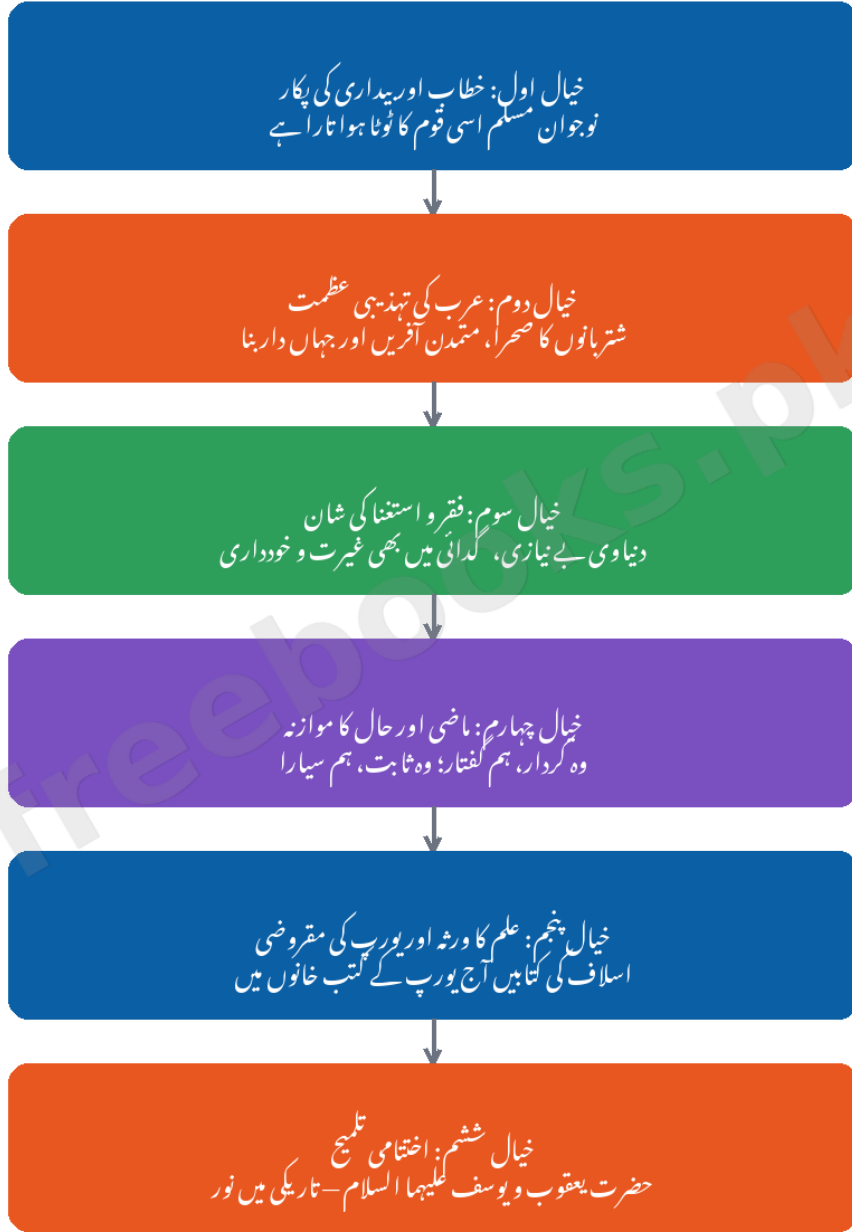
منعم
نعمت دینے والا، مال دار اور سخی شخص۔

خاکہ

خطاب بہ جوانانِ اسلام: نظم کے چھ خیالات: ایک خاکہ جو نظم میں بیان کیے گئے چھ بنیادی خیالات کا خلاصہ دکھاتا ہے۔



خطاب بہ جوانانِ اسلام: نظم کے چھ خیالات



خطاب بہ جوانانِ اسلام: نظم کے چھ خیالات

مختصر سوالات و جوابات

‘خطاب بہ جوانانِ اسلام’ کے کیا معنی ہیں؟

اس کے معنی ہیں، ‘اسلام کے نوجوانوں سے خطاب’؛ یعنی نظم میں شاعر براہِ راست مسلمان نوجوانوں کو مخاطب کرتا ہے۔



علامہ اقبال نے مسلمان نوجوان کو ٹوٹا ہوا تارا کیوں کہا ہے؟
کیونکہ موجودہ مسلمان نوجوان اس عظیم اور روشن قوم کی زوال پذیر باقیات ہیں جو کبھی پوری آب و تاب سے
چمکتی تھی۔

صحرائے عرب میں کیا انقلاب آیا تھا؟
صحرائے عرب، جو کبھی محض شتربانوں کا مسکن تھا، اسلاف کے ہاتھوں تہذیب و تمدن اور عالمی نظامِ حکمرانی کا
مرکز بن گیا۔

علامہ اقبال نے مسلمانوں کے زوال کی کیا وجہ بتائی ہے؟
غفلت اور کاہلی کے باعث اسلاف کی میراث گنوا دینا زوال کی بنیادی وجہ بتائی گئی ہے۔

فکرِ اقبال کی روشنی میں 'فقر' کی دو خصوصیات لکھیں۔
فقر کی دو خصوصیات: دنیاوی زیب و زینت سے بے نیازی، اور خودداری کے باعث گدائی میں بھی عزتِ نفس
کا قائم رہنا۔

نظم کے مطابق منعم غریب کو بخشش دیتے ہوئے کیوں ہچکچاتا تھا؟
کیونکہ اسلاف اس قدر غیور تھے کہ منعم کو ان کی عزتِ نفس مجروح ہونے کا خوف رہتا تھا۔

ثابت 'اور' سیارا' سے کیا مراد لی گئی ہے؟
ثابت 'سے مراد مستقل، غیر متحرک ستارہ اور 'سیارا' سے مراد بھٹکنے والا، متحرک ستارہ ہے؛ اسلاف کو ثابت
اور موجودہ نسل کو سیارے سے تشبیہ دی گئی ہے۔

نظم کے مقطع میں کس واقعے کی طرف اشارہ ہے؟
نظم کے مقطع میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے فراق کی تاریکی اور حضرت یوسف علیہ السلام کے نور کی طرف
تلمیحاً اشارہ ہے۔



تفصیلی سوالات و جوابات

’خطاب بہ جوانانِ اسلام‘ میں علامہ اقبال نے مسلمانوں کے ماضی اور حال کا تقابل کس طرح پیش کیا ہے؟ تفصیل سے لکھیں۔

نظم کا آغاز کس انداز میں ہوتا ہے اور نوجوان مسلم کو کیا یاد دلایا گیا ہے؟

نظم کا آغاز نوجوان مسلم سے سوال کے ساتھ ہوتا ہے اور اسے یاد دلایا جاتا ہے کہ وہ اس عظیم قوم کا ’ٹوٹا ہوا تارا‘ ہے جو کبھی پوری آب و تاب سے چمکتی تھی۔

عربوں کی ماضی کی تہذیبی عظمت کو کن الفاظ میں بیان کیا گیا ہے؟

صحرائے عرب کو ’متمدن آفریں‘ اور ’خلاق آئین جہاں داری‘ جیسے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے، یعنی شتربانوں کی سرزمین تہذیب و حکمرانی کا مرکز بن گئی۔

فقر و استغنا کی روایت کس طرح پیش کی گئی ہے؟

حافظ شیرازی کے شعر کے حوالے سے بتایا گیا ہے کہ اسلاف دنیاوی زیب و زینت سے بے نیاز اور اس قدر غیور تھے کہ گدائی میں بھی عزت نفس قائم رکھتے تھے۔

موجودہ دور کے مسلمانوں پر نظم میں کیا تنقید کی گئی ہے؟

یہ کہا گیا ہے کہ ہم عمل کے بجائے محض گفتار کے دھنی بن چکے ہیں اور اپنی غفلت سے اسلاف کی میراث گنوا بیٹھے ہیں۔

نظم کے آخری حصے میں علم کی اہمیت اور مقطع کے فارسی شعر کی تلمیح پر بحث کریں۔

علامہ اقبال کے نزدیک سیاسی حکومت اور علمی ورثے میں کیا فرق ہے؟

سیاسی حکومت ایک عارضی چیز تھی جس کا کھونا اتنا اہم نہیں، جب کہ علمی ورثہ (کتابیں) دائمی قدر رکھتا ہے اور اس کا کھونا اصل نقصان ہے۔



یورپ کی ترقی میں مسلمان علما کی کتابوں کا کیا کردار بتایا گیا ہے؟

یہ بتایا گیا ہے کہ اسلاف کے علم کے موتی یعنی ان کی کتابیں آج یورپ کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں، جو یورپ کی سائنسی ترقی کی بنیاد بنیں۔

مقطع کے فارسی شعر میں حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہما السلام کا کیا واقعہ بیان ہوا ہے؟

حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی میں تاریک دور سے گزرے، مگر انہی کے نور کی بدولت روشنی لوٹ آئی۔ اسی تلخیص کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

اس تلخیص سے علامہ اقبال کیا پیغام دینا چاہتے ہیں؟

پیغام دیا گیا ہے کہ مسلمانوں کے موجودہ دور زوال کی تاریکی میں بھی امید اور روشنی کا امکان پوشیدہ ہے۔

معروضی سوالات (MCQs)

نظم میں شامل پہلے فارسی شعر کے خالق کون ہیں؟ (الف) حافظ شیرازی (ب) فردوسی (ج) رومی (د) سعدی

درست جواب: (الف) حافظ شیرازی۔ نظم میں شامل پہلا فارسی شعر حافظ شیرازی کا ہے، جیسا کہ متن کے حاشیے میں بتایا گیا ہے۔

مشہور بادشاہ 'دارا' کا تعلق تھا: (الف) قدیم یونان سے (ب) قدیم ایران سے (ج) قدیم روم سے (د) قدیم مصر سے

درست جواب: (ب) قدیم ایران سے۔ بادشاہ 'دارا' کا تعلق قدیم ایران سے تھا۔

اسلاف کی میراث گنوانے کی وجہ سے آسمان نے ہمیں دے مارا: (الف) مرتخ سے زمین پر (ب) چاند سے زمین پر (ج) ثریا سے زمین پر (د) مشتری سے زمین پر

درست جواب: (ج) ثریا سے زمین پر۔ نظم کے مطابق ثریا سے زمین پر دے مارا گیا۔

ثابت 'اور' سیار 'قواعد کی رو سے ہیں: (الف) مترادف الفاظ (ب) متضاد الفاظ (ج) متلازم الفاظ (د) تشابہ الفاظ



درست جواب: (ب) متضاد الفاظ۔ ثابت 'اور' سیارا 'متضاد الفاظ ہیں۔

منعم گدا کے ڈر سے ہچکچاتا تھا: (الف) سامنا کرنے کا (ب) بولنے کا (ج) بخشش کا (د) عطا کرنے کا
درست جواب: (ج) بخشش کا۔ منعم گدا کے ڈر سے بخشش دینے میں ہچکچاتا تھا۔

نظم 'خطاب بہ جوانان اسلام' کس مجموعہ کلام میں شامل ہے؟ (الف) بانگ درا (ب) بال جبریل (ج)
ضربِ کلیم (د) ارمغانِ حجاز

درست جواب: (الف) بانگ درا۔ یہ نظم 'بانگ درا' (1924ء) میں شامل ہے۔

علامہ اقبال کس شہر میں پیدا ہوئے؟ (الف) لاہور (ب) سیالکوٹ (ج) کراچی (د) ملتان
درست جواب: (ب) سیالکوٹ۔ علامہ اقبال سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔

علامہ اقبال نے فلسفے میں پی ایچ ڈی کہاں سے کی؟ (الف) کیمبرج (ب) لندن (ج) میونخ، جرمنی (د)
پیرس

درست جواب: (ج) میونخ، جرمنی۔ علامہ اقبال نے میونخ، جرمنی سے فلسفے میں پی ایچ ڈی کی۔

علامہ اقبال نے مسلمانوں کے لیے الگ ملک کا نظریہ کس خطبے میں پیش کیا؟ (الف) خطبہ الہ آباد (ب)
خطبہ لاہور (ج) خطبہ دہلی (د) خطبہ کراچی

درست جواب: (الف) خطبہ الہ آباد۔ علامہ اقبال نے یہ نظریہ 1930ء کے خطبہ الہ آباد میں پیش کیا۔

نظم کے مقطع میں مذکور 'پیر کنعاں' کس پیغمبر کی طرف اشارہ ہے؟ (الف) حضرت موسیٰ علیہ السلام
(ب) حضرت یعقوب علیہ السلام (ج) حضرت ابراہیم علیہ السلام (د) حضرت نوح علیہ السلام
درست جواب: (ب) حضرت یعقوب علیہ السلام۔ 'پیر کنعاں' سے مراد حضرت یعقوب علیہ السلام ہیں۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

• علامہ محمد اقبال (1877ء-1938ء) بنیاد ایشیائی سیالکوٹ، والد شیخ نور محمد، گورنمنٹ کالج لاہور سے فلسفے میں ایم اے، میونخ سے پی ایچ ڈی، 1930ء کے خطبہ الہ آباد میں الگ مسلم مملکت کا نظریہ پیش کیا، نظریہ پاکستان کے خالق۔

• نظم 'خطاب بہ جوانان اسلام' ماخذ 'بانگ درا' (1924ء)، صنف: خطابیہ نظم، براہ راست مسلمان نوجوانوں سے خطاب۔



- چھ خیالات: خطاب اور بیداری کی پکار، عرب کی تہذیبی عظمت، فقر و استغنا کی شان، ماضی اور حال کا موازنہ، علم کا ورثہ اور یورپ کی مقروضی، اختتامی کلیج (حضرت یعقوب و یوسف علیہما السلام)۔
- مرکزی خیال: اسلاف کی عظمت، فقر اور علمی ورثے کی یاد سے خود اعتمادی اور 'خودی' کی بیداری کا پیغام۔
- استعارہ کے تین ارکان: مستعار منہ، مستعار لہ، وجہ جامع۔ ترتیب سے یاد رکھیں۔
- اہم اصطلاحات: خودی، نظم خطابیہ، استعارہ، ارکان استعارہ۔

امتحانی نکات

- نظم کے چھ خیالات کو ترتیب وار مختصر جملوں میں یاد رکھیں۔
- استعارے کے تین ارکان (مستعار منہ، مستعار لہ، وجہ جامع) کی تعریف اور مثال دونوں یاد رکھیں۔ امتحان میں اکثر پوچھے جاتے ہیں۔
- علامہ اقبال کی اہم کتابوں (اردو: بانگ درا، بال جبریل، ضربِ کلیم؛ فارسی: اسرارِ خودی وغیرہ) کی فہرست ازبر کریں۔
- مشکل مرکبات و استعارات (ٹوٹا ہوا تارا، ثریا سے زمین پر، ثابت و سیارا) کے مفہوم لکھنے کی مشق کریں۔
- 1930ء کا خطبہ الہ آباد اور اس کی تاریخی اہمیت یاد رکھیں۔ امتحان میں اکثر پوچھا جاتا ہے۔



سبق 16: وغیرہ (Waghera (Anwar Masood))

یہ نوٹس پنجاب بورڈ کے تحت جماعت دہم کی کتاب اردو (لازمی) کے سولہویں سبق 'وغیرہ' پر مبنی ہیں، جو انور مسعود کی مشہور طنزیہ و مزاحیہ نظم ہے (ماخذ: دیوارِ گریہ)۔

یہ نوٹس امتحانی پرچے کی ساخت کے مطابق تیار کیے گئے ہیں: ان میں شعروار تشریح، مرکزی خیال، اہم الفاظ کے معنی اور مختصر و تفصیلی سوالات شامل ہیں۔ نوٹس Freebooks.pk نے تیار کیے ہیں۔

شاعر کا تعارف

انور مسعود پاکستان کے معروف شاعر، مزاح نگار اور استاد ہیں، جو اردو، پنجابی اور فارسی زبانوں میں شاعری کرتے ہیں۔ آپ 8 نومبر 1935ء کو کتلہ، ضلع گجرات (پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گجرات اور لاہور میں حاصل کی۔ مالی مشکلات کے باوجود تعلیمی سلسلہ جاری رکھا اور 1961ء میں پنجاب یونیورسٹی، لاہور کے اورینٹل کالج سے فارسی میں ایم اے امتیازی نمبروں (گولڈ میڈل) کے ساتھ کیا۔ اس کے بعد محکمہ تعلیم سے وابستہ ہو گئے اور اٹک، چکوال اور ڈیرہ غازی خان کے کالجوں کے ساتھ ساتھ گورنمنٹ کالج، سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی میں بھی فارسی کے استاد کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ ان کی شاعری میں طنز و مزاح کے ساتھ ساتھ معاشرتی مسائل کی عکاسی بھی ملتی ہے، جو انہیں ایک منفرد مقام عطا کرتی ہے۔

انور مسعود کے قطعات کا مجموعہ 'قطعہ کلامی' کے نام سے شائع ہوا۔ دیگر تخلیقات میں 'نہیں کہہ کر لے' (1998ء)، 'ملی ملی دھوپ' (2002ء)، 'درپیش' (2005ء)، 'حضرت میاں محمد بخش کی سیف الملوک' کا نثری ترجمہ (2009ء) اور 'روز بروز' (2010ء) شامل ہیں۔ پنجابی شاعری کے مجموعہ 'میلہ اکھیاں دا' پر انہیں پاکستان رائٹرز گلڈ اور نیشنل بک فاؤنڈیشن کی جانب سے اعزاز حاصل ہوا۔ اپنی ادبی خدمات کے صلے میں 1999ء میں تمغائے حسن کارکردگی (پرائیڈ آف پرفارمنس) اور 2024ء میں ہلالِ امتیاز سے نوازے گئے۔

اہم اصطلاحات

طنز و مزاح



ادب کی وہ صنف جس میں معاشرتی، سیاسی یا اخلاقی خامیوں پر ہنسی مذاق اور طنزیہ انداز میں تنقید کی جاتی ہے، تاکہ اصلاح کی راہ ہموار ہو۔ انور مسعود اسی صنف کے مشہور شاعر ہیں۔

رودیف

شعر میں قافیے کے بعد آنے والا وہ لفظ یا الفاظ جو نظم / غزل کے ہر شعر کے دوسرے مصرعے (اور مطلع کے دونوں مصرعوں) میں یکساں دہرائے جائیں۔ نظم، وغیرہ کی رودیف خود لفظ، وغیرہ ہے۔

تضمین

کسی دوسرے مشہور شاعر کا مصرع یا شعر اپنے کلام میں بطور خاص شامل کرنا، عموماً نئے مفہوم یا اثر پیدا کرنے کے لیے۔ اس نظم کے شعر نمبر 6 میں علامہ اقبال کے مصرعے کی تضمین کی گئی ہے۔

تشریح شعر کا طریقہ

شعر کی تشریح کرتے وقت: پہلے شعر کو غور سے پڑھ کر مفہوم سمجھیں، ضرورت ہو تو شاعر کا مختصر تعارف دیں، مشکل الفاظ کے معنی لکھیں، تشبیہات و استعارات کی وضاحت کریں، تلمیحات ہوں تو ان کا پس منظر بیان کریں، شاعر کا پیغام واضح کریں، ماضی و حال سے تعلق جوڑیں، اور آخر میں خلاصہ لکھیں۔

نظم کا تعارف

زیر نصاب نظم، وغیرہ انور مسعود کی مشہور طنزیہ و مزاحیہ نظموں میں سے ہے، جو غزل کی طرز پر لکھی گئی ہے۔ اس میں مطلع سے مقطع تک سات اشعار ہیں، اور ہر شعر کے آخر میں رودیف، وغیرہ دہرائی جاتی ہے۔ ہر شعر اپنے آپ میں مکمل اور الگ موضوع پر طنز کرتا ہے۔ کبھی محاوروں کی مزاحیہ تحریف کے ذریعے، اور کبھی معاشرتی و سیاسی منافقت پر براہ راست چوٹ کے ذریعے۔

شعر وار تشریح

شعر 1 (مطلع): رومانوی مبالغہ آرائی پر طنز

’ہے آپ کے ہونٹوں پہ جو مسکان وغیرہ / قربان گئے اس پہ، دل و جان وغیرہ۔‘ شاعر رولیتی عاشقانہ شاعری کے انداز کی نقل کرتے ہوئے کہتا ہے کہ محبوب کے ہونٹوں پر جو مسکراہٹ، وغیرہ ہے، اس پر دل و جان، وغیرہ



قربان کر دیے گئے۔ ردیف، وغیرہ، کا بار بار استعمال جملے کو نامکمل اور مبالغہ آمیز چھوڑ دیتا ہے، جو روایتی غزل کے پر تکلف اظہارِ عشق پر ایک نرم طنز ہے۔

شعر 2: محاورے کی مزاحیہ تحریف

‘بلی تو یونہی مفت میں بدنام ہوئی ہے / تھیلے میں تو کچھ اور تھا سامان وغیرہ۔’ شاعر مشہور محاورے ‘بلی کا تھیلے سے باہر آنا’ (راز کھل جانا) کو الٹ کر مزاحیہ رنگ دیتا ہے۔ کہتا ہے کہ بلی کو تو یونہی بدنام کر دیا گیا، حالانکہ تھیلے میں دراصل کچھ اور ہی (مشکوٰۃ) سامان، وغیرہ، چھپا تھا، یعنی اصل حقیقت کسی اور طرف تھی۔

شعر 3: فرض و ذمہ داری پر طنز

‘بے حرص و غرض فرض ادا کیجیے اپنا / جس طرح پولیس کرتی ہے چالان وغیرہ۔’ شاعر ظاہراً نصیحت کرتا ہے کہ اپنا فرض بے لالچ ادا کرنا چاہیے، مگر مثال کے طور پر پولیس کے چالان کاٹنے کے عمل کو پیش کر کے دراصل اس پر طنز کرتا ہے۔ عوامی تصویریں پولیس کے فرض کی ادائیگی اکثر لالچ اور رشوت سے جڑی سمجھی جاتی ہے۔

شعر 4: محاورے کی تبدیلی – حیرت و پریشانی

‘اب ہوش نہیں کوئی کہ بادام کہاں ہے / اب اپنی ہتھیلی پہ ہیں دندان وغیرہ۔’ شاعر محاورے ‘اوسان خطا ہونا’ (ہوش و حواس کھو بیٹھنا) کو نئے، مزاحیہ انداز میں پیش کرتا ہے۔ لوگ اس قدر پریشان اور بدحواس ہیں کہ انہیں یاد ہی نہیں کہ (یادداشت تیز کرنے والے) بادام کہاں رکھے تھے، اور حیرت کے مارے اپنی ہی ہتھیلی پر دانتوں کے نشان، وغیرہ، چھوڑ رہے ہیں۔

شعر 5: نثری نظم کے دعوے داروں پر طنز

‘کس ناز سے وہ نظم کو کہ دیتے ہیں نثری / جب اس کے خطا ہوتے ہیں اوزان وغیرہ۔’ شاعر ان لوگوں پر طنز کرتا ہے جو اپنی نظم کا وزن (بحر) درست نہ رکھ سکیں تو بڑے فخر سے اسے ‘نثری نظم’ (آزاد نظم) کا نام دے دیتے ہیں۔ یعنی فنی کوتاہی کو ایک باقاعدہ صنف کا نام دے کر چھپانے کی کوشش پر چوٹ۔



شعر 6: تضمین - اقبال کے مصرع پر مزاحیہ اضافہ

”جمہوریت اک طرز حکومت ہے کہ جس میں ” / گھڑوں کی طرح چلتے ہیں انسان وغیرہ۔“ پہلا مصرع علامہ اقبال کے مشہور شعر (’...بندوں کو گنا کرتے ہیں تو لا نہیں کرتے‘، نظم ’جمہوریت‘، ضربِ کلیم) کی تضمین ہے۔ اقبال کا سنجیدہ فکری و سیاسی تبصرہ تھا؛ انور مسعود اسی سنجیدہ مصرع کو اپنے مزاحیہ مصرع سے جوڑ کر ایک مضحکہ خیز تصویر بنا دیتے ہیں۔ سیاسی تنقید کو ظرافت میں بدلنے کی عمدہ مثال۔

شعر 7 (مقطع): اعترافِ شرارت

’ہر شرارت کو شرافت بنا ڈالی ہے انور / یوں چاک کیا ہم نے گریبان وغیرہ۔‘ مقطع میں شاعر اپنے تخلص ’انور‘ کے ساتھ گویا خود پر ہی طنز کرتا ہے۔ اعتراف کرتا ہے کہ ہم نے ہر شرارت کو شرافت کا روپ دے ڈالا۔ ’گریبان چاک کرنا‘ روایتی طور پر شدید غم یا اعترافِ گناہ کی علامت ہے؛ یہاں اسے ظریفانہ انداز میں خود احتسابی کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔

مرکزی خیال

نظم ’وغیرہ‘ کا مرکزی خیال یہ ہے کہ انور مسعود ردیف ’وغیرہ‘ کے تخلیقی استعمال کے ذریعے معاشرتی، سیاسی اور ادبی منافقت پر ظریفانہ چوٹ کرتے ہیں۔ چاہے وہ روایتی عشقیہ شاعری کا مبالغہ ہو، پولیس کے فرض کی ادائیگی ہو، فنی کوتاہی کو نئے نام سے چھپانا ہو، یا سیاسی نظام پر تنقید۔ ہر شعر اپنی جگہ ایک آزاد طنزیہ تبصرہ ہے، اور نظم کے اختتام پر شاعر خود اپنی ہی شرارتوں کا ظریفانہ اعتراف کرتا ہے۔

اہم الفاظ کے معنی

بلی کا تھیلے سے باہر آنا

راز کھل جانا، پوشیدہ بات ظاہر ہو جانا۔

ہتھیلی پر سرسوں جمانا

کسی مشکل کام کو جلد بازی سے فوراً کروانے کی خواہش کرنا۔

اوسان خطا ہونا



ہوش و حواس جاتے رہنا، گھبرا جانا۔

ہاتھوں کے طوطے اڑنا

حیرت اور صدمے سے دنگ رہ جانا۔

آب دیدہ ہونا

آنکھوں میں آنسو آ جانا، رنجیدہ ہونا۔

گھوڑے بیچ کر سونا

بے فکری سے گہری نیند سونا۔

تضمین

کسی دوسرے شاعر کا مصرع یا شعر اپنے کلام میں شامل کرنا۔

ردیف

شعر میں قافیے کے بعد آنے والا وہ لفظ جو ہر شعر میں یکساں دہرایا جائے؛ اس نظم کی ردیف 'وغیرہ' ہے۔

مطلع

غزل یا غزل نما نظم کا پہلا شعر، جس کے دونوں مصرعوں میں قافیہ اور ردیف موجود ہوں۔

مقطع

غزل یا غزل نما نظم کا آخری شعر، جس میں عموماً شاعر کا تخلص آتا ہے۔

خاکہ

وغیرہ: نظم کے سات اشعار کا خلاصہ: ایک خاکہ جو نظم کے مطلع سے مقطع تک سات اشعار کے موضوعات کا خلاصہ دکھاتا ہے۔



وغیرہ: نظم کے سات اشعار کا خلاصہ



وغیرہ: نظم کے سات اشعار کا خلاصہ

مختصر سوالات و جوابات

نظم، وغیرہ کے مطلع کی نشان دہی کریں۔

نظم کا مطلع ہے: 'ہے آپ کے ہونٹوں پہ جو مسکان وغیرہ / قربان گئے اس پہ، دل و جان وغیرہ۔'



بلی کا تھیلے سے باہر آنا، محاورہ کی وضاحت کریں۔

اس محاورے کا مطلب ہے کسی پوشیدہ راز یا حقیقت کا ظاہر ہو جانا۔

‘اوسان خطا ہونا’ کے محاورے کو شاعر نے کس طرح تبدیل کیا ہے؟

شاعر نے اسے مزاحیہ انداز میں یوں پیش کیا کہ لوگ اس قدر بدحواس ہیں کہ انہیں بادام کہاں رکھے یاد نہیں، اور حیرت سے اپنی ہتھیلی پر دانت جما بیٹھے ہیں۔

اس نظم میں انور مسعود نے کس نامور شاعر کے مصرعے کی تضمین کی ہے؟

انور مسعود نے علامہ اقبال کے مشہور مصرعے (‘جمہوریت اک طرز حکومت ہے کہ جس میں...‘، نظم ‘جمہوریت‘، ضربِ کلیم) کی تضمین کی ہے۔

گریبان چاک کرنا، کس چیز کی علامت ہے؟

‘گریبان چاک کرنا’ روایتی طور پر شدید غم یا اعترافِ گناہ / قصور کی علامت ہے۔

نظم کی ردیف کیا ہے؟

نظم کی ردیف خود لفظ ‘وغیرہ’ ہے، جو ہر شعر کے آخر میں دہرایا جاتا ہے۔

شعر 5 میں شاعر نے کن شاعروں پر طنز کیا ہے؟

شعر 5 میں شاعر ان شاعروں پر طنز کرتا ہے جو اپنی نظم کا وزن درست نہ رکھ سکیں تو اسے ‘نثری نظم’ کا نام دے کر اپنی کوتاہی چھپاتے ہیں۔

نظم، وغیرہ، کس صنفِ ادب سے تعلق رکھتی ہے؟

یہ نظم طنز و مزاح کی صنف سے تعلق رکھتی ہے، اور پست کے اعتبار سے غزل نما (ردیف دار) نظم ہے۔

تفصیلی سوالات و جوابات

نظم، وغیرہ کا خلاصہ اپنے الفاظ میں تحریر کریں اور اس میں موجود طنز و مزاح کی وضاحت کریں۔

نظم کا مطلع کس موضوع سے متعلق ہے؟

مطلع روایتی عاشقانہ شاعری کے مبالغہ آمیز اظہارِ عشق کی نقل کرتے ہوئے ایک ہلکا سا طنز پیش کرتا ہے۔



شاعر نے کن محاوروں کو مزاحیہ انداز میں استعمال کیا ہے؟

شاعر نے 'بلی کا تھیلے سے باہر آنا' اور 'اوسان خطا ہونا' جیسے محاوروں کو الٹ کر یا نئے انداز میں پیش کر کے مزاحیہ اثر پیدا کیا ہے۔

نظم میں سماجی و سیاسی نظام پر کیا طنز کیا گیا ہے؟

پولیس کے چالان کاٹنے اور جمہوریت پر اقبال کے مصرع کی تضمین کے ذریعے سماجی و سیاسی نظام پر بالواسطہ طنز کیا گیا ہے۔

نظم کے مقطع میں شاعر کیا اعتراف کرتا ہے؟

مقطع میں شاعر خود اعتراف کرتا ہے کہ اس نے ہر شرارت کو شرافت کا روپ دے ڈالا ہے۔

انور مسعود کی شاعرانہ تکنیک اور نظم 'وغیرہ' میں تضمین کے استعمال پر بحث کریں۔

ردیف 'وغیرہ' کے استعمال سے نظم میں کیا تاثر پیدا ہوتا ہے؟

ردیف 'وغیرہ' جملوں کو جان بوجھ کر نامکمل چھوڑ کر ایک مزاحیہ، مبالغہ آمیز تاثر پیدا کرتی ہے۔

تضمین کسے کہتے ہیں؟

کسی دوسرے شاعر کے مصرع یا شعر کو اپنے کلام میں شامل کرنے کو تضمین کہتے ہیں۔

نظم کے شعر نمبر 6 میں کس شاعر کے مصرع کی تضمین کی گئی ہے اور اس کا اثر کیا ہے؟

علامہ اقبال کے سنجیدہ سیاسی مصرع کی تضمین کی گئی ہے، اور اسے ایک مزاحیہ مصرع سے جوڑ کر سنجیدگی کو ظرافت میں بدل دیا گیا ہے۔

اشعار کی تشریح کرتے وقت کن باتوں کو مد نظر رکھنا چاہیے؟

شعر کا مفہوم، شاعر کا مختصر تعارف، مشکل الفاظ کے معنی، تشبیہات و استعارات، تلمیحات کا پس منظر، شاعر کا پیغام، اور ماضی و حال سے تعلق۔ ان سب کو مد نظر رکھنا چاہیے۔



معروضی سوالات (MCQs)

نظم 'وغیرہ' کے شاعر کا نام ہے: (الف) انور مقصود (ب) انور مسعود (ج) انور تاباں (د) انور سدید
درست جواب: (ب) انور مسعود۔ نظم 'وغیرہ' کے شاعر انور مسعود ہیں۔

تھیلے میں تھا: (الف) سامان وغیرہ (ب) بلی وغیرہ (ج) چالان وغیرہ (د) دندان وغیرہ
درست جواب: (الف) سامان وغیرہ۔ نظم کے مطابق تھیلے میں سامان وغیرہ تھا، بلی نہیں۔

'بادام' کا ہوش نہیں ہے، کیوں کہ: (الف) بادام خریدنے کے پیسے نہیں (ب) بادام رکھ کر بھول گئے
(ج) بادام کڑوے ہیں (د) بادام کھانے کو دانت نہیں رہے
درست جواب: (ب) بادام رکھ کر بھول گئے۔ لوگ اس قدر بدحواس ہیں کہ بادام رکھ کر بھول گئے ہیں۔

نظم کو کہہ دیتے ہیں: (الف) نثری (ب) شعری (ج) تمثیلی (د) عروضی
درست جواب: (الف) نثری۔ جب وزن میں خطا ہو تو کچھ لوگ نظم کو 'نثری' کہہ دیتے ہیں۔

یوں چاک کیا ہم نے: (الف) پردہ وغیرہ (ب) گریبان وغیرہ (ج) گرداب وغیرہ (د) پرچہ وغیرہ
درست جواب: (ب) گریبان وغیرہ۔ مقطع میں شاعر کہتا ہے کہ ہم نے گریبان وغیرہ چاک کیا۔

نظم 'وغیرہ' کی ردیف ہے: (الف) وغیرہ (ب) جان (ج) دندان (د) گریبان
درست جواب: (الف) وغیرہ۔ نظم کی ردیف خود لفظ 'وغیرہ' ہے۔

شعر نمبر 6 میں تضمین کس شاعر کے مصرع کی ہے؟ (الف) غالب (ب) اقبال (ج) میر (د) فیض
درست جواب: (ب) اقبال۔ شعر نمبر 6 میں علامہ اقبال کے مصرع کی تضمین کی گئی ہے۔

انور مسعود نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے کیا: (الف) اردو میں (ب) عربی میں (ج) فارسی میں (د)
انگریزی میں

درست جواب: (ج) فارسی میں۔ انور مسعود نے فارسی میں ایم اے کیا۔

انور مسعود کو 1999ء میں کون سا اعزاز ملا؟ (الف) ستارۂ امتیاز (ب) تمغائے حسن کارکردگی (پرائیڈ آف
پرفارمنس) (ج) نشان پاکستان (د) ہلال امتیاز

درست جواب: (ب) تمغائے حسن کارکردگی (پرائیڈ آف پرفارمنس)۔ 1999ء میں انہیں تمغائے حسن کارکردگی
(پرائیڈ آف پرفارمنس) سے نوازا گیا۔



انور مسعود کی وجہ شہرت ہے: (الف) رزمیہ شاعری (ب) مرثیہ گوئی (ج) طنز و مزاح کی شاعری (د) نعت گوئی

درست جواب: (ج) طنز و مزاح کی شاعری۔ انور مسعود طنز و مزاح کی شاعری کے لیے مشہور ہیں۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

- انور مسعود (پیدائش 8 نومبر 1935ء، گجرات): طنز و مزاح کے مشہور شاعر، پنجاب یونیورسٹی سے فارسی میں ایم اے (گولڈ میڈل)، اردو، پنجابی اور فارسی میں شاعری، 1999ء میں تمغائے حسن کارکردگی، 2024ء میں ہلال امتیاز حاصل کیا۔
- نظم، وغیرہ، غزل، نمازاجیہ نظم، ردیف، وغیرہ، سات اشعار (مطلع سے مقطع تک)، ماخذ، دیوارِ گریہ۔
- شعروار تشریح: ہر شعر ایک الگ موضوع پر طنز۔ رومانوی مبالغہ، محاورے کی مزاجیہ تحریف، پولیس و فرض، نثری نظم پر طنز، اقبال کے مصرعے کی تضمین، اعترافِ شرارت۔
- مرکزی خیال: ردیف، وغیرہ کے ذریعے معاشرتی و سیاسی منافقت اور کھوکھلے دعووں پر ظریفانہ تنقید۔
- اہم اصطلاحات: طنز و مزاح، ردیف، تضمین، تشریح شعر کا طریقہ۔
- یاد رکھیں: شعر 6 میں تضمین شدہ مصرع علامہ اقبال کی نظم، 'جمہوریت' (ضربِ کلیم) سے لیا گیا ہے۔

امتحانی نکات

- نظم کے سات اشعار کا خلاصہ الگ الگ مختصر جملوں میں یاد رکھیں۔
- تضمین اور اس کی مثال (اقبال کا مصرع) امتحان میں اکثر پوچھی جاتی ہے۔
- محاورات (بلی کا تھیلے سے باہر آنا، اوسان خطا ہونا، ہاتھوں کے طوطے اڑنا) کے معنی اور جملوں میں استعمال کی مشق کریں۔
- اشعار کی تشریح کے نکات (تعارف، مشکل الفاظ، تشبیہات و استعارات، تلمیحات، پیغام) ترتیب سے یاد رکھیں۔
- مطلع اور مقطع کی تعریف اور نظم میں ان کی نشان دہی کی مشق کریں۔



سبق 17: غزل (بازیچہ اطفال ہے دنیا مرے آگے) (Ghazal):

(Bazicha-e-Atfal Hai Dunya Mere Aage (Mirza Ghalib)

یہ نوٹس پنجاب بورڈ کے تحت جماعت دہم کی کتاب اردو (لازمی) کے سترہویں سبق پر مبنی ہیں، جو مرزا اسد اللہ خان غالب کی مشہور غزل 'بازیچہ اطفال ہے دنیا مرے آگے' ہے (ماخذ: دیوان غالب)۔ یہ کتاب کی غزل کی صنف کا پہلا سبق ہے۔

یہ نوٹس امتحانی پرچے کی ساخت کے مطابق تیار کیے گئے ہیں: ان میں شعروار تشریح، مرکزی خیال، اہم الفاظ کے معنی اور مختصر و تفصیلی سوالات شامل ہیں۔ نوٹس Freebooks.pk نے تیار کیے ہیں۔

شاعر کا تعارف

مرزا اسد اللہ خان غالب، تخلص 'غالب'، 27 دسمبر 1797ء کو آگرہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام مرزا عبد اللہ بیگ تھا، جو غالب کی عمر پانچ برس کی تھی کہ ایک لڑائی میں کام آئے۔ والد کے انتقال کے بعد پرورش چچا نصر اللہ بیگ کے سپرد ہوئی، جو انگریزی فوج میں ملازم تھے؛ ان کے انتقال کے بعد غالب اپنی والدہ کے ساتھ دہلی آ گئے۔ بچپن میں ابتدائی تعلیم حاصل کی اور بعد میں عبد الصمد سے فارسی، عربی اور فلسفے میں مہارت حاصل کی۔ تیرہ برس کی عمر میں نواب الہی بخش معروف کی بیٹی امر اویگم سے شادی ہوئی۔

غالب کو شاہی پیشن ملتی تھی جس کے اضافے کے لیے کلکتہ کے سفر بھی کیے مگر اضافہ نہ ہو سکا۔ 1850ء میں بادشاہ بہادر شاہ ظفر کے دربار سے وابستہ ہو گئے۔ 1857ء کی جنگ آزادی کی وجہ سے پیشن اور شاہی ملازمت دونوں ختم ہو گئیں۔ 15 فروری 1869ء کو دہلی میں انتقال ہوا۔ غالب نے اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں شاعری کی؛ ان کی اردو غزل مضامین کی رنگارنگی، وسعتِ نظر، تخیل کی بلندی، نادر تشبیہات و استعارات اور طنز و ظرافت کی بدولت اردو شاعروں کی اولین صف میں شمار ہوتی ہے۔ 'دیوان غالب' (اردو) اور 'دیوان فارسی' کے علاوہ 'دستنبو'، 'قاطعِ برہان' اور 'عودِ ہندی' جیسی نثری تصانیف بھی ان سے منسوب ہیں۔



اہم اصطلاحات

غزل

عربی زبان کا لفظ، اردو میں ایرانی ادب سے آئی۔ شاعری کی وہ صنف جس میں حسن و عشق کے ساتھ ساتھ دیگر موضوعات بھی خوب صورت انداز میں بیان کیے جاتے ہیں۔ غزل کا ہر شعر اپنی جگہ ایک الگ اکائی ہوتا ہے، اور پوری غزل میں ایک ہی بحر استعمال ہوتی ہے۔

مطلع

غزل یا قصیدے کا پہلا شعر، جس کے دونوں مصرع ہم قافیہ ہوں۔ مطلع کے بعد آنے والے شعر کو 'حسنِ مطلع' کہتے ہیں۔

قافیہ اور ردیف

قافیہ وہ ہم آواز الفاظ ہیں جو شعر کے مصرعوں کے آخر میں آئیں؛ ردیف وہ لفظ یا الفاظ ہیں جو قافیہ کے بعد ہر شعر میں یکساں دہرائے جائیں۔ اس غزل میں ردیف 'مرے آگے' ہے۔

مقطع

غزل کا آخری شعر، جس میں شاعر اپنا تخلص استعمال کرتا ہے۔ اگر آخری شعر میں تخلص نہ ہو تو اسے 'آخری شعر' کہا جاتا ہے، مقطع نہیں۔

صنعتِ حسنِ تعلیل

شعری صنعت جس میں کسی فطری یا حقیقی واقعے کی ایک نئی، خیالی اور خوب صورت وجہ (علت) بیان کی جائے۔ اس غزل کے چوتھے شعر میں یہ صنعت استعمال ہوئی ہے۔

غزل کا تعارف

زیرِ نصاب غزل مرزا غلب کی فلسفیانہ اور فکر انگیز شاعری کی نمائندہ ہے۔ اس میں دنیا کی حقیقت، وجود کی نوعیت، ایمان و کفر کی کشمکش اور محبت کے لطیف احساسات جیسے موضوعات کو غزل کی روایتی ہیئت میں سمو دیا گیا ہے۔ غزل کے سات اشعار میں سے ہر ایک اپنی جگہ ایک مکمل اور آزاد خیال پیش کرتا ہے۔



شعروا تشریح

شعر 1 (مطلع): دنیا بازیچہ اطفال

‘بازیچہ اطفال ہے دنیا مرے آگے / ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے۔’ غالب دنیا کو بچوں کے کھیل کے میدان سے تشبیہ دیتے ہیں، جہاں دن رات ایک تماشا برپا رہتا ہے۔ یعنی دنیا کے حقیقی معاملات ان کی نظر میں سنجیدہ حیثیت نہیں رکھتے، بلکہ محض ایک کھیل تماشا ہیں۔

شعر 2: تلمیحات – اورنگ سلیمان اور اعجاز مسیحی

‘اک کھیل ہے اورنگ سلیمان مرے نزدیک / اک بات ہے اعجاز مسیحی مرے آگے۔’ حضرت سلیمان علیہ السلام کے عظیم تخت (اورنگ سلیمان) کو محض ایک کھیل، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزے (مردوں کو زندہ کرنا) کو ایک عام سی بات قرار دے کر غالب اپنی وسعتِ نظر اور فکری بلندی کا اظہار کرتے ہیں۔

شعر 3: دنیا کی حقیقت پر فلسفیانہ شک

‘جز نام نہیں صورتِ عالم مجھے منظور / جز وہم نہیں ہستی اشیاء مرے آگے۔’ غالب کہتے ہیں کہ دنیا کی ظاہری صورت میں انہیں سوائے نام کے کچھ منظور نہیں، اور اشیائے عالم کا وجود ان کے نزدیک محض ایک وہم ہے۔ ایک گہرا فلسفیانہ و تصوفانہ خیال کہ ظاہری دنیا کی حقیقت مشکوک ہے۔

شعر 4: مبالغہ اور صنعتِ حسنِ تعلیل

‘ہوتا ہے نہاں گردیں صحرا مرے ہوتے / گھٹتا ہے نہیں خاک پہ دریا مرے آگے۔’ غالب اپنی وسعت اور عظمت کو مبالغے کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ ان کے سامنے صحرا گردیں چھپ جاتا ہے، مگر دریا خشک زمین پر بھی نہیں گھٹتا۔ یہاں صنعتِ حسنِ تعلیل کی خوب صورت مثال ملتی ہے۔

شعر 5: حال اور رنگ کا لطیف فرق

‘مت پوچھ کہ کیا حال ہے میرا ترے چہچہے / تو دیکھ کہ کیا رنگ ہے تیرا مرے آگے۔’ غالب اپنی جدائی کی کیفیت (حال) بیان کرنے کے بجائے محبوب سے کہتے ہیں کہ وہ خود دیکھ لے کہ اس کا اپنا رنگ (ظاہری کیفیت) کیسا ہو رہا ہے۔ عاشق کے باطنی دکھ اور محبوب کے ظاہری تاثر کے درمیان ایک لطیف فرق پیش کیا گیا ہے۔



شعر 6: ایمان اور کفر کی کشمکش

‘ایمان مجھے روکے ہو، کھینچے ہے مجھے کفر / کعبہ مرے چھپے ہے، کلیسا مرے آگے۔’ غالب اپنی داخلی کشمکش کو کعبہ (اسلام کی علامت) اور کلیسا (مسیحیت / مغرب کی علامت) کے تضاد سے بیان کرتے ہیں۔ ایمان انہیں روکتا ہے جب کہ کفر کی طرف کشش انہیں کھینچتی ہے، یعنی دو تہذیبوں اور دو کشش کے درمیان ایک انسانی کشمکش۔

شعر 7 (مقطع): تخلص کے ساتھ خود ستائی

‘ہم پیشہ و ہم مشرب و ہم راز ہے میرا / غالب کو برا کیوں کہو، اچھا مرے آگے۔’ مقطع میں غالب اپنے تخلص ‘غالب’ کے ساتھ ایک ظریفانہ انداز میں خود اپنا دفاع کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان کا ہم پیشہ، ہم مشرب اور رازدار میرا اپنا ہی وجود ہے، تو غالب کو برا کیوں کہا جائے، وہ تو میرے سامنے اچھا ہی ہے۔

مرکزی خیال

اس غزل کا مرکزی خیال یہ ہے کہ مرزا غالب دنیا کو ایک کھیل تماشے کے طور پر دیکھتے ہیں جس کی ظاہری حقیقت مشکوک ہے، اور اپنی وسعتِ نظر و فکری بلندی کو تاریخی و مذہبی تلمیحات کے ذریعے بیان کرتے ہیں۔ ساتھ ہی ایمان و کفر کی داخلی کشمکش اور محبت کے لطیف احساسات کو بھی سمو کر، غزل کے اختتام پر ایک ظریفانہ خود ستائی کے ساتھ اپنے تخلص کا استعمال کرتے ہیں۔ یہ مجموعی طور پر غالب کی فلسفیانہ، متنوع اور جدت پسند شخصیت کی عکاسی کرتا ہے۔

اہم الفاظ کے معنی

بازیچہ
کھیلنے کی جگہ، کھلونا۔

اورنگ سلیمان

حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت؛ ایک تلمیح، جس سے دنیاوی اقتدار و شان کی انتہا مراد ہے۔

اعجازِ مسیحی



حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ (مردوں کو زندہ کرنا)؛ ایک تلمیح، جو فوق الفطرت قوت کی مثال ہے۔

وہم

خیالی یا غیر حقیقی گمان۔

عالم

دنیا، کائنات۔

صحرا

ریگستان، بیابان۔

مشرّب

طور طریق، مسلک؛ 'ہم مشرب' کا مطلب ایک ہی راہ و رسم رکھنے والا۔

کعبہ

خانہ کعبہ، اسلام کی علامت۔

کلیسا

عیسائیوں کی عبادت گاہ، مسیحیت کی علامت۔

تخلص

شاعر کا قلمی نام، جو عموماً مقطع میں استعمال ہوتا ہے؛ اس غزل میں تخلص 'غالب' ہے۔

خاکہ

غزل: سات اشعار کا خلاصہ: ایک خاکہ جو غزل کے مطلع سے مقطع تک سات اشعار کے موضوعات کا خلاصہ دکھاتا ہے۔



غزل: سات اشعار کا خلاصہ



غزل: سات اشعار کا خلاصہ

مختصر سوالات و جوابات

غالب کے نزدیک یہ دنیا 'بازیچہ اطفال' کیوں ہے؟



کیونکہ غالب کی نظریں دنیا کے معاملات سنجیدہ حیثیت نہیں رکھتے، بلکہ بچوں کے کھیل کی طرح دن رات ایک تماشا ہیں۔

’اورنگ سلیمان‘ اور ’اعجاز مسیحی‘ تلمیحات ہیں، ان کی وضاحت کریں۔

’اورنگ سلیمان‘ حضرت سلیمان علیہ السلام کے عظیم تخت کی طرف، اور ’اعجاز مسیحی‘ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزے کی طرف اشارہ ہے؛ دونوں دنیاوی و فوق الفطرت عظمت کی علامتیں ہیں۔

’حال‘ اور ’رنگ‘ کا لطیف فرق واضح کریں۔

’حال‘ سے مراد باطنی، اندرونی کیفیت ہے جب کہ ’رنگ‘ سے مراد ظاہری تاثر یا حالت ہے۔

’کعبہ‘ اور ’کلیسا‘ کے الفاظ کن دو تہذیبوں کی علامت ہیں؟

’کعبہ‘ اسلامی تہذیب کی اور ’کلیسا‘ مسیحی (مغربی) تہذیب کی علامت ہے۔

مقطع میں مرزا غالب نے اپنے بارے میں کیا کہا ہے؟

مقطع میں غالب نے ظریفانہ انداز میں کہا کہ ان کا ہم پیشہ، ہم مشرب اور رازدار وہ خود ہیں، اس لیے غالب کو برا نہیں کہنا چاہیے۔

غزل کے مطلع کی نشان دہی کریں۔

غزل کا مطلع ہے: ’باز بچہ اطفال ہے دنیا مرے آگے / ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے۔‘

اس غزل کی ردیف کیا ہے؟

اس غزل کی ردیف ’مرے آگے‘ ہے۔

شعر 4 میں کون سی صنعت استعمال ہوئی ہے؟

شعر 4 میں صنعتِ حسنِ تعلیل استعمال ہوئی ہے۔



تفصیلی سوالات و جوابات

زیر نظر غزل کا خلاصہ اپنے الفاظ میں تحریر کریں اور اس میں پوشیدہ فلسفیانہ پہلوؤں کی وضاحت کریں۔

مطلع میں غالب دنیا کو کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

مطلع میں غالب دنیا کو بچوں کے کھیل کے میدان کی طرح دیکھتے ہیں، جہاں دن رات ایک تماشا برپا رہتا ہے۔

شعر نمبر 3 میں غالب کس فلسفیانہ خیال کا اظہار کرتے ہیں؟

وہ کہتے ہیں کہ دنیا کی ظاہری حقیقت محض ایک نام اور وہم ہے، اشیائے عالم کا حقیقی وجود مشکوک ہے۔

شعر نمبر 6 میں ایمان اور کفر کی کشمکش کس طرح بیان ہوئی ہے؟

ایمان انہیں روکتا ہے اور کفر کی طرف کشش انہیں کھینچتی ہے؛ کعبہ چھپے اور کلیسا آگے دکھا کر یہ داخلی کشمکش بیان کی گئی ہے۔

مقطع میں غالب اپنے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

وہ ظریفانہ انداز میں کہتے ہیں کہ ان کا ہم پیشہ وہم راز خود وہی ہیں، اس لیے غالب کو برا نہیں کہنا چاہیے۔

غزل کی ہیئت اور اس کے لوازمات (مطلع، مقطع، قافیہ، ردیف) کی وضاحت کریں۔

غزل کسے کہتے ہیں اور یہ اردو میں کہاں سے آئی؟

غزل عربی زبان کا لفظ ہے جو ایرانی ادب کے ذریعے اردو میں آئی؛ اس میں حسن و عشق کے ساتھ دیگر موضوعات بھی خوب صورت انداز میں بیان کیے جاتے ہیں۔

مطلع اور حسنِ مطلع میں کیا فرق ہے؟

مطلع غزل کا پہلا شعر ہے جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوں؛ مطلع کے بعد آنے والے شعر کو حسنِ مطلع کہتے ہیں۔



قافیہ اور ردیف کی تعریف مثال سمیت بیان کریں۔

قافیہ ہم آواز الفاظ ہیں جو مصرعوں کے آخر میں آئیں؛ ردیف وہ لفظ ہے جو قافیہ کے بعد ہر شعر میں یکساں دہرایا جائے، جیسے اس غزل کی ردیف 'مرے آگے'۔

مقطع اور 'آخری شعر' میں کیا فرق ہے؟

مقطع وہ آخری شعر ہے جس میں شاعر اپنا تخلص استعمال کرے؛ اگر تخلص نہ ہو تو اسے محض 'آخری شعر' کہا جاتا ہے۔

معروضی سوالات (MCQs)

غالب کے نزدیک یہ دنیا ہے: (الف) بچوں کا کھیل (ب) دھوکا گھر (ج) عیش و عشرت کی جگہ (د) جائے عبادت

درست جواب: (الف) بچوں کا کھیل۔ غالب کے نزدیک دنیا بچوں کے کھیل (بازیچہ اطفال) کی مانند ہے۔

'اورنگ سلیمان' اور 'اعجاز مسیح' کی مثالیں کس صنعت سے تعلق رکھتی ہیں؟ (الف) صنعتِ تلمیح (ب) صنعتِ بجنیس (ج) صنعتِ تکرار (د) صنعتِ تضاد

درست جواب: (الف) صنعتِ تلمیح۔ یہ دونوں تاریخی و مذہبی حوالے تلمیح کی مثالیں ہیں۔

غزل میں 'مرے آگے' کے الفاظ آتے ہیں بطور: (الف) قافیہ (ب) ردیف (ج) مطلع (د) مصرع

درست جواب: (ب) ردیف۔ 'مرے آگے' اس غزل کی ردیف ہے۔

'جز نام نہیں' اور 'جز وہم نہیں' کے الفاظ عیاں کرتے ہیں دنیا کی: (الف) حقیقت (ب) رونق (ج) دولت (د) زندگی

درست جواب: (الف) حقیقت۔ یہ الفاظ دنیا کی مشکوک، وہمی حقیقت کو ظاہر کرتے ہیں۔

'گھٹا ہے نہیں خاک پہ دریا مرے آگے' میں صنعتِ استعمال ہوئی ہے: (الف) صنعتِ حسنِ تعلیل (ب) صنعتِ تلمیح (ج) صنعتِ ابہام (د) صنعتِ ترجیح

درست جواب: (الف) صنعتِ حسنِ تعلیل۔ اس مصرعے میں صنعتِ حسنِ تعلیل کی مثال موجود ہے۔



اس غزل کا مقطع کس شعر میں ہے؟ (الف) پہلے شعر میں (ب) پانچویں شعر میں (ج) ساتویں شعر میں (د) تیسرے شعر میں

درست جواب: (ج) ساتویں شعر میں۔ اس غزل کا مقطع ساتویں (آخری) شعر میں ہے۔

مقطع میں شاعر کا تخلص عموماً استعمال ہوتا ہے، اس غزل میں تخلص ہے: (الف) اسد (ب) غالب (ج) نظیر (د) داغ

درست جواب: (ب) غالب۔ اس غزل کے مقطع میں تخلص 'غالب' استعمال ہوا ہے۔

مرزا غالب کہاں پیدا ہوئے؟ (الف) دہلی (ب) آگرہ (ج) لکھنؤ (د) لاہور

درست جواب: (ب) آگرہ۔ مرزا غالب آگرہ میں پیدا ہوئے۔

مرزا غالب کا انتقال ہوا: (الف) 1857ء میں (ب) 1869ء میں (ج) 1850ء میں (د) 1810ء میں

درست جواب: (ب) 1869ء میں۔ مرزا غالب کا انتقال 1869ء میں دہلی میں ہوا۔

غزل اردو میں کس ادب سے آئی؟ (الف) عربی ادب سے (ب) ایرانی ادب سے (ج) انگریزی ادب سے (د) سنسکرت ادب سے

درست جواب: (ب) ایرانی ادب سے۔ غزل ایرانی ادب کے ذریعے اردو میں آئی۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

• مرزا اسد اللہ خان غالب (1797ء-1869ء) بنیدائش آگرہ، اصل نام اسد اللہ خان، تخلص غالب، 13 برس کی عمر میں امراؤ بیگم سے شادی، 1850ء میں شاہی دربار سے وابستگی، 1857ء کے بعد پیش ختم، دیوان غالب (اردو و فارسی) مشہور تصنیف۔

• زیرِ نصاب غزل کا ماخذ دیوان غالب، سات اشعار (مطلع سے مقطع تک)، ردیف 'مرے آگے'۔
• شعروار تشریح: دنیا بازیچہ اطفال، اورنگِ سلیمان و اعجازِ مسیحا کی تلجیحات، دنیا کی حقیقت پر فلسفیانہ شک، صنعتِ حسنِ تعلیل، حال و رنگ کا فرق، ایمان و کفر کی کشمکش، مقطع میں ظریفانہ خود ستائی۔
• غزل کے لوازم: مطلع (پہلا شعر، ہم قافیہ دونوں مصرعے)، حسنِ مطلع (دوسرا شعر)، قافیہ و ردیف، مقطع (آخری شعر، تخلص کے ساتھ)۔

• اہم اصطلاحات: غزل، مطلع، قافیہ و ردیف، مقطع، صنعتِ حسنِ تعلیل۔

• یاد رکھیں: مقطع اور آخری شعر میں فرق۔ مقطع میں تخلص آتا ہے، آخری شعر میں نہیں۔



امتحانی نکات

- غزل کے سات اشعار کا خلاصہ الگ الگ مختصر جملوں میں یاد رکھیں۔
- تلمیحات (اورنگ سلیمان، اعجاز مسیحا) اور ان کا پس منظر یاد رکھیں۔
- مطلع، حسنِ مطلع، مقطع اور آخری شعر میں فرق کی مشق کریں۔ امتحان میں اکثر پوچھا جاتا ہے۔
- قافیہ اور ردیف کی تعریف اور مثالیں یاد رکھیں۔
- صنعتِ حسنِ تعلیل کی تعریف اور غزل کے چوتھے شعر سے اس کی مثال یاد رکھیں۔



سبق 18: غزل (اثر اُس کو ذرا نہیں ہوتا) (Ghazal: Asar Us Ko Zara)

(Nahin Hota (Momin Khan Momin)

یہ نوٹس پنجاب بورڈ کے تحت جماعت دہم کی کتاب اردو (لازمی) کے اٹھارہویں سبق پر مبنی ہیں، جو مومن خاں مومن کی مشہور غزل 'اثر اُس کو ذرا نہیں ہوتا' ہے (ماخذ: دیوان مومن)۔ یہ کتاب کی غزل کی صنف کا دوسرا سبق ہے۔

یہ نوٹس امتحانی پرچے کی ساخت کے مطابق تیار کیے گئے ہیں: ان میں شعروار تشریح، مرکزی خیال، اہم الفاظ کے معنی اور مختصر و تفصیلی سوالات شامل ہیں۔ نوٹس Freebooks.pk نے تیار کیے ہیں۔

شاعر کا تعارف

مومن خاں مومن اردو کے ممتاز شاعر تھے، 1800ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ ان کا اصل نام 'مومن خاں' تھا مگر وہ 'مومن' کے تخلص سے مشہور ہوئے۔ وہ مرزا غالب کے ہم عصر تھے۔ انھوں نے غزل، رباعی اور دیگر اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کی، تاہم ان کی شہرت کی بنیادی وجہ ان کی غزل گوئی ہے۔ شاعری میں انھوں نے شاہ نصیر کی شاگردی اختیار کی۔

مومن نہ صرف شاعر بلکہ حکیم بھی تھے اور طب کے پیشے سے وابستہ رہ کر معاش کماتے تھے۔ انھیں علم نجوم، ریاضی، طب، موسیقی اور علمِ رمل میں بھی خاص مہارت حاصل تھی۔ ان کے مزاج میں رومانیت، نزاکت اور فلسفیانہ رنگ نمایاں تھا۔ ان کی شاعری میں سادگی، برجستگی اور جذبات کی گہرائی پائی جاتی ہے؛ انھوں نے مشکل قوافی اور پیچیدہ بندشوں سے گریز کرتے ہوئے سادہ مگر دل نشیں انداز اپنایا۔

مومن کا تمام کلام 'کلیاتِ مومن' کی صورت میں شائع ہو چکا ہے۔ ان کا انتقال ایک حادثے کے نتیجے میں ہوا۔ وہ اپنے گھر کی چھت سے گر گئے اور کچھ عرصہ علیل رہنے کے بعد 1852ء میں دہلی میں وفات پائی، جہاں وہ آسودہ خاک ہیں۔ ان کے شعر 'تم مرے پاس ہوتے ہو گویا / جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا' کے بارے میں یہ روایت مشہور ہے کہ مرزا غالب نے اسے سراہتے ہوئے کہا کہ اس ایک شعر کے بدلے ان کا سارا دیوان لے لیا جائے۔



اہم اصطلاحات

اس غزل کی ہیئت

زیرِ نصاب غزل کے سات اشعار مطلع سے مقطع تک ہیں۔ ردیف 'نہیں ہوتا' ہے اور قافیہ 'الف' پر بنی الفاظ (فزا، برا، کیا، دوسرا، جدا، سوا، خدا) ہیں۔ مقطع میں شاعر نے اپنا تخلص 'مومن' استعمال کیا ہے۔

صنعتِ تضاد

علمِ بدیع کی اصطلاح میں ایسے الفاظ کا استعمال جن کے معنی ایک دوسرے کی ضد ہوں، مثلاً ہنسنا اور رونا، بہار اور غزاں۔ اس غزل کے مطلع میں 'رنج' اور 'راحت' کے الفاظ صنعتِ تضاد کی مثال ہیں۔

تضادِ ایجابی

جب متضاد الفاظ کے ساتھ حرفِ نفی استعمال نہ ہوا ہو تو اسے تضادِ ایجابی کہتے ہیں، جیسے حیدر علی آتش کا شعر جس میں 'غزاں' اور 'بہار' کا تضاد بیان ہوا ہے۔

تضادِ سلبی

جب دو الفاظ ایک ہی مادے سے مشتق ہوں، ایک مثبت اور دوسرا منفی، تو اسے تضادِ سلبی کہتے ہیں، جیسے ناصر کاظمی کے شعر میں 'آئیں' اور 'نہ آئیں'۔

غزل کا تعارف

زیرِ نصاب غزل مومن کی رومانی اور نازک مزاج شاعری کی نمائندہ ہے۔ اس میں محبوب کی بے التفاتی، دلی کیفیات کے اظہار کی مشکلات اور صبر و سکون جیسے روایتی غزل کے موضوعات کو نہایت سادہ اور دل نشیں انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ منتخب غزل مکمل غزل کے سات اشعار پر مشتمل ہے۔



شعروا تشریح

شعر 1 (مطلع): بے حسی و بے پروائی کا اظہار

‘اثر اُس کو ذرا نہیں ہوتا / رنج، راحت فزا نہیں ہوتا۔’ شاعر کہتا ہے کہ محبوب پر اس کی باتوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا، اور نہ ہی اسے کسی غم یا مسرت کا احساس ہوتا ہے۔ یعنی محبوب کی بے حسی و بے پروائی کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ ‘رنج’ اور ‘راحت’ کے الفاظ صنعتِ تضاد کی خوب صورت مثال ہیں۔

شعر 2: ناصح کی نصیحت کی حقیقت

‘ذکرِ اغیار سے ہوا معلوم / حرفِ ناصح برا نہیں ہوتا۔’ شاعر کہتا ہے کہ جب رقیبوں (اغیار) کا ذکر سنا تو معلوم ہوا کہ ناصح کی نصیحت بری نہیں ہوتی۔ یعنی وقت کے ساتھ نصیحت کرنے والے کی بات کی صداقت واضح ہو جاتی ہے۔

شعر 3: محبوب کے نہ ملنے کی حسرت

‘تم ہمارے کسی طرح نہ ہوئے / ورنہ دنیا میں کیا نہیں ہوتا۔’ شاعر محبوب کے اپنا نہ ہونے پر حسرت کا اظہار کرتا ہے، کہتا ہے کہ اگر تم میرے ہو جاتے تو دنیا میں کچھ بھی ناممکن نہ رہتا۔

شعر 4: محبوب کی یاد کی کیفیت (مشہور شعر)

‘تم مرے پاس ہوتے ہو گویا / جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا۔’ یہ غزل کا سب سے مشہور شعر ہے: جب شاعر تنہا ہوتا ہے تو محبوب کی یاد اس قدر شدت سے آتی ہے کہ گویا وہ اس کے پاس ہی موجود ہو۔ اس شعر کے بارے میں یہ روایت مشہور ہے کہ مرزا غالب نے اسے بے حد سراہا۔

شعر 5: دلی کیفیت بیان کرنے کی مشکل

‘حالِ دل، یار کو لکھوں کیوں کر / ہاتھ دل سے جدا نہیں ہوتا۔’ شاعر کہتا ہے کہ وہ اپنے دل کا حال محبوب کو کیسے لکھے، جب کہ اس کا ہاتھ دل سے الگ ہی نہیں ہوتا۔ یعنی غم کی شدت سے ہاتھ دل پر رکھا رہ جاتا ہے، لکھنے کی مہلت ہی نہیں ملتی۔



شعر 6: صبر کے سوا کوئی چارہ نہیں

‘چارہ دل سوائے صبر نہیں / سو تمہارے سوا نہیں ہوتا۔’ شاعر کہتا ہے کہ دل کا علاج صبر کے سوا کچھ نہیں، اور صبر بھی محبوب ہی کی طرح نایاب اور دستیاب نہیں۔ یعنی نہ محبوب ملتا ہے نہ صبر آتا ہے۔

شعر 7 (مقطع): تخلص کے ساتھ فلسفیانہ سوال

‘کیوں سنے عرض مضطر اے مومن / صنم آخر خدا نہیں ہوتا۔’ مقطع میں شاعر اپنے تخلص ‘مومن’ کے ساتھ سوال کرتا ہے کہ محبوب (صنم) اس کی بے قرار التجا کیوں سنے، آخر وہ خدا تو نہیں۔ ایک لطیف فلسفیانہ و مذہبی اشارہ جو محبوب کی بے نیازی کو نمایاں کرتا ہے۔

مرکزی خیال

اس غزل کا مرکزی خیال یہ ہے کہ مومن خاں مومن اپنے محبوب کی بے پروائی، اپنی دلی کیفیات کے اظہار کی مشکلات اور صبر کی کیفیت کو نہایت سادہ، برجستہ اور دل نشیں انداز میں بیان کرتے ہیں۔ غزل کے اشعار میں عشق کی نزاکت، جدائی کا کرب اور محبوب سے بے لوث وابستگی جھلکتی ہے، اور مقطع میں ایک لطیف فلسفیانہ سوال کے ساتھ غزل اپنے اختتام کو پہنچتی ہے۔ یہ مجموعی طور پر مومن کے رومانی و نازک مزاج شاعرانہ اسلوب کی بہترین مثال ہے۔

اہم الفاظ کے معنی

اثر
کسی بات یا عمل کا نتیجہ یا تاثیر۔

رنج
غم، دکھ، تکلیف۔

راحت فرا
آرام اور سکون بڑھانے والی؛ ‘فرا’ کا مطلب بڑھانے والا۔

اغیار



غیر لوگ، رقیب، بیگانے۔

حرفِ ناصح
نصیحت کرنے والے کی بات۔

جدا
الگ، علیحدہ۔

چارہ
علاج، تدبیر۔

عرضِ مضطر
بے قرار، بے چین شخص کی التجا یا فریاد۔

صنم
بت؛ یہاں محبوب کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

تخلص
شاعر کا قلمی نام، جو عموماً مقطع میں استعمال ہوتا ہے؛ اس غزل میں تخلص 'مومن' ہے۔

خاکہ

غزل: سات اشعار کا خلاصہ: ایک خاکہ جو غزل کے مطلع سے مقطع تک سات اشعار کے موضوعات کا خلاصہ دکھاتا ہے۔



غزل: سات اشعار کا خلاصہ



غزل: سات اشعار کا خلاصہ

مختصر سوالات و جوابات

مطلع میں شاعر محبوب کے بارے میں کیا کہتا ہے؟
شاعر کہتا ہے کہ محبوب پر اس کی باتوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا، نہ اسے رنج ہوتا ہے نہ راحت۔



‘حرفِ ناصح’ سے کیا مراد ہے؟
‘حرفِ ناصح’ سے مراد نصیحت کرنے والے کی بات ہے؛ شاعر کے نزدیک اغیار کے ذکر سے معلوم ہوا کہ یہ نصیحت بری نہیں ہوتی۔

حالِ دل لکھنے میں شاعر کو کیا مشکل پیش آتی ہے؟
شاعر کا ہاتھ دل سے جدا نہیں ہوتا، اس لیے وہ اپنے دل کا حال محبوب کو لکھ نہیں پاتا۔

‘عرضِ مضطر’ کون نہیں سن سکتا اور کیوں؟
شاعر کے بقول محبوب (صنم) اس کی بے قرار التجا نہیں سنتا، کیونکہ آخر صنم خدا تو نہیں ہوتا۔

شاعر کو صبر کیوں نہیں آتا؟
شاعر کے مطابق دل کا چارہ صبر کے سوا کچھ نہیں، مگر صبر بھی محبوب کی طرح نایاب ہے، اس لیے یہ اسے میسر نہیں آتا۔

زیرِ مطالعہ غزل کے مطلع اور مقطع کی نشان دہی کریں۔
مطلع: ‘اثر اُس کو ذرا نہیں ہوتا / رنج، راحت فزا نہیں ہوتا’۔ مقطع: ‘کیوں سننے عرضِ مضطر اے مومن / صنم آخر خدا نہیں ہوتا’۔

اس غزل کی ردیف کیا ہے؟
اس غزل کی ردیف ‘نہیں ہوتا’ ہے۔

مطلع میں کون سی شعری صنعت استعمال ہوئی ہے؟
مطلع میں صنعتِ تضاد استعمال ہوئی ہے۔ ‘رنج’ اور ‘راحت’ کے الفاظ میں تضاد پایا جاتا ہے۔

تفصیلی سوالات و جوابات

زیرِ نظر غزل کا خلاصہ اپنے الفاظ میں تحریر کریں اور اس میں محبوب سے متعلق شاعر کے جذبات کی وضاحت کریں۔

مطلع میں شاعر محبوب کی کس کیفیت کا ذکر کرتا ہے؟

مطلع میں شاعر محبوب کی بے حسی اور بے پروائی کا ذکر کرتا ہے کہ اس پر کسی بات کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔



شعر نمبر 4 (تم مرے پاس ہوتے ہو گویا) میں شاعر کیا بیان کرتا ہے؟

شاعر بیان کرتا ہے کہ تنہائی میں محبوب کی یاد اس قدر شدید ہوتی ہے کہ گویا وہ اس کے پاس ہی موجود ہو۔

شعر نمبر 5 میں شاعر کو حالِ دل لکھنے میں کیا مشکل پیش آتی ہے؟

شاعر کا ہاتھ دل سے جدا نہیں ہوتا، اس لیے وہ اپنی دلی کیفیت محبوب کو لکھ نہیں پاتا۔

مقطع میں شاعر اپنے تخلص کے ساتھ کیا سوال کرتا ہے؟

مقطع میں شاعر 'مومن' تخلص کے ساتھ سوال کرتا ہے کہ صنم اس کی بے قرار التجا کیوں سنے، آخر وہ خدا تو نہیں۔

غزل کی ہیئت اور اس میں صنعتِ تضاد کی مثالیں تلاش کر کے بیان کریں۔

اس غزل کا مطلع، مقطع، قافیہ اور ردیف کیا ہیں؟

مطلع پہلا شعر ہے، مقطع آخری شعر جس میں تخلص 'مومن' آتا ہے، ردیف 'نہیں ہوتا' ہے اور قافیہ 'الف' پر مبنی الفاظ جیسے فزا، برا، کیا ہیں۔

صنعتِ تضاد کسے کہتے ہیں؟

علمِ بدیع میں ایسے الفاظ کا استعمال جن کے معنی ایک دوسرے کی ضد ہوں، صنعتِ تضاد کہلاتا ہے، جیسے ہنسنا اور رونا۔

تضاد ایجابی اور تضاد سلبی میں کیا فرق ہے؟

تضاد ایجابی میں متضاد الفاظ کے ساتھ حرفِ نفی استعمال نہیں ہوتا؛ تضاد سلبی میں ایک ہی مادے سے دو الفاظ، ایک مثبت اور دوسرا منفی صورت میں آتے ہیں۔



اس غزل کے مطلع میں تضاد کی مثال کیسے موجود ہے؟

مطلع میں 'رنج' اور 'راحت' کے الفاظ ایک دوسرے کی ضد ہیں، اس لیے یہاں صنعتِ تضاد کی خوب صورت مثال موجود ہے۔

معروضی سوالات (MCQs)

اس غزل میں 'نہیں ہوتا' ہے: (الف) قافیہ (ب) ردیف (ج) مطلع (د) مقطع
درست جواب: (ب) ردیف۔ 'نہیں ہوتا' اس غزل کی ردیف ہے۔

غزل کا ایسا آخری شعر جس میں شاعر نے اپنا تخلص برتا ہو، کہلاتا ہے: (الف) مطلع (ب) حسنِ مطلع (ج) مقطع (د) آخری شعر
درست جواب: (ج) مقطع۔ ایسے شعر کو مقطع کہتے ہیں۔

مومن خاں مومن کے بقول 'رنج' نہیں ہوتا: (الف) جاں فزا (ب) دل فزا (ج) راحت فزا (د) روح فزا
درست جواب: (ج) راحت فزا۔ شاعر کہتا ہے کہ رنجِ راحت فزا نہیں ہوتا۔

'حرفِ ناصح' برا نہیں ہوتا۔ یہ حقیقت شاعر پر کھلی: (الف) ذکرِ یار سے (ب) ذکرِ حبیب سے (ج) ذکرِ اغیار سے (د) ذکرِ رقیب سے
درست جواب: (ج) ذکرِ اغیار سے۔ شاعر پر یہ حقیقت اغیار کے ذکر سے کھلی۔

'نہیں ہوتا' سے پہلے آنے والا قافیہ کس شعر میں 'جدا' ہے؟ (الف) شعر 3 میں (ب) شعر 5 میں (ج) شعر 6 میں (د) شعر 7 میں
درست جواب: (ب) شعر 5 میں۔ شعر 5 میں 'ہاتھ دل سے جدا نہیں ہوتا' آیا ہے۔

مقطع میں شاعر کا تخلص ہے: (الف) اسد (ب) غالب (ج) مومن (د) ناصر
درست جواب: (ج) مومن۔ اس غزل کے مقطع میں تخلص 'مومن' استعمال ہوا ہے۔

'رنج' اور 'راحت' کے الفاظ میں کون سی صنعت پائی جاتی ہے؟ (الف) صنعتِ تلمیح (ب) صنعتِ تضاد (ج) صنعتِ تکرار (د) صنعتِ مبالغہ
درست جواب: (ب) صنعتِ تضاد۔ 'رنج' اور 'راحت' باہم متضاد الفاظ ہیں، اس لیے یہاں صنعتِ تضاد ہے۔



مومن خاں مومن کس شاعر کے ہم عصر تھے؟ (الف) نظیر اکبر آبادی (ب) مرزا غالب (ج) میر انیس (د) علامہ اقبال

درست جواب: (ب) مرزا غالب۔ مومن خاں مومن مرزا غالب کے ہم عصر تھے۔

مومن خاں مومن کا انتقال ہوا: (الف) 1852ء میں (ب) 1869ء میں (ج) 1935ء میں (د) 1938ء میں
درست جواب: (الف) 1852ء میں۔ مومن خاں مومن کا انتقال 1852ء میں دہلی میں ہوا۔

مومن خاں مومن شاعری کے علاوہ کس پیشے سے وابستہ تھے؟ (الف) وکالت (ب) طب (حکمت)
(ج) درس و تدریس (د) تجارت
درست جواب: (ب) طب (حکمت)۔ مومن پیشے کے اعتبار سے حکیم تھے۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

- مومن خاں مومن (1800ء-1852ء) بنیادش و وفات دہلی، اصل نام مومن خاں، تخلص مومن، حکیم بھی تھے، شاہ نصیر کے شاگرد، کلیات مومن مشہور تصنیف، مرزا غالب کے ہم عصر۔
- زیرِ نصاب غزل کا ماخذیوان مومن، سات اشعار (مطلع سے مقطع تک)، ردیف نہیں ہوتا۔
- شعروار تشریح: محبوب کی بے پروائی، ناصح کی نصیحت کی حقیقت، محبوب کے نہ ملنے کی حسرت، تنہائی میں یاد کی شدت (مشہور شعر)، حال دل لکھنے کی مشکل، صبر کے سوا چارہ نہیں، مقطع میں فلسفیانہ سوال۔
- اہم اصطلاحات: اس غزل کی ہیئت، صنعتِ تضاد، تضاد ایجابی، تضاد سلبی۔
- صنعتِ تضاد کی مثال: مطلع میں 'رنج' اور 'راحت' کے الفاظ۔
- یاد رکھیں: مقطع میں تخلص 'مومن' آتا ہے؛ شعر 'تم مرے پاس ہوتے ہو گویا' غزل کا سب سے مشہور شعر ہے۔

امتحانی نکات

- غزل کے سات اشعار کا خلاصہ الگ الگ مختصر جملوں میں یاد رکھیں۔
- مطلع اور مقطع کی الگ الگ نشان دہی کی مشق کریں۔ امتحان میں اکثر پوچھا جاتا ہے۔
- صنعتِ تضاد کی تعریف اور مطلع سے اس کی مثال (رنج / راحت) یاد رکھیں۔
- تضاد ایجابی اور تضاد سلبی میں فرق یاد رکھیں۔



• شعر 'تم مرے پاس ہوتے ہو گویا' سے متعلق مرزا غالب کی روایت یاد رکھیں۔



سبق 19: غزل (ہے مشقِ سخن جاری، چکی کی مشقت بھی)

Ghazal: Hai Mashq-e-Sukhan Jari, Chakki ki Mashaqqat Bhi (Hasrat)

((Mohani

یہ نوٹس پنجاب بورڈ کے تحت جماعت دہم کی کتاب اردو (لازمی) کے ایسویں سبق پر مبنی ہیں، جو حسرت موہانی کی مشہور غزل 'ہے مشقِ سخن جاری، چکی کی مشقت بھی' ہے (ماخذ: کلیاتِ حسرت موہانی)۔ یہ کتاب کی غزل کی صنف کا تیسرا سبق ہے۔

یہ نوٹس امتحانی پرچے کی ساخت کے مطابق تیار کیے گئے ہیں: ان میں شعروار تشریح، مرکزی خیال، اہم الفاظ کے معنی اور مختصر و تفصیلی سوالات شامل ہیں۔ نوٹس Freebooks.pk نے تیار کیے ہیں۔

شاعر کا تعارف

حسرت موہانی کا اصل نام سید فضل الحسن اور تخلص 'حسرت' تھا۔ وہ یوپی (ہندوستان) کے قصبے موہان میں پیدا ہوئے، اسی نسبت سے 'موہانی' کہلائے۔ ابتدائی تعلیم ایک مکتب میں پائی اور قرآن مجید و فارسی کی تعلیم اپنے قصبے کے علما سے حاصل کی۔ میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد علی گڑھ چلے گئے، جہاں سے بی اے کیا۔ علی گڑھ کے زمانہ قیام میں ان کا ساتھ مولانا شوکت علی، مولانا محمد علی جوہر اور سید سجاد حیدر یلدرم جیسی نامور شخصیات سے رہا۔

علی گڑھ میں قیام کے دوران ان کا رجحان صحافت اور سیاست کی طرف ہو گیا، اور انھوں نے 'اردوئے معلیٰ' کے نام سے ایک بار سوخ رسالہ جاری کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب برصغیر میں تحریکِ خلافت اور تحریکِ عدم تعاون عروج پر تھیں۔ حسرت نے ان تحریکوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، جس کی پاداش میں انھیں کئی بار قید کاٹنی پڑی۔ قید کے دوران انھیں چکی پسینے کی مشقت بھی برداشت کرنا پڑی، جس کی جھلک ان کی شاعری میں بھی ملتی ہے۔ اپنے قید کے حالات انھوں نے اپنی کتاب 'مشاہداتِ زنداں' میں قلم بند کیے۔



حسرت موہانی غزل کے ایک باکمال شاعر تھے، جس بنا پر انھیں 'رئیس المتغزلین' کہا جاتا ہے۔ سرسید احمد خاں کی تحریک علی گڑھ کے بعد غزل کی روایت دب کر رہ گئی تھی؛ حسرت نے بیسویں صدی کے آغاز میں غزل کی تجدید کی اور اردو غزل کے مجدد کہلائے۔ ان کے کلام میں سادگی، سلاست، بے ساختگی، محاورے کا خوب صورت استعمال، حسن و عشق کا بیان اور قومی و سیاسی موضوعات نمایاں ہیں۔ ان کا کلیات، جو بارہ دو اوین پر مشتمل ہے، شائع ہو چکا ہے۔ 1951ء میں لکھنؤ میں ان کا انتقال ہوا۔

اہم اصطلاحات

اس غزل کی یمت

زیر نصاب غزل کے سات اشعار مطلع سے مقطع تک ہیں۔ اس میں ردیف 'بھی' ہے اور قافیہ الگ الگ اشعار میں مختلف الفاظ (مشقت، عنایت، نیت، محبت وغیرہ) پر بنی ہے۔ مقطع میں شاعر نے اپنا تخلص 'حسرت' استعمال کیا ہے۔

تخلص کا اجتماعی استعمال

بعض اوقات شاعر مقطع میں اپنے تخلص کے ساتھ اپنے ہم عصر دیگر شعرا کے تخلص بھی ایک ہی شعر میں پرو کر بیان کر دیتا ہے۔ اس غزل کے مقطع میں حسرت نے اپنے دور کے نو (9) اہم اردو شعرا کے تخلص ایک ہی شعر میں یکجا کیے ہیں۔

تحریکی و انقلابی شاعری

ایسی شاعری جس میں سیاسی و قومی جذبات، آزادی کی جدوجہد اور انقلابی خیالات کا اظہار ہو۔ حسرت موہانی کی شاعری میں تحریک خلافت، تحریک عدم تعاون اور قید و بند کے حالات کا رنگ نمایاں ہے۔

رئیس المتغزلین

'غزل گو شعرا کا سردار'۔ یہ خطاب حسرت موہانی کو ان کی غزل گوئی میں کمال اور بیسویں صدی میں غزل کی تجدید کی وجہ سے دیا جاتا ہے۔



غزل کا تعارف

زیرِ نصاب غزل حسرت موہانی کی نمائندہ غزلوں میں سے ہے، جس میں عشق کی نزاکت، بے تابیِ دل، اور دعا و التجا جیسے روایتی غزل کے موضوعات کے ساتھ ساتھ شاعر کی اپنی سیاسی جدوجہد اور قید کی مشقت کا ذکر بھی مطلع ہی میں جھلکتا ہے۔ یہ غزل سات اشعار پر مشتمل ہے۔

شعر و ار تشریح

شعر 1 (مطلع): شعر گوئی اور قید کی مشقت کا امتزاج

‘ہے مشقِ سخن جاری، چکی کی مشقت بھی / اک طرفہ تماشا ہے، حسرت کی طبیعت بھی۔’ شاعر کہتا ہے کہ قید میں چکی پیسنے کی مشقت کے باوجود اس کی شاعری کی مشق جاری ہے۔ یہ حسرت کی طبیعت کا ایک عجیب و انوکھا تماشا ہے کہ سختی میں بھی ان کا فنِ شاعری تھمتا نہیں۔ یہ شعر ان کے دورِ قید سے متعلق ہے۔

شعر 2: بندگی اور کرم کی التجا

‘دُشوار ہے بندوں پر انکارِ کرم یکسر / اے ساقی جاں پرور! کچھ لطف و عنایت بھی۔’ شاعر کہتا ہے کہ اپنے بندوں پر کرم کا مکمل انکار مشکل ہے، اس لیے وہ زندگی بخشنے والے ساقی سے کچھ لطف و عنایت کی التجا کرتا ہے۔

شعر 3: بارش اور بدلتی نیت کی علامت

‘برسات کے آتے ہی توبہ نہ رہی باقی / بادل جو نظر آئے بدلی مری نیت بھی۔’ شاعر برسات کی آمد پر اپنی توبہ ٹوٹ جانے اور نیت کے بدل جانے کا ذکر کرتا ہے۔ بادل کو دیکھ کر اس کا موسم بہار جیسا رومانوی مزاج لوٹ آتا ہے۔

شعر 4: عشق اور محبوب کی نزاکت

‘عشق کے دل نازک، اُس شوخ کی خونا زک / نازک اسی نسبت سے ہے کارِ محبت بھی۔’ شاعر کہتا ہے کہ عشق کا دل بھی نازک ہے اور محبوب کی طبیعت بھی نازک۔ اسی نسبت سے محبت کا کام بھی نہایت نازک اور احتیاط طلب ہے۔



شعر 5: بے تابی کی تہمت کا جواب

’رکھتے ہیں مرے دل پر کیوں تہمتِ بے تابی / یاں نالہ مضطر کی جب مجھ میں ہو قوت بھی۔‘ شاعر پوچھتا ہے کہ اس پر بے تابی کی تہمت کیوں لگائی جاتی ہے، جب کہ اس میں بے قرار فریاد کرنے کی سکت (قوت) بھی موجود ہے۔

شعر 6: کامل آزادی کی طلب

’ہر چند ہے دلِ شیفہ حریتِ کامل کا / منظورِ دعا لیکن ہے قیدِ محبت بھی۔‘ شاعر کہتا ہے کہ اگرچہ اس کا دل کامل آزادی (حریت) کا دلدادہ ہے، تاہم وہ محبت کی قید کو بھی منظور اور قبول کرتا ہے۔ سیاسی آزادی کی جستجو اور محبت کی رضا کارانہ اسیری کا خوب صورت امتزاج۔

شعر 7 (مقطع): ہم عصر شعرا کے تخلص کا حسین امتزاج

’ہیں شاد و صائق شاعر یا شوق و وفا، حسرت / پھر ضامن و حشر ہیں، اقبال بھی، وحشت بھی۔‘ مقطع میں حسرت نے اپنے دور کے متعدد معروف اردو شعرا کے تخلص۔ جن میں اقبال اور خود اپنا تخلص ’حسرت‘ بھی شامل ہے۔ ایک ہی شعر میں مہارت سے پرو دیا ہے، جو ان کی زبان دانی اور فنی کمال کی مثال ہے۔

مرکزی خیال

اس غزل کا مرکزی خیال یہ ہے کہ حسرت موہانی اپنی شاعری کے تسلسل کو سیاسی جدوجہد اور قید کی مشقت کے ساتھ ساتھ بیان کرتے ہیں، اور عشق و محبت کی نزاکت، بے تابی دل اور کامل آزادی کی طلب جیسے جذبات کو روایتی غزل کے پیرائے میں سموتے ہیں۔ مقطع میں اپنے ہم عصر شعرا کے تخلص کا حسین امتزاج پیش کر کے وہ اپنی فنی مہارت کا ثبوت دیتے ہیں۔ یہ غزل حسرت کی انقلابی اور رومانی دونوں شخصیتوں کی عمدہ عکاسی کرتی ہے۔

اہم الفاظ کے معنی

مشقِ سخن

شاعری کی مشق و مہارت۔

چکی کی مشقت



ہاتھ سے اناج پیسنے کی محنت طلب مشقت؛ یہاں قید کے دوران کی جانے والی مشقت مراد ہے۔

ساقی جاں پرور

زندگی بخشنے والا ساقی؛ یہاں مجازاً خدا یا محبوب کے معنوں میں۔

توبہ

گناہ یا غلط کام سے باز آنا۔

خو

طبیعت، عادت، مزاج۔

تہمت بے تابی

بے قراری کا الزام۔

نالہ مضطر

بے چین، بے قرار شخص کی فریاد۔

حریتِ کامل

مکمل آزادی۔

رئیس المتغزلین

غزل گو شعرا کا سردار؛ حسرت موہانی کا خطاب۔

تخلص

شاعر کا قلمی نام، جو عموماً مقطع میں استعمال ہوتا ہے؛ اس غزل میں تخلص 'حسرت' ہے۔

خاکہ

غزل: سات اشعار کا خلاصہ: ایک خاکہ جو غزل کے مطلع سے مقطع تک سات اشعار کے موضوعات کا خلاصہ دکھاتا ہے۔



غزل: سات اشعار کا خلاصہ

شعر 1 (مطلع): شمر گونی اور قیدی کی مشقت
چکی کی مشقت بھی، حسرت کی طبیعت بھی

شعر 2: ہنگی اور کرم کی التجا
اے ساتی جاں پرور! چھو لطف و عنایت بھی

شعر 3: ہر سات اور بدلتی نیت
بادل جو نظر آئے بدلی مری نیت بھی

شعر 4: عشق اور محبوب کی نزاکت
نازک اسی نسبت سے ہے کارِ محبت بھی

شعر 5: بے تابی کی تہمت کا جواب
یاں نالہ مضطر کی جب مجھ میں ہو قوت بھی

شعر 6: کامل آزادی کی طلب
منظور دعا لیکن ہے قید محبت بھی

شعر 7 (مقطع): نو شعر اے تخلص کا امتزاج
اقبال بھی، وحشت بھی، حسرت بھی

غزل: سات اشعار کا خلاصہ

مختصر سوالات و جوابات

حسرت موہانی نے 'چکی کی مشقت' کس سلسلے میں برداشت کی تھی؟



حسرت موہانی نے یہ مشقت اپنی سیاسی جدوجہد اور تحریکِ آزادی میں حصہ لینے کی پاداش میں قید کے دوران برداشت کی۔

شاعر نے 'ساقی جاں پرور' سے کس چیز کی درخواست کی ہے؟
شاعر نے ساقی جاں پرور سے کچھ لطف و عنایت کی درخواست کی ہے۔

عشق کے لیے کارِ محبت کیوں نازک ہے؟
کیونکہ عشق کا دل اور محبوب کی خودنوں نازک ہیں، اسی نسبت سے کارِ محبت بھی نازک ہے۔

شاعر نے اپنی کس قوت کا ذکر کیا ہے؟
شاعر نے اپنے نالہ مضطر (بے قرار فریاد) کی قوت کا ذکر کیا ہے۔

شاعر کا دل کس چیز کا شیفہ ہے؟
شاعر کا دل حریتِ کامل (مکمل آزادی) کا شیفہ ہے۔

'مشقِ سخن' کا کیا مطلب ہے؟
'مشقِ سخن' کا مطلب شاعری کی مشق و مہارت ہے۔

حسرت موہانی کو کیا خطاب دیا جاتا ہے؟
حسرت موہانی کو 'رئیس المتغزلین' (غزل گو شعرا کا سردار) کا خطاب دیا جاتا ہے۔

مقطع میں شاعر نے کتنے شعرا کے تخلص کا ذکر کیا ہے؟
مقطع میں شاعر نے اپنے سمیت نو (9) شعرا کے تخلص کا ذکر کیا ہے۔

تفصیلی سوالات و جوابات

زیرِ نظر غزل کا خلاصہ اپنے الفاظ میں تحریر کریں اور اس میں شاعر کے سیاسی و رومانی جذبات کی وضاحت کریں۔

مطلع میں شاعر اپنی کس کیفیت کا ذکر کرتا ہے؟

مطلع میں شاعر قید کی مشقت کے باوجود اپنی شاعری کے تسلسل کا ذکر کرتا ہے، جسے وہ اپنی طبیعت کا ایک عجیب تماشا قرار دیتا ہے۔



شعر نمبر 5 میں شاعر اپنے اوپر لگے الزام کا کیسے جواب دیتا ہے؟

شاعر کہتا ہے کہ اسے بے تابی کا الزام نہ دیا جائے، کیونکہ اس میں بے قرار فریاد کرنے کی قوت موجود ہے۔

شعر نمبر 6 میں شاعر آزادی اور محبت کے بارے میں کیا کہتا ہے؟

شاعر کہتا ہے کہ اس کا دل کامل آزادی کا شیفتہ ہے، مگر وہ محبت کی قید کو بھی خوشی سے قبول کرتا ہے۔

مقطع میں شاعر اپنی فنی مہارت کیسے ظاہر کرتا ہے؟

مقطع میں شاعر اپنے ہم عصر نو شعرا کے تخلص ایک ہی شعر میں مہارت سے یکجا کر کے اپنی فنی مہارت ظاہر کرتا ہے۔

حسرت موہانی کی شخصیت اور شاعری کے تحریکی و انقلابی پہلوؤں کی وضاحت کریں۔

حسرت موہانی کس تحریک سے وابستہ رہے؟

حسرت موہانی تحریکِ خلافت اور تحریکِ عدم تعاون سے وابستہ رہے اور ان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

اس جدوجہد کے نتیجے میں انھیں کیا برداشت کرنا پڑا؟

اس جدوجہد کے نتیجے میں انھیں کئی بار قید کا ٹپنی پڑی، جس میں چکی پیسنے کی مشقت بھی شامل تھی۔

انھوں نے اپنے قید کے حالات کس کتاب میں بیان کیے؟

انھوں نے اپنے قید کے حالات 'مشاہداتِ زنداں' نامی کتاب میں قلم بند کیے۔

حسرت موہانی کو غزل کی دنیا میں کیا مقام حاصل ہے؟

حسرت موہانی کو 'رئیس المتغزلین' کہا جاتا ہے کیونکہ انھوں نے بیسویں صدی میں غزل کی تجدید کی۔



معروضی سوالات (MCQs)

‘مشقِ سخن’ کا مطلب ہے: (الف) گفتگو کی مشق (ب) شاعری کی مشق (ج) خطابت کی مشق (د) موسیقی کی مشق

درست جواب: (ب) شاعری کی مشق۔ ‘مشقِ سخن’ کا مطلب شاعری کی مشق ہے۔

‘رئیس المتغزلین’ کہا جاتا ہے: (الف) فیض احمد فیض کو (ب) جگر مراد آبادی کو (ج) ظہیر کا شمیری کو (د) حسرت موہانی کو

درست جواب: (د) حسرت موہانی کو۔ یہ خطاب حسرت موہانی کو دیا جاتا ہے۔

بادل نظر آنے سے شاعر کی بدل جاتی ہے: (الف) طبیعت (ب) نیت (ج) صورت (د) سوچ

درست جواب: (ب) نیت۔ شعر 3 کے مطابق بادل دیکھ کر شاعر کی نیت بدل جاتی ہے۔

مقطع میں شاعر نے اپنے سمیت کتنے شعرا کے تخلص کا ذکر کیا ہے؟ (الف) سات (ب) آٹھ (ج) نو (د) دس

درست جواب: (ج) نو۔ مقطع میں نو شعرا کے تخلص کا ذکر ہوا ہے۔

حسرت موہانی نے قید کے دوران کون سی مشقت برداشت کی؟ (الف) پتھر توڑنے کی (ب) چکی پیسنے کی (ج) کھیت جو تنے کی (د) پانی بھرنے کی

درست جواب: (ب) چکی پیسنے کی۔ حسرت موہانی نے قید میں چکی پیسنے کی مشقت برداشت کی۔

حسرت موہانی کا اصل نام تھا: (الف) سید فضل الحسن (ب) سید سجاد حیدر (ج) مولانا شوکت علی (د) محمد علی جوہر

درست جواب: (الف) سید فضل الحسن۔ حسرت موہانی کا اصل نام سید فضل الحسن تھا۔

حسرت موہانی نے کس نام سے رسالہ جاری کیا؟ (الف) نیرنگ خیال (ب) اردوئے معلیٰ (ج) زمانہ (د) مخزن

درست جواب: (ب) اردوئے معلیٰ۔ حسرت موہانی نے ‘اردوئے معلیٰ’ کے نام سے رسالہ جاری کیا۔

حسرت موہانی نے قید کے حالات کس کتاب میں بیان کیے؟ (الف) دیوانِ حسرت (ب) کلیاتِ حسرت (ج) مشاہداتِ زنداں (د) نقوشِ حسرت



درست جواب: (ج) مشاہداتِ زنداں۔ حسرت موہانی نے قید کے حالات 'مشاہداتِ زنداں' میں بیان کیے۔

حسرت موہانی کا انتقال ہوا: (الف) 1938ء میں (ب) 1951ء میں (ج) 1869ء میں (د) 1935ء میں
درست جواب: (ب) 1951ء میں۔ حسرت موہانی کا انتقال 1951ء میں لکھنؤ میں ہوا۔

‘موہانی’ نسبت کس قصبے کی طرف ہے؟ (الف) دہلی (ب) آگرہ (ج) موہان (د) فتح پور
درست جواب: (ج) موہان۔ ‘موہانی’ نسبت قصبہ موہان کی طرف ہے، جہاں حسرت پیدا ہوئے۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

- حسرت موہانی (تقریباً 1881ء-1951ء): اصل نام سید فضل الحسن، پیدائش موہان (یوپی)، تخلص حسرت، بی اے علی گڑھ، رسالہ 'اردوئے معلیٰ'، تحریکِ خلافت و عدم تعاون میں شریک، کئی بار قید، کتاب 'مشاہداتِ زنداں'، خطاب 'رئیس المتغزلین'، کلیاتِ حسرت (بارہ دواوین)۔
- زیرِ نصاب غزل کا ماخذ کلیاتِ حسرت موہانی، سات اشعار (مقطع سے مقطع تک)، ردیف 'بھی'۔
- شعروار تشریح: شاعری اور قید کی مشقت کا امتزاج، کرم کی التجا، بارش اور بدلتی نیت، عشق کی نزاکت، بے تابی کی تہمت کا جواب، کامل آزادی کی طلب، مقطع میں نو شعرا کے تخلص کا امتزاج۔
- اہم اصطلاحات: اس غزل کی ہیئت، تخلص کا اجتماعی استعمال، تحریکی و انقلابی شاعری، رئیس المتغزلین۔
- یاد رکھیں: مقطع میں تخلص 'حسرت' کے ساتھ 9 شعرا کے نام آئے ہیں؛ مطلع میں 'چکی کی مشقت' ان کی قید کی مشقت کی طرف اشارہ ہے۔

امتحانی نکات

- غزل کے سات اشعار کا خلاصہ الگ الگ مختصر جملوں میں یاد رکھیں۔
- حسرت موہانی کی سیاسی جدوجہد اور 'مشاہداتِ زنداں' کا حوالہ یاد رکھیں۔
- 'رئیس المتغزلین' کے خطاب کی وجہ اور اس کی اہمیت یاد رکھیں۔
- مقطع میں مذکور نو شعرا کے تخلص کی تعداد یاد رکھیں۔ امتحان میں اکثر پوچھا جاتا ہے۔
- مطلع اور مقطع کی الگ الگ نشان دہی کی مشق کریں۔



سبق 20: غزل (یوں کہنے کو پیرایہ اظہار بہت ہے) (Ghazal: Yun)

(Kehne Ko Paraya-e-Izhar Bohat Hai (Zehra Nigah)

یہ نوٹس پنجاب بورڈ کے تحت جماعت دہم کی کتاب اردو (لازمی) کے بیسویں اور آخری سبق پر مبنی ہیں، جو زہرہ نگاہ کی مشہور غزل 'یوں کہنے کو پیرایہ اظہار بہت ہے' ہے (ماخذ: ان کا شعری مجموعہ 'فراق')۔ یہ کتاب کی غزل کی صنف کا چوتھا اور آخری سبق ہے۔

یہ نوٹس امتحانی پرچے کی ساخت کے مطابق تیار کیے گئے ہیں: ان میں شعروار تشریح، مرکزی خیال، اہم الفاظ کے معنی اور مختصر و تفصیلی سوالات شامل ہیں۔ نوٹس Freebooks.pk نے تیار کیے ہیں۔

شاعرہ کا تعارف

زہرہ نگاہ اردو ادب کی ایک ممتاز شاعرہ اور ادیبہ ہیں۔ ان کی شاعری میں انفرادیت، نسائی لب و لہجہ اور زبان و بیان کی لطافت کی گہری چھاپ ملتی ہے۔ وہ 1936ء میں حیدرآباد دکن (انڈیا) میں پیدا ہوئیں اور قیام پاکستان کے بعد اپنے خاندان کے ساتھ کراچی منتقل ہو گئیں۔

زہرہ نگاہ کا تعلق ایک علمی و ادبی خاندان سے ہے۔ ان کے والد قمر مقصود ایک بلند پایہ عالم اور فارسی کے استاد تھے۔ ان کے بھائی انور مقصود اور بہن فاطمہ ثریا (بجیا) بھی معروف دانش ور اور ادیب ہیں۔ زہرہ نگاہ نے کم عمری میں ہی شاعری کا آغاز کیا؛ روایت مشہور ہے کہ انھوں نے اپنا ابتدائی کلام اصلاح کے لیے جگر مراد آبادی کو دکھایا تو انھوں نے فرمایا کہ تمہیں اصلاح کی ضرورت نہیں، تمہارے کلام میں فطری طور پر پختگی موجود ہے۔

زہرہ نگاہ بنیادی طور پر نظم و غزل کی شاعرہ ہیں، تاہم ان کی نثر بھی گہرے فکری مواد کی حامل ہے۔ ان کی شاعری میں نسائی جذبات، مشرقی روایات، فلسفہ اور معاشرتی موضوعات کا گہرا شعور ملتا ہے، اور سادہ مگر دل نشیں اسلوب ان کی سب سے بڑی خوبی ہے۔ ان کے اہم شعری مجموعوں میں 'شام کا پہلا تارا'، 'ورق' اور 'فراق' شامل ہیں؛ ان کا کلیات بھی شائع ہو چکا ہے۔ وہ مختلف ادبی و ثقافتی اداروں سے وابستہ رہیں، جن میں پاکستان نیشنل کونسل آف دی آرٹس (PNCA) بھی شامل ہے۔ ان کی ادبی خدمات کے اعتراف میں حکومت پاکستان نے انھیں 'تمغائے حسن کارکردگی' سے نوازا۔



اہم اصطلاحات

اس غزل کی ہیئت (جدید غزل)

زیرِ نصاب غزل کے چھ اشعار ہیں، ردیف، بہت ہے، اور قافیہ، -ار پر ختم ہونے والے الفاظ (خوددار، دیوار، وفادار، تکرار، رخسار، جھنکار) ہیں۔ روایتی غزل کے برعکس اس منتخب غزل میں کوئی واضح مقطع یا تخلص شامل نہیں۔ یہ جدید غزل کی ایک نمایاں خصوصیت ہے کہ شاعر ہمیشہ روایتی مقطع کی پابندی نہیں کرتے۔

نسائی لب و لہجہ

زہرہ نگاہ کی شاعری کی نمایاں خصوصیت - عورت کے جذبات، مسائل اور نفسیاتی کیفیات کو ایک عورت ہی کی آواز اور نقطہ نظر سے بیان کرنا۔

خودداری و خودتقارنی

غزل کے مطلع میں دل کی 'خوددار' ہونے کی صفت اور دوسرے اشعار میں خود اپنے آپ کا محاسبہ (خودتقارنی) اس غزل کے مرکزی موضوعات میں شامل ہیں۔

عدل و انصاف کا استعارہ

شعر 6 میں انصاف کے نظام کی کمزوری کو استعاراتی انداز میں بیان کیا گیا ہے - عبدالمجید عدم کے مشہور شعر ('ہم کو شاہوں کی عدالت سے توقع تو نہیں') سے موازنہ کیا جاتا ہے، جو عدالتی نظام کی اسی کمزوری پر روشنی ڈالتا ہے۔

غزل کا تعارف

زیرِ نصاب غزل زہرہ نگاہ کی نمائندہ غزلوں میں سے ہے، جس میں خودداری، سماجی الزام تراشی، خودشناسی اور عدل کے نظام کی کمزوری جیسے موضوعات کو جدید غزل کے سادہ مگر گہرے اسلوب میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ غزل ان کے مجموعے 'فراق' سے لی گئی ہے۔



شعر وار تشریح

شعر 1 (مطلع): دل کی خودداری

‘یوں کہنے کو پیرایہ اظہار بہت ہے / یہ دل، دلِ ناداں سہی خوددار بہت ہے۔‘ شاعرہ کہتی ہیں کہ اظہار کے لیے الفاظ اور انداز تو بہت ہیں، مگر ان کا دل، اگرچہ نا سمجھ (ناداں) ہے، پھر بھی نہایت خوددار ہے۔ یعنی وہ اپنی بات آسانی سے ظاہر نہیں کرتا۔

شعر 2: دیوانگی کی نئی وسعت (اکثر ناقدین کے نزدیک بیت الغزل)

‘دیوانوں کو اب وسعتِ صحرا نہیں درکار / وحشت کے لیے سایہ دیوار بہت ہے۔‘ شاعرہ کہتی ہیں کہ اب دیوانگی و بے قراری کے اظہار کے لیے صحرا کی وسعت درکار نہیں، دیوار کا سایہ ہی کافی ہے۔ جدید دور میں انسان کی وحشت اب اندرونی اور محدود ہو چکی ہے۔ یہ شعر اس غزل کا سب سے زیادہ پسند کیا جانے والا شعر ہے۔

شعر 3: خاموشی سے الزام کا سامنا

‘بجٹا ہے گلی کو چوں میں نقارۃ الزام / ملزم کہ خاموشی کا وفادار بہت ہے۔‘ شاعرہ کہتی ہیں کہ گلی کو چوں میں الزام کا ڈھنڈورا (نقارہ) بجتا رہتا ہے، لیکن ملزم خاموشی سے وفادار رہتا ہے۔ یعنی وہ صفائی دینے کے بجائے خاموش رہنا ترجیح دیتا ہے۔

شعر 4: فصاحت کے خاتمے پر تکرار

‘جب حسنِ تکلم پہ کڑا وقت پڑے تو / اور کچھ بھی نہ باقی ہو تو تکرار بہت ہے۔‘ شاعرہ کہتی ہیں کہ جب خوش گفتاری (حسنِ تکلم) پر مشکل وقت آجائے اور کہنے کو کچھ نیا نہ رہے، تو بات کو دہرانا ہی کافی ہو جاتا ہے۔

شعر 5: خود شناسی کا استعارہ

‘خود آئینہ گر آئینہ چھوڑے تو نظر آئے / دہکا ہوا ہر شعلہ رخسار بہت ہے۔‘ شاعرہ کہتی ہیں کہ اگر آئینہ بنانے والا خود اپنا آئینہ چھوڑ دے تو اسے ہر چہرے کا دہکتا ہوا شعلہ (رخسار کی چمک) نظر آجائے۔ یعنی جو دوسروں کو پرکھنے کا کام کرتا ہے، اسے کبھی خود اپنے آپ کو بھی دیکھنا چاہیے۔



شعر 6: عدل کے نظام کی کمزوری

‘منصف کے لیے اذن ساعت پہ ہیں پہرے / اور عدل کی زنجیر میں جھنکار بہت ہے۔’ شاعرہ کہتی ہیں کہ منصف (جج) کے وقت اور اختیار پر بھی پہرے ہیں، اور عدل کی زنجیر محض شور (جھنکار) پیدا کرتی ہے، حقیقی انصاف کم ہی ملتا ہے۔ یہ خیال عبدالمجید عدم کے مشہور شعر ‘ہم کو شاہوں کی عدالت سے توقع تو نہیں / آپ کہتے ہیں تو زنجیر ہلا دیتے ہیں’ سے ملتا جلتا ہے، جو عدالتی نظام کی اسی کمزوری کو ظاہر کرتا ہے۔

مرکزی خیال

اس غزل کا مرکزی خیال یہ ہے کہ زہرہ نگاہ دل کی خودداری، سماجی الزام تراشی کے ماحول میں خاموشی کی حکمتِ عملی، فصاحتِ کلام کے زوال، خود شناسی کی ضرورت اور عدل کے نظام کی کمزوری جیسے متنوع موضوعات کو نہایت سادہ مگر گہرے انداز میں بیان کرتی ہیں۔ یہ غزل جدید اردو غزل کی نمائندہ ہے، جو روایتی مقطع کی پابندی کے بغیر بھی فکری گہرائی اور فنی چابک دستی کی حامل ہے۔

اہم الفاظ کے معنی

پیرایہ اظہار

اظہار کا انداز، بیان کرنے کا طریقہ۔

خوددار

عزتِ نفس رکھنے والا، خود اپنی عزت کا خیال رکھنے والا۔

وسعتِ صحرا

صحرا کی کشادگی و پھیلاؤ۔

سایہ دیوار

دیوار کا سایہ؛ ایک محدود اور تنگ جگہ کی علامت۔

نقارۃ الزام

الزام کا ڈھنڈورا یا اعلان؛ کھلے عام کسی پر الزام لگانا۔



حسنِ تکلم
خوش گفتاری، بات کرنے کا حسن و سلیقہ۔

آئینہ گر
آئینہ بنانے والا کاریگر۔

شعلہ رخسار
چہرے کا دہکتا ہوا شعلہ؛ چہرے کی چمک و تمازت کی علامت۔

منصف
انصاف کرنے والا، حج۔

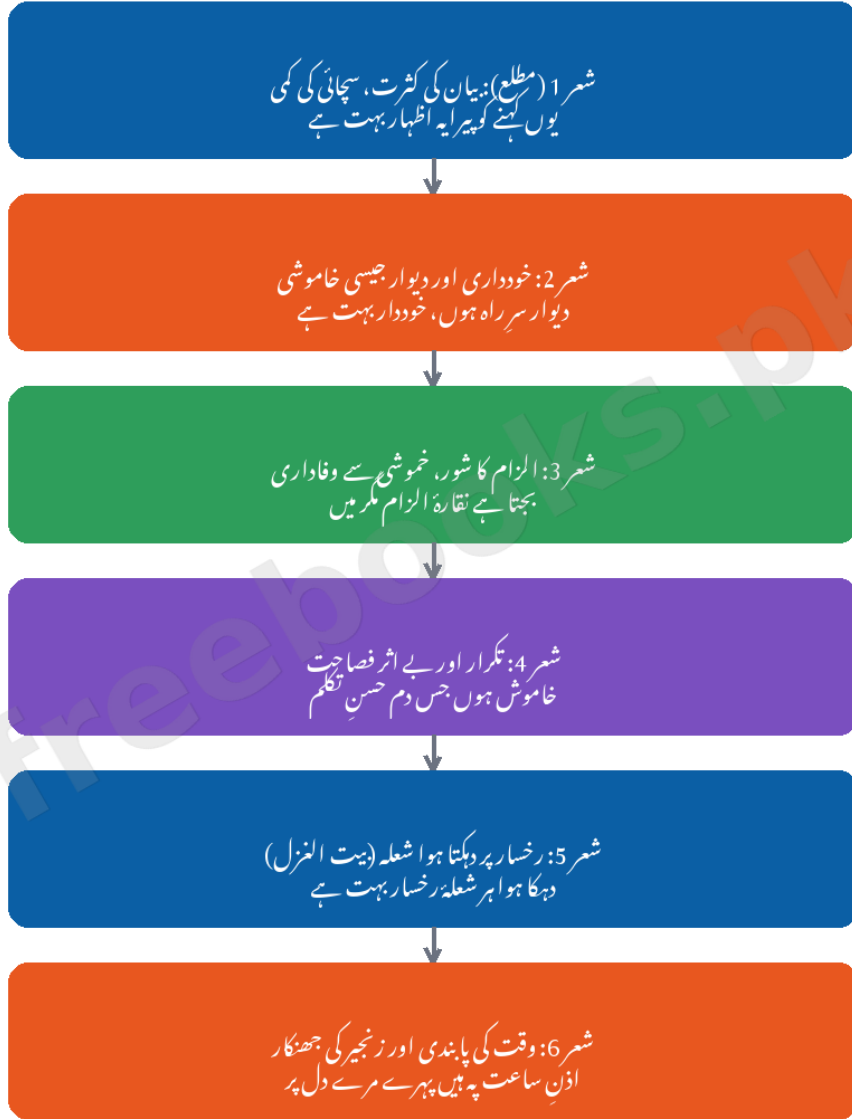
تلمیح
علمِ بیع کی اصطلاح؛ کلام میں کسی مشہور تاریخی، مذہبی یا سماجی واقعے یا قرآنی آیت کی طرف اشارہ کرنا، جیسے 'چاہِ یوسف'، 'آتشِ نمرود'، 'صبحِ ازل'۔

خاکہ

غزل: چھ اشعار کا خلاصہ: ایک خاکہ جو غزل کے مطلع سے آخری شعر تک چھ اشعار کے موضوعات کا خلاصہ دکھاتا ہے۔



غزل: چھ اشعار کا خلاصہ



غزل: چھ اشعار کا خلاصہ

مختصر سوالات و جوابات

- شاعرہ نے دل کی خوبی اور خامی کے بارے میں کیا کہا ہے؟
شاعرہ کہتی ہیں کہ ان کا دل اگرچہ نا سمجھ (ناداں) ہے، مگر نہایت خوددار بھی ہے۔
- دیوانگی اور وحشت کے اظہار کے لیے اب کیا کافی ہے؟
شاعرہ کے مطابق اب دیوانگی کے اظہار کے لیے صحرا کی وسعت نہیں بلکہ دیوار کا سایہ ہی کافی ہے۔



الزامات کے جواب میں ملزم نے کیا حکمتِ عملی اپنائی ہے؟
ملزم الزامات کا جواب دینے کے بجائے خاموشی سے وفادار رہنے کی حکمتِ عملی اپناتا ہے۔
کس چیز پر کڑا وقت پڑنے کی بات کی گئی ہے؟
حسنِ تکلم (خوش گفتاری) پر کڑا وقت پڑنے کی بات کی گئی ہے۔

‘شعلہ رخسار’ سے کیا مراد ہے؟
‘شعلہ رخسار’ سے مراد چہرے کا دہکتا ہوا شعلہ یا چمک ہے۔

زیرِ نصاب غزل کے قوافی اور ردیف کیا ہیں؟
اس غزل کی ردیف ‘بہت ہے’ ہے، اور قافیہ ‘ار’ پر ختم ہونے والے الفاظ (خوددار، دیوار، وفادار، تکرار، رخسار، جھنکار) ہیں۔

یہ غزل زہرہ نگاہ کے کس شعری مجموعے سے لی گئی ہے؟
یہ غزل ان کے شعری مجموعے ‘فراق’ سے لی گئی ہے۔
منصف کے بارے میں شاعرہ نے کیا کہا ہے؟
شاعرہ کہتی ہیں کہ منصف کے وقت اور اختیار پر بھی پھرے ہیں، اور عدل کی زنجیر محض شوہیدا کرتی ہے۔

تفصیلی سوالات و جوابات

زیرِ نظر غزل کا خلاصہ اپنے الفاظ میں تحریر کریں اور اس میں شاعرہ کے سماجی و نفسیاتی خیالات کی وضاحت کریں۔

مطلع میں شاعرہ اپنے دل کی کس خوبی کا ذکر کرتی ہیں؟
مطلع میں شاعرہ اپنے دل کی خودداری کا ذکر کرتی ہیں، اگرچہ وہ اسے ‘ناداں’ بھی قرار دیتی ہیں۔
شعر نمبر 3 میں سماجی الزام تراشی کا ذکر کیسے ہوا ہے؟

شاعرہ کہتی ہیں کہ گلی کوچوں میں الزام کا ڈھنڈورا بجتا رہتا ہے، مگر ملزم خاموشی سے وفادار رہتا ہے۔



شعر نمبر 5 میں خود شناسی کا خیال کیسے پیش کیا گیا ہے؟

شاعرہ کہتی ہیں کہ آئینہ بنانے والا اگر اپنا آئینہ چھوڑ دے تو اسے ہر چہرے کا اصل حال نظر آ جائے۔

شعر نمبر 6 میں عدل کے نظام پر کیا تنقید کی گئی ہے؟

شاعرہ کہتی ہیں کہ منصف کے اختیار پر بھی پہرے ہیں، اور عدل کی زنجیر محض شور پیدا کرتی ہے، حقیقی انصاف کم ملتا ہے۔

زہرہ نگاہ کی شخصیت اور جدید غزل کی نمائندگی کے حوالے سے ان کی شاعری کی خصوصیات بیان کریں۔

زہرہ نگاہ کا تعلق کیسے خاندان سے ہے؟

زہرہ نگاہ کا تعلق ایک علمی و ادبی خاندان سے ہے؛ ان کے والد فارسی کے استاد، بھائی انور مقصود اور بہن فاطمہ ثریا (بجیا) بھی معروف ادیب ہیں۔

جگر مراد آبادی سے متعلق کیا روایت مشہور ہے؟

روایت ہے کہ زہرہ نگاہ نے اپنا ابتدائی کلام اصلاح کے لیے جگر مراد آبادی کو دکھایا تو انھوں نے فرمایا کہ ان کے کلام میں فطری پختگی موجود ہے، اصلاح کی ضرورت نہیں۔

اس غزل میں جدید غزل کی کون سی خصوصیت نمایاں ہے؟

اس غزل میں روایتی مقطع اور تخلص کی پابندی نہیں کی گئی، جو جدید غزل کی ایک نمایاں خصوصیت ہے۔

زہرہ نگاہ کی شاعری کی سب سے بڑی خوبی کیا ہے؟

ان کی شاعری کی سب سے بڑی خوبی ان کا سادہ مگر دل نشیں اسلوب ہے۔



معروضی سوالات (MCQs)

یہ غزل زہرہ نگاہ کے کس شعری مجموعے سے لی گئی ہے؟ (الف) شام کا پہلا تارا سے (ب) فراق سے (ج) گل چاندنی سے (د) ورق سے

درست جواب: (ب) فراق سے۔ یہ غزل ان کے مجموعے 'فراق' سے لی گئی ہے۔

'نقارۃ الزام' بجتا ہے: (الف) میدانوں میں (ب) پہاڑوں میں (ج) شہروں میں (د) گلی کوچوں میں
درست جواب: (د) گلی کوچوں میں۔ 'نقارۃ الزام' گلی کوچوں میں بجتا ہے۔

'شعلہ رخسار' ہے: (الف) بجھا ہوا (ب) کھلا ہوا (ج) دھکا ہوا (د) چھپا ہوا
درست جواب: (ج) دھکا ہوا۔ 'شعلہ رخسار' دھکا ہوا (چمکتا ہوا) ہے۔

ملزم وفادار ہے: (الف) ملک کا (ب) عدالت کا (ج) دوست کا (د) خموشی کا
درست جواب: (د) خموشی کا۔ ملزم خموشی کا وفادار ہے۔

منصف کے لیے پہرے ہیں: (الف) عدالت پر (ب) اذنِ تکلم پر (ج) اذنِ ساعت پر (د) بولنے پر
درست جواب: (ج) اذنِ ساعت پر۔ منصف کے لیے اذنِ ساعت پر پہرے ہیں۔

اس غزل کی ردیف ہے: (الف) نہیں ہوتا (ب) بہت ہے (ج) مرے آگے (د) بھی
درست جواب: (ب) بہت ہے۔ اس غزل کی ردیف 'بہت ہے' ہے۔

زہرہ نگاہ کے بھائی، معروف مزاح نگار، کا نام ہے: (الف) انور مقصود (ب) احمد ندیم قاسمی (ج) ابنِ انشا (د) مشتاق احمد یوسفی

درست جواب: (الف) انور مقصود۔ زہرہ نگاہ کے بھائی انور مقصود ایک معروف مزاح نگار ہیں۔

زہرہ نگاہ کی ادبی خدمات کے اعتراف میں انھیں کون سا اعزاز ملا؟ (الف) نشانِ پاکستان (ب) تمغائے حسنِ کارکردگی (ج) ستارۃ امتیاز (د) ہلال امتیاز

درست جواب: (ب) تمغائے حسنِ کارکردگی۔ زہرہ نگاہ کو 'تمغائے حسنِ کارکردگی' سے نوازا گیا۔

زہرہ نگاہ کس شہر میں پیدا ہوئیں؟ (الف) کراچی (ب) لاہور (ج) حیدرآباد دکن (د) دہلی
درست جواب: (ج) حیدرآباد دکن۔ زہرہ نگاہ حیدرآباد دکن (انڈیا) میں پیدا ہوئیں۔



زہرہ نگاہ نے اپنا ابتدائی کلام اصلاح کے لیے کس کو دکھایا؟ (الف) مرزا غالب کو (ب) جگر مراد آبادی کو
(ج) علامہ اقبال کو (د) حسرت موہانی کو
درست جواب: (ب) جگر مراد آبادی کو۔ زہرہ نگاہ نے اپنا ابتدائی کلام جگر مراد آبادی کو دکھایا تھا۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

- زہرہ نگاہ (پیدائش 1936ء، حیدرآباد دکن): بھائی انور مقصود، بہن فاطمہ ثریا (بجیا)، مجموعے 'شام کا پہلا تارا'، 'ورق'، 'فراق'، اعزاز 'تمغائے حسن کارکردگی'، PNCA سے وابستگی، زندہ و متحرک ادیبہ۔
- زیرِ نصاب غزل کا ماخذ مجموعہ 'فراق'، چھ اشعار، ردیف 'بہت ہے'، کوئی واضح مقطع / تخلص نہیں۔ جدید غزل کی خصوصیت۔
- شعر و ارتشیح: دل کی خودداری، دیوانگی کی نئی وسعت (بیت الغزل)، خاموشی سے الزام کا سامنا، فصاحت کے خاتمے پر تکرار، خود شناسی کا استعارہ، عدل کے نظام کی کمزوری۔
- اہم اصطلاحات: اس غزل کی پینت (جدید غزل)، نسائی لب و لہجہ، خودداری و خود تقارنی، عدل و انصاف کا استعارہ۔
- یاد رکھیں: شعر 6 کا موازنہ عبدالمجید عدم کے شعر سے کیا جاتا ہے؛ زہرہ نگاہ کے بھائی انور مقصود ہیں۔

امتحانی نکات

- غزل کے چھ اشعار کا خلاصہ الگ الگ مختصر جملوں میں یاد رکھیں۔
- زہرہ نگاہ کے خاندان (انور مقصود، فاطمہ ثریا) اور جگر مراد آبادی کی روایت یاد رکھیں۔
- قافیہ اور ردیف کی نشان دہی کی مشق کریں۔ امتحان میں اکثر پوچھا جاتا ہے۔
- اس غزل میں مقطع کی عدم موجودگی اور اس کی وجہ (جدید غزل کی خصوصیت) یاد رکھیں۔
- 'شعلہ رخسار'، 'آئینہ گر' اور 'نقارۃ الزام' جیسی تراکیب کے معنی یاد رکھیں۔



ضمیمہ 1: گرامر، مضمون نویسی اور تفہیم عبارت (Grammar)

(Essay Writing & Reading Comprehension Guide)

یہ نوٹس PECTAA (پنجاب ایجوکیشن کریکولم، ٹریننگ اینڈ ایسٹمنٹ اتھارٹی) کے نصاب کے تحت جماعت دہم کی کتاب اردو (لازمی) کے پورے نصاب پر محیط ایک ضمیمہ ہیں، جو کتاب کے بیس اسباق سے الگ، گرامر، مضمون نویسی اور تفہیم عبارت پر مبنی ہیں۔

امتحانی پرچے کے مطابق سوال نمبر 1 کے 15 معروضی سوالات میں سے 5 سوالات گرامر پر مبنی ہوتے ہیں (باقی 10 اسباق کے مواد سے)، جب کہ سوال نمبر 6 (مضمون نویسی، 10 نمبر) اور سوال نمبر 7 (تفہیم عبارت، 10 نمبر) کسی ایک سبق سے مخصوص نہیں بلکہ عمومی زبان دانی اور تحریری مہارت پر مبنی ہوتے ہیں، اس لیے انھیں الگ سے یکجا کیا گیا ہے۔ نوٹس Freebooks.pk نے تیار کیے ہیں۔

گرامر کے اہم نکات (سوال نمبر 1)

تذکرہ و تانیث (جنس کے قواعد)

اردو میں ہر اسم یا تو مذکر ہوتا ہے یا مؤنث۔ عمومی اصول کے مطابق زیادہ تر وہ الفاظ جو 'ا' پر ختم ہوں مذکر اور جو 'ی' پر ختم ہوں مؤنث ہوتے ہیں، جیسے 'لڑکا' (مذکر) اور 'لڑکی' (مؤنث)، مگر بہت سے الفاظ اس اصول سے مستثنیٰ ہیں اور انھیں الگ سے یاد کرنا پڑتا ہے، جیسے 'پانی' (مذکر) اور 'آگ' (مؤنث)۔

جملے میں فعل اور صفت کی جنس ہمیشہ اسم (فاعل) کی جنس کے مطابق ہونی چاہیے۔ اسی طرح جمع بنانے کے مختلف طریقے ہیں: مذکر اسم میں عموماً آخری 'ا' کو 'ے' میں بدل کر جمع بنائی جاتی ہے (لڑکا- لڑکے)، جب کہ مؤنث اسم کے آخر میں 'اں' یا 'یں' کا اضافہ کیا جاتا ہے (کتاب- کتابیں، لڑکی- لڑکیاں)۔

سابقہ اور لاحقہ

سابقہ وہ حروف یا الفاظ ہیں جو کسی لفظ کے شروع میں لگا کر نیا معنی پیدا کرتے ہیں، جیسے 'بے' (بے وقوف، بے حس)، 'لا' (لا علم، لا جواب) اور 'ہم' (ہم وطن، ہم سفر)۔



لاحقہ وہ حروف یا الفاظ ہیں جو کسی لفظ کے آخر میں لگائے جاتے ہیں اور نیا معنی یا نئی قسم کا لفظ بناتے ہیں، جیسے 'دار' (دکان دار، ذمہ دار)، 'گاہ' (درس گاہ، عبادت گاہ) اور 'پن' (بچپن، اپنا پن)۔

معلوم اور مجہول

جملہ معلوم وہ جملہ ہے جس میں فعل کا فاعل معلوم اور واضح طور پر بیان کیا گیا ہو، جیسے 'علی نے خط لکھا'۔ یہاں 'علی' فاعل معلوم ہے۔

جملہ مجہول وہ جملہ ہے جس میں فعل کا کرنے والا (فاعل) واضح طور پر بیان نہ کیا جائے اور توجہ فعل یا اس کے نتیجے پر مرکوز ہو، جیسے 'خط لکھا گیا'۔ یہاں یہ واضح نہیں کہ خط کس نے لکھا۔

حروف کی اقسام اور حروفِ تاثر

اردو میں حروف کئی اقسام کے ہوتے ہیں: حروفِ جار (کو، سے، پر، میں وغیرہ) جو اسم اور فعل کا آپس میں تعلق ظاہر کرتے ہیں؛ حروفِ عطف (اور، یا، مگر) جو دو الفاظ یا جملوں کو ملاتے ہیں؛ اور حروفِ ندا (اے، ارے) جو پکارنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

اس کے علاوہ جذبات ظاہر کرنے کے لیے مخصوص حروفِ تاثر استعمال ہوتے ہیں: حروفِ تحسین (واہ، شاباش) تعریف کے لیے، حروفِ نفرین (چھٹی، توبہ) ناپسندیدگی کے لیے، حروفِ انبساط (کیا خوب، آہا) خوشی کے لیے، حروفِ تاسف (ہائے، افسوس) دکھ و افسوس کے لیے، اور حروفِ تاکید (ضرور، بے شک) کسی بات پر زور دینے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ

جملہ اسمیہ وہ جملہ ہے جس کا اختتام کسی فعل کے بجائے اسم یا صفت پر ہو، جیسے 'زہرہ ایک اچھی طالبہ ہے'۔ جملہ فعلیہ وہ جملہ ہے جس میں فعل موجود ہو اور جملہ فعل پر ختم ہوتا ہے، جیسے 'زہرہ روزانہ اسکول جاتی ہے'۔

ترکیبِ نحوی سے مراد جملے کے اجزاء (مسنند، مسند الیہ، مفعول، فعل وغیرہ) کا تجزیہ اور ان کے آپس میں تعلق کی وضاحت ہے، جو جملے کی گرامری ساخت سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔



رموزِ اوقاف

وقفہ / کاما (،)

جملے میں معمولی توقف ظاہر کرنے یا فہرست کے اجزاء الگ کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

سیمی کالن (:)

دولتے جلتے مگر الگ خیالات کو جوڑنے کے لیے، کاما سے بڑا اور فل اسٹاپ سے چھوٹا توقف ظاہر کرتا ہے۔

رابطہ / کولن (:)

کسی فہرست، وضاحت یا اقتباس سے پہلے استعمال ہوتا ہے۔

وقفیہ / فل اسٹاپ (-)

جملے کے مکمل اختتام پر لگایا جاتا ہے۔

سوالیہ نشان (?)

سوالیہ جملے کے آخر میں لگایا جاتا ہے۔

فجائیہ نشان (!)

تعجب، خوشی، دکھ یا کسی جذباتی کیفیت ظاہر کرنے والے جملے کے بعد لگایا جاتا ہے۔

واوین

کسی کے اصل الفاظ، اقتباس یا کسی خاص لفظ کی نشان دہی کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

خط فاصلہ / ڈیش

جملے میں اضافی وضاحت یا غیر متوقع خیال شامل کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

ادبی اصطلاحات اور صنعتیں

تشبیہ

کسی چیز کو کی طرح، 'مانند' یا 'جیسا' جیسے الفاظ کے ذریعے کسی اور چیز سے مشابہت دینا، جیسے 'اس کا چہرہ چاند کی طرح روشن تھا۔'

استعارہ



کسی چیز کو براہِ راست کسی اور چیز کے مماثل قرار دینا، گویا وہ خود وہی چیز ہو، بغیر کی طرح 'یا' 'ناندا' جیسے الفاظ کے۔

مجازِ مرسل

کسی لفظ کو اس کے حقیقی معنی کے بجائے کسی ایسے تعلق کی بنا پر دوسرے معنی میں استعمال کرنا جو تشبیہ پر مبنی نہ ہو، جیسے 'گھر' کہہ کر 'گھر والوں' کی مراد لینا۔

کنایہ

کسی بات کو براہِ راست کہنے کے بجائے اشارے میں بیان کرنا، جس سے حقیقی مفہوم بالواسطہ طور پر سمجھ آئے، جیسے 'ہاتھ تنگ ہونا' (بمعنی غریب ہونا)۔

تلمیح

کسی مشہور تاریخی، مذہبی یا اساطیری واقعے، شخصیت یا حوالے کی طرف اشارہ کرنا، جس سے بات میں گہرائی اور معنویت پیدا ہو، جیسے 'آتشِ نمرود' یا 'چاہِ یوسف' کا حوالہ۔

تکرار

کسی لفظ، خیال یا مصرعے کو زور اور تاثر پیدا کرنے کے لیے بار بار دہرانا۔

صنعتِ تضاد

دو متضاد یا مخالف الفاظ و خیالات کو ایک ساتھ استعمال کر کے معنی میں زور اور خوب صورتی پیدا کرنا، جیسے 'دن رات' یا 'غم و خوشی'۔

صنعتِ حسنِ تعلیل

کسی حقیقی سبب کے بجائے کسی خیالی یا شاعرانہ وجہ کو کسی واقعے کی علت کے طور پر پیش کرنا۔

علامت / رمز

کسی ٹھوس چیز، لفظ یا کردار کو کسی تجریدی خیال کی نمائندگی کے لیے استعمال کرنا، جیسے 'چراغ' کو امید کی علامت کے طور پر استعمال کرنا۔

ضربِ المثل

کوئی مختصر، مشہور اور تجربے پر مبنی جملہ جو نصیحت یا حقیقت بیان کرنے کے لیے روزمرہ گفتگو میں استعمال ہوتا ہے، جیسے 'جیسی کرنی ویسی بھرنی'۔



اصطلاحاتِ غزل

غزل کی بنیادی اصطلاحات: شعر (دو مصرعوں کا مجموعہ)، مطلع (پہلا شعر، جس کے دونوں مصرعوں میں قافیہ و ردیف ہو)، مقطع (آخری شعر، جس میں شاعر کا تخلص آئے۔ جدید غزل میں کبھی کبھی غیر موجود بھی ہو سکتا ہے)، قافیہ (ہم آواز الفاظ جو ردیف سے پہلے آئیں)، ردیف (وہ لفظ جو ہر شعر کے دوسرے مصرعے کے آخر میں ایک جیسا دہرایا جائے)، تخلص (شاعر کا قلمی نام) اور بیت الغزل (غزل کا وہ شعر جو ناقدین کے نزدیک سب سے عمدہ سمجھا جائے)۔

اصنافِ نثر

مضمون

کسی ایک موضوع پر منظم انداز میں لکھی گئی نثری تحریر جس میں مصنف اپنے خیالات و آرا پیش کرتا ہے۔

سوانح / خاکہ

کسی شخصیت کی زندگی، عادات اور کارناموں کا نثری بیان، جو سنجیدہ (سوانح) یا دل چسپ و مختصر (خاکہ) انداز میں لکھا جاسکتا ہے۔

افسانہ

ایک مختصر، مربوط اور تخیلاتی نثری داستان جو زندگی کے کسی ایک پہلو یا واقعے کے گرد گھومتی ہے۔

سفر نامہ

کسی سفر کے دوران دیکھے گئے مقامات، لوگوں اور تجربات کا نثری بیان۔

طنزیہ و مزاحیہ مضمون

معاشرتی خامیوں یا کرداروں پر ہنسی مذاق یا طنز کے ذریعے تبصرہ کرنے والی نثری تحریر۔

خطابیہ تحریر

کسی جلسے، تقریب یا سامعین کے سامنے پڑھی جانے والی موثر اور جوش دلانے والی تحریر، جو رائے عامہ ہموار کرنے یا کسی مقصد کی طرف راغب کرنے کے لیے لکھی جاتی ہے۔



اصنافِ نظم

نظم

شاعری کی وہ صنف جس میں کوئی ایک خیال، موضوع یا واقعہ تسلسل اور ربط کے ساتھ بیان کیا جائے، اور جو غزل کی طرح ہر شعر میں الگ مکمل خیال کی پابند نہیں ہوتی۔

غزل

اشعار کا وہ مجموعہ جس میں ہر شعر ہم قافیہ و ردیف ہو اور اپنی جگہ ایک مکمل، آزاد خیال پیش کرتا ہو، عموماً عشق و محبت کے موضوعات پر مبنی، مگر جدید غزل میں سماجی و نفسیاتی موضوعات بھی شامل ہو گئے ہیں۔

مخمس

وہ بند نظم جس کے ہر بند میں پانچ مصرعے ہوں۔

مسدس

وہ بند نظم جس کے ہر بند میں چھ مصرعے ہوں۔

مرثیہ

کسی کی وفات، خصوصاً کربلا کے شہدا کے سانحے پر لکھی گئی سوگوار نظم۔

رباعی

چار مصرعوں پر مشتمل مختصر نظم جس میں کوئی ایک مکمل خیال جامع انداز میں بیان کیا جاتا ہے۔

مضمون نویسی (سوال نمبر 6)

مضمون نویسی میں کسی دیے گئے موضوع پر منظم اور مربوط انداز میں اپنے خیالات تحریر کیے جاتے ہیں۔ مضمون کے بنیادی اجزاء درج ذیل ہیں:

- عنوان: مختصر، جامع اور موضوع سے براہِ راست مطابقت رکھنے والا عنوان تجویز کریں۔
- تمہید (آغاز): موضوع کا مختصر تعارف، جو قاری کی دل چسپی پیدا کرے اور آگے آنے والے مباحث کا اشارہ

دے۔



- متن (اہم مباحث): موضوع کے مختلف پہلوؤں کو الگ الگ پیرا گرافس میں، منطقی ترتیب کے ساتھ بیان کریں۔ ہر پیرا گراف ایک نئے نکتے پر مرکوز ہو۔
- مثالیں اور دلائل: ہر اہم نکتے کو مثال، حوالے یا دلیل سے مضبوط بنائیں، تاکہ تحریر محض رائے کے بجائے مدلل معلوم ہو۔
- اختتام (نتیجہ): مضمون کا خلاصہ، ذاتی رائے یا تجویز پیش کرتے ہوئے مختصر اور موثر انداز میں اختتام کریں۔

مضمون لکھنے کے اصول

- لکھنے سے پہلے موضوع پر مختصر خاکہ (آؤٹ لائن) تیار کر لیں، تاکہ خیالات منتشر نہ ہوں۔
- زبان سادہ، رواں اور صاف ہونی چاہیے۔ غیر ضروری طوالت اور مشکل الفاظ سے گریز کریں۔
- ہر پیرا گراف ایک ہی مرکزی خیال پر مبنی ہو اور پیرا گرافس کے درمیان منطقی ربط برقرار رکھیں۔
- موضوع سے ہٹ کر غیر متعلقہ باتیں شامل نہ کریں۔ ہر جملہ مضمون کے مرکزی خیال سے جڑا ہونا چاہیے۔
- رموزِ اوقاف کا درست استعمال اور خوش خط لکھائی تحریر کے تاثر کو بہتر بناتی ہے۔
- دیے گئے وقت اور نمبروں کی مناسبت سے مضمون کی طوالت مناسب رکھیں۔ نہ حد سے مختصر، نہ غیر ضروری طویل۔

امتحان میں آنے والے اہم عنوانات

- میرا پسندیدہ معلم / استاد
- وطن سے محبت
- سائنس کے فوائد و نقصانات
- مطالعے کی اہمیت
- صفائی نصف ایمان ہے
- وقت کی پابندی
- بجلی کی بچت / توانائی کا بحران
- قومی یک جہتی
- کھیلوں کی اہمیت
- سوشل میڈیا: فوائد و نقصانات



تفہیم عبارت (سوال نمبر 7)

تفہیم عبارت میں امتحان کے پرچے میں ایک نامعلوم عبارت (پیرا گراف) دی جاتی ہے، جسے پہلی بار پڑھ کر طالب علم کو اس سے متعلق چند سوالات کے جواب دینے ہوتے ہیں۔ یہ سوال طالب علم کی عبارت کو سمجھنے، اس کا مرکزی خیال اخذ کرنے اور اپنے الفاظ میں جواب دینے کی صلاحیت جانچتا ہے۔ یہ کسی مخصوص سبق سے نہیں بلکہ ایک بالکل نئی عبارت سے لیا جاتا ہے۔

حل کرنے کا طریقہ کار

• پہلے پوری عبارت کو غور سے، آخر تک، ایک بار مکمل پڑھیں۔ جزوی طور پر پڑھ کر جواب دینے کی کوشش نہ کریں۔

• دوسری بار پڑھتے ہوئے مشکل الفاظ اور اہم جملوں کو ذہن میں نشان زد کریں۔
• نیچے دیے گئے سوالات کو غور سے پڑھیں اور سمجھیں کہ ہر سوال کس نوعیت کا ہے (لفظی معنی، خلاصہ، عنوان وغیرہ)۔

• ہر سوال کا جواب عبارت ہی میں تلاش کریں اور اسے اپنے الفاظ میں، مختصر اور واضح انداز میں تحریر کریں۔

• جواب دیتے وقت عبارت کے اصل جملے من و عن نقل کرنے کے بجائے اپنے فہم کے مطابق لکھیں، مگر مفہوم درست رکھیں۔

سوالات کی عام اقسام

لفظی معنی

عبارت میں سے مخصوص الفاظ کے معنی، سیاق و سباق کی روشنی میں بیان کرنا۔

عنوان کی تجویز

عبارت کے مرکزی خیال کی بنیاد پر ایک موزوں اور جامع عنوان تجویز کرنا۔

خلاصہ / مرکزی خیال

پوری عبارت کا مرکزی خیال یا مختصر خلاصہ اپنے الفاظ میں بیان کرنا۔

تشریحی سوالات



عبارت کے کسی خاص جملے یا حصے کی مزید وضاحت طلب کرنے والے سوالات، جن کے جواب کے لیے عبارت کی گہری تفہیم درکار ہوتی ہے۔

خاکہ

سوال 1، 6 اور 7 کا خاکہ: گرامر، مضمون نویسی اور تفہیم عبارت کا خلاصہ خاکہ۔

سوال 1، 6 اور 7 کا خاکہ

سوال 1- گرامر (5 نمبر)

تذکیر و تانیث، سابقہ / لاحقہ، معلوم و مجہول،
رموز اوقاف اور ادبی اصطلاحات پر معروضی سوالات

سوال 6- مضمون نویسی (10 نمبر)

عنوان، تمہید، متن اور اختتام پر مبنی
کسی دیے گئے موضوع پر منظم تحریر

سوال 7- تفہیم عبارت (10 نمبر)

نامعلوم عبارت پڑھ کر اپنے الفاظ میں
سوالات کے جواب دینا

سوال 1، 6 اور 7 کا خاکہ

مختصر سوالات و جوابات

جملہ معلوم اور جملہ مجہول میں کیا فرق ہے؟
جملہ معلوم میں فاعل واضح بیان کیا جاتا ہے، جب کہ جملہ مجہول میں فاعل واضح نہیں ہوتا اور توجہ فعل کے نتیجے پر ہوتی ہے۔

سابقہ اور لاحقہ میں کیا فرق ہے؟
سابقہ لفظ کے شروع میں اور لاحقہ لفظ کے آخر میں لگایا جاتا ہے، دونوں نئے معنی یا نیا لفظ بناتے ہیں۔



تشبیہ اور استعارہ میں بنیادی فرق کیا ہے؟

تشبیہ میں 'کی طرح' یا 'مانند' جیسے الفاظ استعمال ہوتے ہیں، جب کہ استعارے میں براہِ راست ایک چیز کو دوسری چیز قرار دیا جاتا ہے۔

مضمون کا اختتام کیسا ہونا چاہیے؟

مضمون کا اختتام مختصر، مؤثر اور نتیجہ خیز ہونا چاہیے، جس میں مرکزی خیال کا خلاصہ یا مصنف کی رائے شامل ہو۔

تفہیم عبارت حل کرنے کا پہلا قدم کیا ہے؟

پہلے پوری عبارت کو غور سے ایک بار مکمل پڑھنا، تاکہ اس کا عمومی مفہوم سمجھ آ جائے۔

رموزِ اوقاف کی اہمیت کیا ہے؟

رموزِ اوقاف جملے کے مفہوم، لہجے اور توقف کو واضح کرتے ہیں اور تحریر کو باقاعدہ اور قابلِ فہم بناتے ہیں۔

مضمون لکھنے سے پہلے کیا تیار کر لینا چاہیے؟

مضمون لکھنے سے پہلے موضوع پر ایک مختصر خاکہ (آؤٹ لائن) تیار کر لینا چاہیے، تاکہ خیالات منتشر نہ ہوں۔

بیت الغزل کسے کہتے ہیں؟

غزل کے اس شعر کو کہتے ہیں جو ناقدین کے نزدیک سب سے عمدہ اور مؤثر سمجھا جائے۔

تفصیلی سوالات و جوابات

مضمون نویسی کے اصول اور اجزاء تفصیل سے بیان کریں۔

مضمون کے بنیادی اجزاء کون سے ہیں؟

عنوان، تمہید، متن (اہم مباحث) اور اختتام مضمون کے بنیادی اجزاء ہیں۔

مضمون کی تمہید کیسی ہونی چاہیے؟

تمہید مختصر ہونی چاہیے اور موضوع کا ایسا تعارف پیش کرے جو قاری کی دل چسپی پیدا کرے۔



مضمون کے متن میں کیا خیال رکھنا چاہیے؟

متن میں موضوع کے مختلف پہلوؤں کو منطقی ترتیب سے، الگ الگ پیرا گرافس میں، مثالوں اور دلائل کے ساتھ بیان کرنا چاہیے۔

مضمون کی زبان کیسی ہونی چاہیے؟

زبان سادہ، رواں اور واضح ہونی چاہیے، اور غیر ضروری طوالت و مشکل الفاظ سے گریز کرنا چاہیے۔

تفہیم عبارت حل کرنے کا طریقہ کار تفصیل سے واضح کریں۔

عبارت کو کتنی بار پڑھنا چاہیے؟

کم از کم دو بار۔ پہلی بار مکمل عبارت کا عمومی مفہوم سمجھنے کے لیے، دوسری بار اہم نکات نشان زد کرنے کے لیے۔

سوالات کے جواب کہاں سے تلاش کیے جائیں؟

ہر سوال کا جواب دی گئی عبارت ہی میں تلاش کیا جانا چاہیے، نہ کہ اپنی معلومات یا اندازوں سے۔

جواب اپنے الفاظ میں لکھنے کی کیا اہمیت ہے؟

اپنے الفاظ میں جواب لکھنا طالب علم کی حقیقی تفہیم ظاہر کرتا ہے، محض عبارت کے جملے نقل کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔

عنوان تجویز کرتے وقت کیا خیال رکھنا چاہیے؟

عنوان مختصر، جامع اور عبارت کے مرکزی خیال کی درست عکاسی کرنے والا ہونا چاہیے۔

گرامر کے اہم اصولوں اور ادبی اصطلاحات کی وضاحت کریں۔

جملے میں تذکیر و تانیث کی مطابقت کیوں ضروری ہے؟

فعل اور صفت کی جنس اسم کے مطابق نہ ہو تو جملہ گرامری طور پر غلط اور نامکمل معلوم ہوتا ہے۔



جملہ معلوم اور مجہول کی پہچان کیسے کی جاتی ہے؟

اگر جملے میں فاعل واضح بیان ہو تو وہ معلوم ہے، اور اگر فاعل غیر واضح ہو یا حذف ہو تو وہ مجہول ہے۔

صنعتِ تضاد اور صنعتِ حسنِ تعلیل میں کیا فرق ہے؟

صنعتِ تضاد میں دو متضاد الفاظ ایک ساتھ استعمال ہوتے ہیں، جب کہ صنعتِ حسنِ تعلیل میں کسی واقعے کی خیالی و شاعرانہ وجہ بیان کی جاتی ہے۔

اصطلاحاتِ غزل میں مطلع اور مقطع میں کیا فرق ہے؟

مطلع غزل کا پہلا شعر ہے جس کے دونوں مصرعوں میں قافیہ و ردیف ہوتا ہے، جب کہ مقطع آخری شعر ہے جس میں شاعر کا تخلص آتا ہے۔

معروضی سوالات (MCQs)

خط لکھا گیا کون سا جملہ ہے؟ (الف) جملہ معلوم (ب) جملہ مجہول (ج) جملہ تمنائیہ (د) جملہ استفہامیہ
درست جواب: (ب) جملہ مجہول۔ اس جملے میں فاعل واضح نہیں، اس لیے یہ جملہ مجہول ہے۔

'بے وقوف' میں 'بے' کیا ہے؟ (الف) لاحقہ (ب) سابقہ (ج) حرفِ جار (د) حرفِ عطف
درست جواب: (ب) سابقہ۔ 'بے' اس لفظ میں سابقہ ہے۔

مضمون کا سب سے پہلا جزو کیا ہوتا ہے؟ (الف) اختتام (ب) تمہید (ج) عنوان (د) متن
درست جواب: (ج) عنوان۔ مضمون کا سب سے پہلا جزو عنوان ہوتا ہے۔

تفہیم عبارت میں جواب کہاں سے لیا جاتا ہے؟ (الف) اپنی معلومات سے (ب) دی گئی عبارت سے
(ج) کسی اور سبق سے (د) استاد کی وضاحت سے
درست جواب: (ب) دی گئی عبارت سے۔ تفہیم عبارت کے سوالات کے جواب ہمیشہ دی گئی عبارت ہی سے لیے جاتے ہیں۔

'چاند جیسا چہرہ' میں کون سی صنعت استعمال ہوئی ہے؟ (الف) استعارہ (ب) تشبیہ (ج) تلمیح (د) کنایہ
درست جواب: (ب) تشبیہ۔ اس میں 'جیسا' کا لفظ استعمال ہوا ہے، اس لیے یہ تشبیہ ہے۔



غزل کے آخری شعر کو کیا کہتے ہیں؟ (الف) مطلع (ب) مقطع (ج) قافیہ (د) ردیف
 درست جواب: (ب) مقطع۔ غزل کے آخری شعر کو مقطع کہتے ہیں، جس میں شاعر کا تخلص آتا ہے۔
 جملے میں فعل کی جنس کس کے مطابق ہونی چاہیے؟ (الف) مفعول (ب) فاعل (ج) حرف جار (د) زمانہ
 درست جواب: (ب) فاعل۔ جملے میں فعل کی جنس ہمیشہ فاعل اسم کے مطابق ہونی چاہیے۔
 مضمون لکھنے سے پہلے کیا تیار کرنا مفید ہے؟ (الف) لمبی تمہید (ب) خاکہ (آؤٹ لائن) (ج) غیر ضروری
 مثالیں (د) مشکل الفاظ کی فہرست
 درست جواب: (ب) خاکہ (آؤٹ لائن)۔ مضمون لکھنے سے پہلے ایک مختصر خاکہ تیار کر لینا خیالات کو مرتب رکھنے
 میں مدد دیتا ہے۔

تیز نظر ثانی خلاصہ

- Q10 (گرامر): تذکر و تانیث، سابقہ / لاحقہ، معلوم و مجہول، حروف، رموزِ اوقاف اور ادبی اصطلاحات پر 5 معروضی سوالات۔
- Q60 (مضمون نویسی، 10 نمبر): عنوان، تمہید، متن اور اختتام پر مشتمل منظم تحریر۔ دیے گئے عنوانات کی مشق ضرور کریں۔
- Q70 (تقہیم عبارت، 10 نمبر): نامعلوم عبارت پڑھ کر اپنے الفاظ میں سوالات کے جواب دینا۔
 • تشبیہ، استعارہ، مجاز مرسل، کنایہ، تلمیح، تکرار، تضاد اور حسنِ تعلیل جیسی ادبی اصطلاحات یاد رکھیں۔
 • اصطلاحاتِ غزل: شعر، مطلع، مقطع، قافیہ، ردیف، تخلص، بیت الغزل۔

امتحانی نکات

- گرامر کے سوالات کے لیے تذکر و تانیث، معلوم و مجہول اور فعل کی مطابقت کے اصول بار بار مشق کریں۔
- مضمون نویسی کی مشق کرتے وقت خاکہ بنا کر لکھیں اور دیے گئے وقت میں طوالت مناسب رکھیں۔
- تقہیم عبارت میں ہمیشہ عبارت کو پوری طرح پڑھ کر ہی سوالات کے جواب دیں، جلد بازی نہ کریں۔
- ادبی اصطلاحات کی تعریفات مثالوں کے ساتھ یاد رکھیں، تاکہ MCQs میں دشواری نہ ہو۔
- مضمون اور تقہیم عبارت دونوں میں لکھائی صاف اور رموزِ اوقاف درست رکھیں۔

